مؤسسة المؤمل الثقافية
AL-MU'AMMAL
CULTURAL FOUNDATION

حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجتؒ

پردہ نشین

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بہجت قدس سرہ کے عرفانی، اخلاقی کلمات کی تشریح

المؤمل کلچرل فاؤنڈیشن، سرفراز گنج لکھنؤ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

آیت اللہ العظمیٰ بہاؤ الدینیؒ:

اس وقت آقائے بہجت معنویات کے لحاظ سے دنیا کے سب سے ثروت مند انسان ہیں۔

فہرست مطالب

مقدمہ ۱۰

عرض ناشر ۱۳

پہلی فصل

زندگی نامہ اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ کے حالات کا سرسری جائزہ

انسان کا اسوہ پذیر ہونا ۱۷

سیر و سلوک کے پہلے قدم کی شناخت ۱۸

آیت اللہ بہجت بزرگان دین کی نظر سے ۱۹

آیت اللہ بہجت کی زندگی کا ایک مختصر جائزہ ۲۱

آیت اللہ بہجت کا عرفان و معنویت ۲۲

حوزۂ علمیۂ قم کی فضا ۲۵

تحصیل علم کے زمانے میں شہرت سے گریز ۲۶

مرجعیت کے زمانے میں شہرت سے گریز ۲۷

آیت اللہ بہجت کی سیاسی شخصیت ۲۷

ایک لاعلاج بیمار کو شفا ۲۹

پیسے کی جمع آوری ۳۰

طالب علم ہونے کی نعمت ۳۱

WWW.SHIABOOKSPDF.COM SHIA BOOKS PDF MANZAR AELIYA WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

آیت اللہ بہجت کی نماز اور مجلس ۳۲

زوجہ اور اولاد کے حقوق کی رعایت ۳۲

شک نہ کرو ۳۳

اولاد کے بیچ مساوات کی رعایت ۳۳

تزکیۂ نفس کا طریقہ ۳۳

آیت اللہ بہجت کے کلام کی تاثیر ۳۴

آیت اللہ کشمیری کا روحانی تحوّل ۳۴

نصیحت قبول کرنے کی فطرت ۳۵

دوسری فصل

دس گفتار، حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت کے بعض عرفانی و اخلاقی کلمات کی تشریح پر مشتمل

پہلی گفتار

جامع ترین عرفانی دستور العمل

ماہ رمضان اور شب قدر کی اہمیت ۳۹

عرفانی ہدایات پہ عمل کرنا ۳۹

ترک گناہ، تمام ہدایات کو شامل ہے ۴۰

ترک گناہ، سیر و سلوک میں صداقت کا معیار ۴۲

ترک گناہ ہی تقویٰ ہے ۴۳

ترک گناہ اچھائیوں کے انجام دینے کا پیش خیمہ ۴۴

گناہوں کے حدود و مراتب ۴۴

ائمہ علیہم السلام کے عرفانی ہدایات ۴۶

قرآن، تمام ہدایات کا جامع ۴۷

اہلیت رکھنے والے افراد کے نفوس میں قرآنی دستورات کا اثر ۴۹

قرآن، تمام معارف و ہدایات کا حامل ۵۰

حضرت علی السلام کے عرفانی ہدایات ۵۱

ہم قرآن کو سمجھیں ۵۲

ماہ رمضان اور دوبارہ بازگشت ۵۳

دوسری گفتار

حضرت امام عصر علیہ السلام کی معرفت اور حضرت حق تعالیٰ تک پہونچنے میں اس کا مؤثر ہونا

لوگوں کی ہدایت کرنا امام زمانہؑ کی توجہ کا باعث ۵۴

امام زمانہؑ کے ادب و ثقافت کی اشاعت کی راہ میں سختیوں کا تحمل کرنا ۵۵

اعتقاد مہدویت پہ حملہ ۵۶

میں آپ کو امام زمانہؑ کو دکھاؤں گا ۵۷

ہم امام زمانہؑ کو کیوں نہیں دیکھ پاتے ہیں ۶۰

امام زمانہؑ کے ظہور کا وقت ۶۱

امام زمانہؑ کا ظہور قیامت کبریٰ برپا ہونے کا پیش خیمہ ۶۲

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ظہور عام اور ظہور خاص ۶۲
غیبت ہماری جانب سے ہے ۶۳
ظہور کے زمانے میں بھی فرائض کی انجام دہی ۶۴
ائمہ علیہم السلام مہدوی ثقافت کے مبلغ ۶۴
امام زمانہؑ کی غیبت کے زمانے سے بہرہ مند ہونا ۶۶

تیسری گفتار

اللہ کی جانب سیر وسلوک کرنے میں حجابات کا برطرف کرنا

سیر وسلوک میں حجابات کا ہٹانا ۶۹
حجاب کی قسمیں اور سیر وسلوک میں توقف ۷۰
حجابات کا برطرف کرنا حضرت حق تعالی کی ملاقات کا مقدمہ ۷۱
حجاب غفلت ۷۳
حجاب کے مقابل میں ایمان ۷۴
خود بینی سب سے بڑا حجاب ۷۵
حجابوں کو دور کرنے میں الٰہی لطف وعنایت ۷۶
حجابات کے سلسلے میں الگ الگ کیفیات ۷۶
نماز قائم کرنے کے وقت حجابات کا برطرف ہونا ۷۷
حجابات کو چاک کرنے میں ہمارے یار ومددگار ۷۸
نماز پڑھتے وقت پیغمبر اکرمؐ کا حاضر ہونا ۷۹

نافلہ، نماز کی کمیوں کا تدارک کرتا ہے ۸۰

چوتھی گفتار

انسان کی کمال طلبی اور کمال مطلق کی جانب اس کا سفر

انسان کا کمال طلب ہونا ۸۴
کمال طلبی ایک فطری چیز ہے ۸۵
کمال طلبی باعث محبت ہوتی ہے ۸۶
محبت الٰہی کو پاک اور خالص ہونا چاہئے ۸۷
محبت کے درجات ومراتب ۸۸
شیعوں کا ایک بنیادی عقیدہ ۹۰
سچی محبت کی پہچان ۹۰
محبت، سب سے بڑا سرمایہ ۹۱
محبت، اعمال کا سرچشمہ ۹۲
سچی محبت کے اظہار میں ایک کامل نمونہ ۹۳
محبوب کا امتحان اور آزمائش ۹۴

پانچویں گفتار

توبہ اور بارگاہِ احدیّت میں پلٹ کر آنا

گناہوں کے بُرے اثرات ۹۷

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

توبہ، واحد راستہ........................ ۹۸
توبہ نشوونما اور تکامل کا مقدمہ........................ ۱۰۰
توبہ، سے صلاحیتوں کا انکشاف ہوتا ہے........................ ۱۰۱
توبہ اپنی اصلیت کی طرف پلٹنا........................ ۱۰۲
حقیقی توبہ اور اس کا ایک نمونہ........................ ۱۰۳
توبہ کا سب سے مختصر راستہ........................ ۱۰۶
توبہ کی توفیق........................ ۱۰۷

چھٹی گفتار

اللہ کی جانب سیر وسلوک کرنے میں عزم وارادہ

قرآن میں عزم........................ ۱۱۰
عزم، ملائکہ کے نزول کا پیش خیمہ........................ ۱۱۰
حقیقی اور ظاہری عزم........................ ۱۱۲
صاحبان عزم، جہاد اکبر میں مصروف ہوتے ہیں........................ ۱۱۳
ذکر خدا، عزم کی تقویت کا باعث........................ ۱۱۳
عزم، حضرت علی علیہ السلام کے کلام میں........................ ۱۱۵
عزم وارادہ کا ایک عملی نمونہ........................ ۱۱۵
عزم کے ہنگام، الٰہی عنایتیں........................ ۱۱۶
عزم وارادہ کے سلسلہ میں ایک سیرتی نمونہ........................ ۱۱۶

ساتویں گفتار

ریاکاری اور اس حجاب کے برطرف کرنے کی کیفیت

ریاکاری اور اس کا علاج........................ ۱۱۹
ریا کی جڑ........................ ۱۲۰
خودبینی اور ریا........................ ۱۲۱
بادشاہ کے لئے ریا کرنا........................ ۱۲۲
ریا کے ذریعہ عمر اور سرمایہ کا ضائع کرنا........................ ۱۲۴
بس خدا کو دیکھنا........................ ۱۲۵
ریا کرنے والے کی علامتیں........................ ۱۲۶
معرفت، اور ریا کو برطرف کرنے میں اس کا اثر........................ ۱۲۷
اعمال میں ہوائے نفسانی کی بو........................ ۱۲۸

آٹھویں گفتار

نماز شب اور خدا کے ساتھ خلوت

تہجد اور نماز شب........................ ۱۲۹
رات کا خاص ماحول اور فضا........................ ۱۳۰
نماز شب پڑھنے سے محرومیت کی وجہ........................ ۱۳۲
رات اور حضرت حق کی بارگاہ تک رسائی........................ ۱۳۳
رات اور اس کا ایام قدر اور شفاعت سے رابطہ........................ ۱۳۴

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

نمازشب، سچی محبت اور پہچان ۱۳۵
نمازشب کی توفیق ۱۳۶
نمازشب کی توفیق پیدا کرنے کے اسباب وعوامل ۱۳۷
نمازشب کی عظمت میں احادیث ۱۴۰
حافظ شیرازی ۱۴۲
مقدس اردبیلی اور نمازشب ۱۴۳
نمازشب پڑھنے کی امام زمانہؑ کی تاکید ۱۴۴

نویں گفتار

سیر وسلوک الی اللہ میں حضرت حق سے دعا اور ارتباط

دعا اور اس کا طریقہ ۱۴۵
دعا کی زبردست قدرت ۱۴۶
دعائے شریف مشلول ۱۴۷
دعائیں شیعوں کا سرمایہ ۱۴۹
صلوٰت، اور دعا قبول ہونے کا اثر ۱۴۹
اجابت دعا کے لئے واسطہ لازم ہے ۱۵۱
ذکر شریف صلوات کی عظمت ۱۵۲
قبولیتِ دعا میں تاخیر کی وجہ ۱۵۳

دسویں گفتار

سالک الی اللہ کی اجتماعی شخصیت ۱۵۷
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت ۱۵۹
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرائط ۱۶۰
امر ونہی کے وقت ہمارا طرز عمل ۱۶۲
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی کیفیت کے سلسلے میں سالکین کا نمونۂ عمل ۱۶۳
نہی عن المنکر کے تعلق سے لاپروائی ۱۶۴
امر ونہی کے وقت، اوقات کی معرفت ۱۶۶

تیسری فصل

مختصر کلمات، اور حضرت آیت اللہ العظمٰی بہجت کی ہدایات ۱۶۹
چند مطالب ۱۷۲

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

مقدمہ

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِینَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیدُونَ وَجْهَهُ .(سورہ کھف آیت ۲۸)

(اور اپنے نفس کو ان افراد کے ہمراہ پائیدار و ثابت قدم رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے اور اس کی رضا کے خواستگار رہتے ہیں)

حضرت حق جَلّ جلالہ کا ذکر اور اس کی یاد اس وقت نفوس وقلوب میں مستحکم ہوتی ہے جب انسان کو محبوب کے تئیں معرفت اور شناخت حاصل ہو، جس قدر خالق وجود کے کمالات، الطاف، عنایات اور توجّہات کے سلسلے میں ہماری آگہی بہتر اور بیشتر ہوگی، اس کی محبت اور پھر اس کی دائمی یاد ہمارے وجود میں اتنی ہی زیادہ راسخ و پائدار ہوتی چلی جائے گی۔

ان کتابوں کا مطالعہ جو عرفان نظری و عملی کے موضوع پر لکھی گئی ہیں ۔اس معرفت وشناخت کی تحصیل و ایجاد میں بہترین مددگار ہے کہ اللہ کے لطف وکرم سے ''انتشارات ہنارس'' نے اس راہ میں چھوٹے ہی سہی کچھ قدم اُٹھائے ہیں۔

اُلگوئے زعامت، کرامات معنوی، پرہائے صداقت، خرمن معرفت اور طوبائے کربلا جیسی کتابوں کی اشاعت کے بعد جو کہ اولیاء خدا کی شرح زندگی، نقل کرامات، بیان حکایات اور بزرگان دین کی راہ وروش اور عملی سیرت کے تذکرہ سے متعلق لکھی اور پیش کی گئیں۔ ہمیں قارئین محترم کے مکرر ارتباطات سے روبرو ہونا پڑا۔ جو کہ مذکورہ بالا کتابوں کے مؤلفینِ گرامی اور انتشارات ہنارس کے شعبۂ تحقیق کے معاونین کے تئیں اظہار محبت کے ذیل میں سیر وسلوک الٰہی کے مشتاق افراد کے لئے عملی روش اور طریقۂ کار کی شکل میں

مطالب پیش کئے جانے کے خواہشمند تھے، چنانچہ مشورہ اور غور وخوض کرنے کے بعد ہم نے حجۃ الاسلام والمسلمین محمد لک علی آبادی سے عرفان عملی کے موضوع پر ایک مجموعہ لکھنے کی گزارش کی، اور موصوف نے دوسال کے مطالعہ اور جامع تحقیقات کے بعد ''ہوائے وصل''، کا نفیس مجموعہ سات شمارے میں تدوین وتحریر فرمایا:

''ہوائے وصل'' کا ساتواں مجموعہ پیش کرنے کے بعد بے شمار افراد بالخصوص عرفان ومعنویت کے دلدادہ افراد کی جانب سے کم نظیر استقبال کا سامنا کرنا پڑا کہ ان میں سے کچھ تو ناقابل بیان اشتیاق کے ساتھ مؤلفِ محترم کے دیگر قلمی آثار کے درخواست گزار تھے۔ یہاں تک کہ موصوف کے مباحث اور تقاریر کے مجموعے کے متعلق معلومات بھی حاصل کررہے تھے۔

چنانچہ اس بات کے پیش نظر کہ ''انتشارات ہنارس کا شعبۂ تحقیق'' معزز قارئین کے مطالبات کا جواب دینے کے لئے خود کو ذمہ دار سمجھتا ہے۔ اس نے ٹھان لیا کہ ان مباحث کا ایک مجموعہ ایک خاص شکل میں جو کہ کوئے یار کے سالکوں کے حسب حال ہو پیش کرے ،اور چونکہ حضرت آیت اللہ العظمٰی بہجت حضرت علامہ طباطبائیؒ، حضرت آیت اللہ العظمٰی ملکی تبریزیؒ وغیرہم جیسے بزرگان دین کے مختصر کلمات اور عرفانی واخلاقی ہدایات کی شرح وتوضیح سے متعلق کچھ جلسے ہمارے دسترس میں تھے۔ لہٰذا مطالب کو عملی شکل دینے، منابع کی چھان بین کرنے اور مختصر کلمات جیسے ضمیموں کو اکٹھا کرنے کے بعد اولیائے الٰہی کے عرفانی واخلاقی کلمات کی شرح وتوضیح سے متعلق پہلا شمارہ ''صاحب دلان'' (ارباب دل) کے کلی عنوان اور ''پردہ نشین'' کے نام سے جو کہ عارفِ بزرگ، مرجع معظّم تقلید حضرت آیۃ اللہ العظمٰی بہجت کے ہدایات پر مشتمل ہے۔ ہم تمام قارئین محترم کی خدمت میں تقدیم کررہے ہیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

چونکہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بہجت کی خاص خصوصیت، راز داری، تواضع وانکساری اور شہرت سے دوری ہے۔ لہٰذا ہم نے زیر نظر کتاب کا نام لسان الغیب (حافظ شیرازی) کے شعر سے اقتباس کرتے ہوئے انتخاب کیا کہ:

درکار گلاب وگل حکم ازلی این بود

کاین شاہد بازاری ان پردہ نشین باشد

(آب وگل کے عمل میں حکم ازلی یہی تھا کہ یہ شاہد بازاری تو وہ پردہ نشیں ٹھہرے)

امید ہے کہ یہ سعی وکوشش کوئے یار کے شیدائیوں کے فہم عالی کی توجہ کا مرکز قرار پائے اور اس مجموعے کے اگلے شمارے جلد سے جلد تمام مشتاق حضرات کی خدمت میں پیش کیئے جائیں۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور کی امید کے ساتھ۔

انتشارات ہنارس، شعبہ تحقیق

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

عرض ناشر

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ الطاھرین المعصومین

حجۃ الاسلام محمد لک علی آبادی کی کتاب ''پردہ نشین'' جو فقیہ بزرگ عظیم عارف حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ محمد تقی بہجت (قدس سرہ) کے بعض عرفانی اور اخلاقی کلمات کی تشریح اور آپ کے زندگی نامہ، مختصر کلمات اور ہدایات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ حجۃ الاسلام محمد عارف املوی نے کیا، قارئین کے مکرر اصرار پر ادارہ کتاب کا تیسرا ایڈیشن کر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ہم سبھی احباب کی خدمت میں اس امید کے ساتھ کہ امام عصر ارواحنا لہ الفداء کی رضایت کا سبب ہوگا صمیم قلب سے شکر گزار ہیں۔

اور اُس مبارک دن کی امید میں جس دن پوری دنیا اپنے عزیز وشفیق سرپرست امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کے نور سے منور ہوجائے۔

ھَلْ اِلَیْکَ یَاابْنَ اَحْمَدَ سَبِیْلٌ فَتُلْقیٰ

اے فرزند رسول کیا آپ سے ملاقات کا کوئی راستہ ہے؟

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بہجت (قدس سرہ) : علمائے سلف کے حالات زندگی کا مطالعہ، اخلاق کی معتبر کتابوں کے مطالعے کے برابر ہے۔ جو شخص بھی تہذیب نفس اور امور معنوی میں ترقی کا خواہاں ہے اور اپنی زندگی اور عمر سے کچھ استفادہ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے بہتر ہے کہ ان کے حالات زندگی کو دیکھے کہ وہ کیا کیا امور انجام دیتے تھے۔

والسلام

احتشام الحسن

مؤمل کلچرل فاؤنڈیشن

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بہجت کے زندگی نامہ کا ایک جائزہ

پہلی فصل

پردہ نشین

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد وآله الطاهرين المعصومين.

انسان کا اُسوہ پذیر ہونا

خدا قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب آیت ۲۱)

یقیناً تمہارے لئے زندگی میں رسول خداؐ بہترین اُسوہ (نمونہ) ہیں، اس بات کا تعلق ان افراد سے ہے جو اُسوہ پذیر ہیں، خدا اس کے آگے کی آیتوں میں فرماتا ہے: وہی لوگ اس زمرہ میں آسکتے ہیں جن کے یہاں یہ خصوصیات پائے جاتے ہوں۔ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا ۔ (سورہ احزاب آیت ۲۱)

وہ خدا سے لو لگائے رہتے، لقائے الٰہی اور روز آخرت کے امیدوار رہتے، قیامت کی فکر رکھتے، دنیا و حیات دنیوی کی فکر میں نہیں رہتے ہیں، خدا کو بہت یاد کرتے اور حضرت حق اور توحید کی وادی میں قدم بڑھاتے ہیں،

قرآن میں آیا ہے: جو لوگ کہ مشرک ہیں، مومن نہیں ہیں، جب وہ کشتی میں بیٹھے ہوتے ہیں اور اچانک دریا طوفان سے دوچار ہو جاتا ہے تو خدا کو پکارتے ہیں۔ ''وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ''۔ (سورۂ یونس آیت ۲۲)

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

اگر کوئی صرف مصیبت کے وقت خدا کی طرف جاتا اور اسے پکارتا ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ خدا کی یاد میں رہتا ہے تو اس کے اس عمل کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ گو کہ حضرت حق کی یاد کے بھی درجات اور مراتب ہوتے ہیں۔

آیت قرآنی صراحت کے ساتھ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تمہیں ایک اچھے نمونے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم کسی راستے پر چلنا چاہتے ہیں تو کتنا اچھا ہوگا کہ اس راستے پر چلا ہوا ایک عظیم انسان جو اس راہ کے پیچ وخم سے واقف ہے، ہماری نگاہوں کے آگے چل رہا ہو، ہم اس کے راہ چلنے کو دیکھیں اور اسی کی طرح راہ چلیں۔ ہر انسان کو کمال اور حضرت حق کا قُرب پانے کے لئے اسوہ اور نمونہ کی ضرورت ہے، تو پھر رسول خداؐ سے، انبیاء سے، اور اولیاء خدا سے بہتر کون ہوسکتا ہے۔

سیر وسلوک کے پہلے قدم کی شناخت:

فطری بات ہے کہ ہمیں اُس شخص کی معرفت اور شناخت ہونا چاہئے جو ہمارا اسوہ قرار پانا چاہتا ہے جب ہم اسے یاد کریں گے اور اولیائے خدا وصالحین کی فضا میں وارد ہوں گے تو اس وقت لطف الٰہی ہمارے شامل حال ہوگا۔ روایت میں آیا ہے: عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ۔ (بحار الانوار، ج/۹۳، ب/۲۱) ”جس وقت صالحین کا ذکر ہوتا ہے تو خدا اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔“

ہماری گفتگو بھی یہی ہے کہ ہم معنویات اور عرفان کی فضا میں آنا چاہتے ہیں۔ کیوں؟! اس لئے کہ اس کی یاد میں رہنا چاہتے ہیں، اس بناء پر خدا جب اپنی رحمت، صالحین کے ذکر و یاد کے ساتھ نازل کرتا ہے، یعنی (اس کا مطلب یہ ہوا) کہ رحمت الٰہی کے دیار میں قرار پانے کے لئے صرف ایک قدم کافی ہے اور جو بھی خود سے رہا ہوجائے اور ایک صالح انسان کی طرح قدم بڑھائے (رحمت) اس تک پہونچ ہی جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کے جواب میں کہ جنہوں نے پوچھا تھا کہ ہم کس کی ہم نشینی کریں؟! فرمایا: جس شخص کا دیدار تمہیں خدا کی یاد دلادے۔ جس کی گفتار تمہارے علم میں اضافہ کردے، اور جس کا کردار تمہیں آخرت کا مشتاق بنادے۔
(اصول کافی، ج/۱، ص/۳۹)

حقیقت میں وہ راہ کو مختصر کردیتے ہیں، اس نکتہ پر بھی توجہ رہے کہ بزرگان دین، صاحب عنایت وولایت ہوتے ہیں، ہم جب ان کے راستے پر قدم رکھیں گے اور ان کے محضر میں قرار پائیں گے تو ان کے نفوس اس قدر عظیم وبلند ہیں کہ ان کی نورانیت ہمیں بھی نورانی بنادے گی، وہ خود تو خدا کی یاد میں رہتے ہی ہیں تمہیں بھی یاد خدا میں ڈال دیں گے، ان کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کردے گی اور ان کے حرکات وسکنات تمہیں موت کی یاد میں مشغول رکھیں گے،

آیت اللہ بہجت بزرگان دین کی نظر سے۔

حضرت آیت اللہ بہجت، بزرگانِ فقہ وعرفان میں سے ایک ہیں وہ خدا کے عبد صالح ہیں، انشاءاللہ خدا انہیں سلامت رکھے اور ہمیں ان کے محضر میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ طباطبائیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وہ عبد صالح ہیں“ لہٰذا ہم اگر آقائے بہجت کا ذکر کررہے ہوں تو خدا کی رحمت نازل ہوگی۔ مرحوم علامہ محمد تقی جعفریؒ جو کہ آقائے بہجت کے دوستوں میں تھے فرماتے ہیں: یہ بات جو روایات میں آئی ہے کہ ”جو شخص چالیس روز تک کسی عالم کی زیارت نہ کرے اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔“ یا ”علماء کی زیارت خدا کے نزدیک خانۂ کعبہ کے ستر بار طواف سے زیادہ پسند ہے۔“ اس بات کے نمایاں مصداق آقائے بہجت ہیں، حج یعنی قصد، اگر تم ایک مرتبہ ولی خدا کو دیکھ لو اور اسے پالو تو ایسا ہے کہ گویا تم حج پہ گئے ہو۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

مرحوم علامہ جعفریؒ فرماتے ہیں: صرف دیکھنا اور ملاقات کرنا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ سر سے پاؤں تک موعظہ ہیں، میں جب انہیں دیکھ لیتا ہوں تو کئی دنوں تک اس کا اثر میرے اندر باقی رہتا ہے وہ درحقیقت ہمارے لئے ایک خبردار کرنے والے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ جعفری بڑی شخصیت ہیں۔ وہ جب کہتے ہیں کہ حضرت آیت اللہ بہجت کو دیکھ کر میں منقلب ہو جاتا ہوں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روح بلند ہے، انسان جب آیت اللہ بہجت سے متعلق کوئی واقعہ پڑھتا ہے تو سمجھ میں آتا ہے کہ ان کی پوری زندگی درس اخلاق ہے۔

حضرت آیت اللہ بہاؤ الدینی وہ شخص ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو چکے ہیں اور کتاب ''رہائے صداقت'' میں ہم ان کے کئی تشرف اور کرامت کے واقعے لکھ چکے ہیں، آیت اللہ بہاء الدینی آقائے بہجت کے متعلق فرماتے ہیں: ''اس وقت آقائے بہجت معنویات کے لحاظ سے دنیا کے سب سے مالدار انسان ہیں۔'' ہمیں غور کرنا ہوگا کہ آیت اللہ بہاء الدینی کو رحمت خدا سے واصل ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں اور ان کی حیات میں بزرگان دین اور مراجع موجود تھے لیکن وہ یہ جملہ صرف آقائے بہجت کے متعلق ہی فرماتے ہیں۔

مرحوم آیت اللہ کشمیریؒ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ: ہمیں استاد کامل کی نشاندہی کیجئے تو وہ فرماتے ہیں: آقائے بہجت۔

جناب آیت اللہ جوادی آملی جو کہ علامہ طباطبائی کے شاگردوں میں ہیں فرماتے ہیں: ''ہم اکثر (طباطبائی) سے عرض کرتے کہ درس اخلاق کہئے۔ ہم استفادہ کرنا چاہتے ہیں، وہ فرماتے: اخلاق کہنے کی چیز نہیں عمل کرنے کی چیز ہے۔ پھر فرماتے کہ تم لوگ حضرت آقائے بہجت کو دیکھو ان کی ساری زندگی درس اخلاق ہے، ان کی رفت و آمد اور

طور طریقہ سب درس اخلاق ہے وہ فقط تدریس کرتے اور ائمہ علیہم السلام کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔''

آپ توجہ فرمائیں کہ یہ باتیں بڑی باتیں ہیں ایسے بڑے انسانوں کی جن میں سے ہر کوئی ایک بڑی شخصیت کا مالک ہے۔

علامہ طباطبائیؒ جو کہ خود بڑی شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ آیت اللہ جوادی آملی سے فرماتے ہیں: ''الحمدللہ کہ ہم ایک ایسے عہد میں زندگی گزار رہے ہیں جس میں ایک عظیم شخص زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں جائیں کہ ایک بار تو ان کا نفس ہم تک پہونچے۔'' ان کی مراد آیت اللہ بہجت ہیں۔

آیت اللہ بہجت کی زندگی کا ایک مختصر جائزہ۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت ۱۳۳۴ھ کو فومن شہر میں دنیا میں آئے ان کے والد جناب کربلائی محمود کہتے ہیں کہ میں سولہ سال کا تھا کہ وبا کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ اور ایسا بیمار ہوا کہ ڈاکٹر میری صحت یابی سے ناامید ہوگئے

وہ کہتے ہیں: میں نے آخری لحات میں ایک آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: تم لوگ ان سے کوئی سروکار نہ رکھو یہ محمد تقی کے والد ہیں، جبکہ ابھی میں نے شادی بھی نہیں کی تھی اور نہ ہی میرا کوئی فرزند تھا جس کا نام محمد تقی ہو، اس کے چند سال گزرنے کے بعد میں نے شادی کی، ہماری پہلی اولاد لڑکا تھا ہم نے اس کا نام ''مہدی'' رکھا۔ میں اس واقعہ کو بھول چکا تھا، ہماری دوسری اولاد لڑکی اور تیسری اولاد لڑکا تھا، پھر جب ہماری چوتھی اولاد دنیا میں آئی تو مجھے وہ واقعہ یاد آگیا اور میں نے اس کا نام محمد تقی رکھا۔ لیکن وہ بچپنے ہی میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد جو فرزند دنیا میں آیا اس کا نام بھی میں نے محمد تقی رکھا اور یہ فرزند وہی آیت اللہ بہجت ہیں۔ کہ انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم ان کے محضر کو درک کر سکیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

آپ بچپنے میں ایک ایسے باپ کے زیر سایہ پروان چڑھ رہے تھے جو اہل بیتؑ کے عاشق تھے اور ذوق شاعری بھی رکھتے تھے اور آپ گھر کے ہی مکتب میں مقدماتی تعلیم حاصل کر رہے تھے یہاں تک کہ چودہ سال کے سن کو پہونچنے سے پہلے ہی عراق کے شہر کربلا کی جانب روانہ ہوتے ہیں، چار سال تک کربلا میں بزرگانِ علم سے استفادہ کرتے ہیں اور پھر راہیِ نجف اشرف ہو جاتے ہیں۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت کے سیر وسلوک کا ایک بڑا قدم اسی مرحلہ سے شروع ہوتا ہے، کیونکہ آقائے سید علی قاضیؒ جیسی شخصیت نجف میں موجود ہوتی ہے۔ آیت اللہ بہجت کربلا میں علامہ طباطبائی کے بھائی آقائے سید محمد حسن طباطبائی سے کہ جو آقائے الٰہی کے نام سے معروف ہیں آشنا ہوتے ہیں اور باہم آیت اللہ قاضیؒ کی خدمت میں پہونچتے ہیں۔

آیت اللہ بہجت نجف اشرف میں آیت اللہ سید ابوالحسن اصفہانیؒ، آیت اللہ غروی اصفہانی، معروف بہ آقائے کمپانیؒ، آیت اللہ سید ضیاء الدین عراقیؒ، آیت اللہ شیخ کاظم شیرازیؒ، آیت اللہ نائینی اور آیت اللہ سید حسین بادکوبہ ایؒ جیسے بزرگان فقاہت کی خدمت میں فقہ، فلسفہ اور اصول کا درس پڑھتے ہیں۔

مرحوم علامہ محمد تقی جعفریؒ آقائے بہجت کی علمی شخصیت کے متعلق فرماتے ہیں: جس زمانے میں ہم شیخ کاظم شیرازیؒ کی خدمت میں درس فقہ پڑھتے تھے آقائے بہجت بھی ان کے درس میں حاضر ہوتے تھے، مجھے یاد ہے کہ جب آقائے بہجت کوئی اشکال وارد کرتے تو شیخ کاظم بہت غور اور دقت سے ان کے اشکالات پہ کان دھرتے تھے۔

آیت اللہ بہجت کا عرفان ومعنویت:

آقائے بہجت انہیں ایام میں فضل وعرفان میں مشہور ہوگئے، آپ تقریباً تیس سال کی عمر میں اپنے شہر واپس آجاتے ہیں کچھ عرصہ وہاں رہتے اور پھر شہر قم آجاتے ہیں تاکہ حوزۂ

علمیۂ قم میں علم حاصل کریں، جناب شیخ عباس قوچانیؒ جو کہ سید علی قاضیؒ کے شاگردوں میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں: آقائے بہجت ابھی تیس سال کے نہیں ہوئے تھے کہ انہیں بعض عرفانی مقامات حاصل ہوگئے اور میں ایک واسطہ سے ان مقامات (عرفانی) باخبر تھا، لیکن جس وقت آپ کے ساتھ آمد ورفت کا میرا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ان حالات ومقامات کو کہیں بیان نہ کروں، نجف اشرف میں آپ خدا کی عبودیت کی راہ میں بے انتہا جد وجہد کرتے رہے اور اسی عمر میں اکیس عدد خاص عنایتیں خدا کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی تھیں۔ اور آپ نے ان سب کے بارے میں مجھے بتایا تھا۔ آپ جب ایران آئے اور میں بھی ایران آگیا اور آپ سے مشہد میں ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: کیا وہ عنایتیں اب تک آپ کے لئے برقرار ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

آیت اللہ قوچانیؒ بیان کرتے ہیں کہ آقائے بہجت نے مجھ سے فرمایا کہ ان عنایات میں سے ایک یہ ہے کہ میں جب ارادہ کروں اپنے پس پشت کو دیکھ سکتا ہوں۔

آقائے بہجت فرماتے ہیں: میں کربلا میں تھا، ایک عالم دین، حالت نماز میں تھے، خاص حالات ان پر طاری تھے، ایک دن میں نے ان کی اقتدا کی، اس وقت ابھی میں تکلیف شرعی کے سن کو نہیں پہونچا تھا یعنی ابھی پندرہ سال کا نہیں ہوا تھا، انہوں نے اپنی نماز میں سورہ جمعہ پڑھا اور ان پر ایک ایسا عجیب حال وکیفیت طاری ہوئی کہ اس وقت تک میں نے ابھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ ایک بڑی بات ہے، کیونکہ آقائے بہجت کو اس عجیب حال میں دیکھنے کی قدرت میسر ہوئی تھی اور پتہ چلتا ہے کہ آپ نے بارہا اس طرح کے حالات دیکھے تھے لیکن اس حالت کو ان حالتوں جیسی نہیں سمجھتے ہیں، بہت تعجب کی بات ہے کہ ایک پندرہ سال سے کم عمر کا نوجوان ان حالات کے درک کرنے کی توانائی حاصل کرے۔

اُسی زمانے میں کہ جب آقائے بہجت نجف اشرف میں تحصیل علم اور تہذیب نفس

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

میں مشغول تھے، کچھ ایسے لوگ جو عرفانی باتوں کو نہیں مانتے تھے آپ کے والد کو ایک نامہ بھیجتے ہیں اور آپ کے متعلق اس میں بدگوئی اور نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ممکن ہے آپ کا بیٹا درس و بحث سے دور ہو جائے، چنانچہ آپ کے والد ماجد آپ کو ایک خط لکھتے ہیں کہ میں راضی نہیں ہوں کہ واجبات کے علاوہ کوئی اور کام انجام دو یہاں تک کہ میں تمہارے نماز شب پڑھنے سے بھی راضی نہیں ہوں۔

آقائے بہجت فرماتے ہیں: جس وقت والد صاحب کا پیغام مجھے دستیاب ہوا میں آقائے قاضی کی خدمت میں پہونچا اور انہیں وہ نامہ دکھایا۔ آپ نے فرمایا: تم کس کے مقلّد ہو؟ میں نے کہا کہ میں آیت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی'' کا مقلد ہوں۔ تو فرمایا: جاؤ اپنے مرجع تقلید سے پوچھو۔ آقائے بہجت فرماتے ہیں: آقا ابوالحسن اصفہانی'' کی خدمت میں پہونچا اور ان سے اپنی شرعی ذمہ داری کی بابت دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: تمہیں اپنے والد کی اطاعت کرنا لازم ہے۔

اُس کے بعد سے آقائے بہجت کچھ مدت کے لئے سکوت اختیار کرتے اور کچھ نہیں بولتے ہیں یہاں تک کہ تعقیبات نماز کو چھوڑ کر صرف واجبات ادا کرتے رہے اور مطلق سکوت میں ڈوب جاتے ہیں یہاں تک کہ خریداری کے لئے مدرسہ کے خادم سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے یہ کام انجام دے۔ آپ بعض اوقات اپنی ضرورت کی چیزوں کو کاغذ پر لکھ لیتے اور دوکاندار کو دے دیتے تھے، آپ بہت کم گلی کوچوں اور سڑک پہ آمد و رفت کرتے اور یہ تمام باتیں اس لئے تھیں کہ آپ اپنے والد کے حکم کی اطاعت کرنا چاہتے تھے۔ دوسرے بزرگانِ دین بھی نقل کرتے ہیں کہ ''آقائے بہجت، بہجت نہیں ہوئے مگر یہ کہ عبا کو سر پہ ڈال لیتے۔ درس میں جاتے اور واپس آ جاتے تھے تاکہ کہیں کسی سے ملاقات نہ ہو جائے اور بات کرنا پڑ جائے۔ کیونکہ آپ کے والد کا حکم یہی تھا۔

یہاں تک کہ آپ کو پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والد کی مراد نماز شب تھی نہ کہ تمام

مستحبات۔

شیخ عباس قوچانی نقل کرتے ہیں: ایک اور واقعہ جو نجف اشرف میں آپ کے لئے پیش آیا یہ تھا کہ آپ مسجد سہلہ جانے کے بہت پابند تھے، اور وہاں جا کر صبح تک پوری رات عبادت کرتے تھے، نجف کی مسجد سہلہ قم کی مسجد جمکران کی طرح ہے، آپ رات کی تاریکی میں جب تجدیدِ وضو کے لئے جاتے ہیں تو کچھ خوف کا احساس کرتے ہیں، لیکن ناگہاں ایک نور دیکھتے ہیں جو آپ کے آگے کی سمت کو روشن کئے ہوئے ہے، اگر ہم خدا کے ساتھ ہوں تو خدا ہمارا خیال رکھتا ہے،

درخرابات مغان نور خدامی بینم
این عجب بین کہ چہ نوری زکجا می بینم
کیست دُردی کشِ این میکدہ یارب کہ درش
قبلۂ حاجت ومحراب دعا می بینم

(میں مغاں کے خرابات میں خدا کا نور دیکھ رہا ہوں۔ تعجب کی بات تو یہ دیکھو کہ میں کیسا نور کہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ اے پروردگار! کون ہے اس میکدے کا درد آشام کہ جس کے دَر کو میں قبلۂ حاجت اور محراب دعا دیکھ رہا ہوں)

حوزۂ علمیہ قم کی علمی فضا

مرحوم آقائے شیخ عبدالکریم حائریؒ حوزۂ علمیۂ قم کے بانی ایک شب حضرت امیر المومنین علیؑ کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ آپ شہر قم تشریف لائے ہیں اور دانہ چھڑکنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔

شیخ عبدالکریم صبح کو جب خواب سے بیدار ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: میں قم جانا چاہتا ہوں، مولا امیر المومنین علیہ السلام نے شہر قم میں دانہ ڈالا ہے میں جا کر وہاں آبیاری

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے بعد وہ آتے ہیں اور حوزۂ علمیہ کی بنیا ڈالتے ہیں کہ دراصل اسے چلانا شروع کرتے ہیں کیونکہ ان سے پہلے قم میں حوزۂ علمیہ کا وجود تھا لیکن اس شکل اور قوت وقدرت کا نہ تھا۔

آیت اللہ حائریؒ کے بعد آقائے بروجردیؒ پہلی شخصیت ہیں جو وارد قم ہوئے اور خوب درخشاں ہوئے، پھر چند ماہ بعد آقائے بہجت بھی قم آتے ہیں اور آقائے بروجردی کے درس میں جاتے ہیں، ان کا درس اس قدر مفید تھا کہ حتیٰ کہ بعض اساتذہ جو تدریس شدہ دروس پڑھ چکے تھے وہ بھی ان کے درس میں حاضر ہوتے تھے۔

تحصیل علم کے زمانے میں شہرت سے گریز:

جناب آقائے شیخ مرتضیٰ حائری نقل کرتے ہیں کہ ”آقائے بروجردی جس سال قم تشریف لائے اور درس شروع کیا آقائے بہجت اُسی سال قم آئے، اور درس میں دقیق نکات اور اہم اشکالات کی طرف اشارہ کرتے تھے۔“ ظاہری بات ہے کہ حوزۂ علمیہ میں جو شخص درس میں اشکال کرتا ہے اور استاد اس پہ دھیان دیتا ہے تو وہ بحث زیادہ علمی ہو جاتی ہے اور پھر خاص مطالب بیان ہو جاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: آقائے بہجت جب درس میں آتے تو ایسے اہم اشکالات وارد کرتے کہ آقائے بروجردیؒ کی توجہ مبذول کر لیتے تھے، آقائے بہجت کے ذریعہ کیئے گئے اشکالات کبھی کبھی مسلسل کئی دن درس کے وقت کو خود سے مخصوص کر لیتے تھے، آپ کہتے ہیں: ایک مدت گزر جانے کے بعد ہماری توجہ اس بات کی طرف ہوئی کہ آقائے بہجت چند روز سے درس میں حاضر نہیں ہو رہے ہیں یہاں تک کہ لوگوں نے آقائے بروجردی سے پوچھا تو انہوں نے بھی بے خبری کا اظہار کیا، آقائے حائری کہتے ہیں کہ کچھ روز کے بعد آقائے بہجت آئے لیکن کچھ بول نہیں رہے تھے، خاموش تھے ہم نے ان سے عرض کیا۔ آقا! کیا بات ہے؟ کیوں آپ درس

میں خاموش ہیں اور اشکال نہیں کرتے ہیں؟ پہلے تو ہم نے سوچا کہ شاید کسی نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن جب ہم نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ آپ شہرت طلبی سے بچنا چاہتے ہیں، کیونکہ اُن دنوں آپ کے نام کا زباں زباں پر چرچا ہونے لگا تھا، آقائے حائری فرماتے ہیں: آپ نے شروع ہی سے امتحان دے ڈالا اور مقام وشہرت سے دوری اختیار کر لی۔

مرجعیت کے زمانے میں شہرت سے گریز:

آقائے بہجت کے دفتر سے وابستہ افراد میں سے ایک صاحب نقل کرتے ہیں کہ ایک شب آقا کی آواز گریہ بہت بلند تھی، ہم بہت فکرمند ہوئے، آپ بس خدا کو پکار رہے تھے، ہماری بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ خدا سے کیا مانگ رہے ہیں، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب تازہ تازہ آپ کا نام مرجع تقلید کے عنوان سے سامنے آیا تھا، آپ طولانی گریہ وبکا کے بعد حضرت حق سے مخاطب ہو کے عرض کرتے ہیں: کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ باتیں جو اس وقت مجھے حاصل ہو رہی ہیں وہ مجھے تجھ سے دور کر دیں، اگر یہ باتیں تجھ سے میری دوری کا سبب بننا چاہتی ہیں تو انہیں مجھ سے چھین لے۔

حضرت آیت اللہ بہجت ایک ایسی شخصیت ہیں کہ جن کی مرجعیت روز بروز وسعت پیدا کرتی جارہی ہے، انشاء اللہ خدا انہیں سلامت رکھے۔

آیت اللہ بہجت کی سیاسی شخصیت:

آیت اللہ آقائے بہجت کی سیاسی شخصیت ایک اور نکتہ ہے جس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ آقائے بہجت سیاسی امور میں بالکل دخل نہیں دیتے ہیں۔ حالانکہ بعض بزرگانِ دین کہتے ہیں کہ ”ہم آقائے بہجت کی ہدایت پہ سیاسی امور میں شرکت کرتے ہیں۔“

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

حضرت آیت اللہ مصباح یزدی فرماتے ہیں: ''جن لوگوں نے آپ کو دور سے دیکھا ہے شاید یہ خیال کریں کہ آقائے بہجت کی سیاسی واجتماعی مسائل پہ کوئی توجہ نہیں رہتی ہے، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ہی میرے سب سے بڑے رغبت دلانے والے ہیں سیاسی واجتماعی مسائل میں وارد ہونے کے تعلق سے۔''

آقائے مصباح وہ شخصیت ہیں کہ جن کے سلسلے میں بعض بزرگانِ دین فرماتے ہیں: انہوں نے علامہ طباطبائیؒ جیسے حضرات کے وجودی خلاء کو پُر کردیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''آیت اللہ بہجت فرماتے تھے کہ اگر مسائل علمی ومعنوی کے پابند افراد ان مسائل میں وارد نہ ہوں تو ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ معاشرے کے حالات ومسائل نااہلوں کے ہاتھ میں پڑ جائیں گے اور پھر وہ اسلامی معاشرہ کو اس کے صحیح راستے سے منحرف کردیں گے۔'' جو شخص ایسی نظر رکھتا ہو وہ یقیناً ضرورت کے مواقع پر سیاسی مسائل کے میدان میں قدم آگے بڑھائے گا۔

۱۳۴۱ھ میں جو امام خمینیؒ کو گرفتار کیا گیا اور پھر چند دن بعد آزاد کردیا گیا تو جس وقت امام خمینیؒ قم تشریف لائے آقائے بہجت ان افراد میں سے ایک تھے جو امام خمینیؒ کے گھر آمد ورفت رکھتے تھے، آپ جب آتے تو دروازے کے پاس کھڑے رہتے اور واپس چلے جاتے، جب آپ سے کہا جاتا کہ دروازے کے پاس مناسب نہیں ہے، اندر تشریف لائیے تو فرماتے: نہیں میں اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں کہ اس گرانقدر شخصیت کی تعظیم کی خاطر یہاں آؤں، چند منٹ کھڑا رہوں اور واپس چلا جاؤں۔

آپ چاہتے تھے کہ وہاں حاضر بھی رہیں اور خود کو زیادہ نمایاں بھی نہ کریں۔ البتہ ان دونوں باتوں کو جمع کرنا۔ حضرت حق کی عنایت چاہتا ہے، روحانی لطافت کا متقاضی ہے، بڑے ہوش وخرد کا طلبگار ہے۔

ایک لاعلاج بیمار کو شفا:

آیت اللہ بہجت کے شاگردوں میں سے ایک نقل کرتے ہیں کہ ہمارے عزیزوں میں ایک شخص بیمار ہوا ہم جب اسے ڈاکٹر کے وہاں لے گئے تو اُس نے کہا کہ انہیں کینسر ہے، پھر بڑی دوڑ بھاگ کرنے کے بعد آخر کار ڈاکٹروں نے کہا کہ ان کا بہت جلد آپریشن کرانا ہوگا، ہم تردُّد میں تھے کہ آپریشن ہو کہ نہ ہو، خلاصہ یہ ہے کہ ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ آیت اللہ بہجت کی خدمت میں جائیں اور ان سے استخارہ کرائیں۔ آپ نے استخارہ کرنے کے بعد فرمایا: آپریشن کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ نے خود ہی تھوڑے پیسے دیئے اور فرمایا صدقہ دیدینا اس کے بعد حکم دیا کہ تھوڑی سی تربت امام حسین علیہ السلام کو آب زمزم سے مخلوط کرکے شفاء کے قصد سے بیمار کو دیدو، غریبوں کی ایک خاصی تعداد کو کھانا کھلاؤ، جس قدر تم سے ہوسکے صدقہ دیتے رہو اور مومن افراد سے بھی کہو کہ وہ اس کے لئے دعا کریں۔

وہ شخص کہتا ہے کہ ہم نے آیت اللہ بہجت کے حکم کے مطابق عمل کیا، انہیں دنوں مشہد کا سفر بھی ہمیں نصیب ہوگیا اور ہم مشہد چلے گئے۔ تین روز وہاں رہے، امام رضا علیہ السلام کے الطاف وعنایات بھی ہمارے شاملِ حال ہوئے، ان چند دنوں میں ہم نے دیکھا کہ اُسے کوئی درد محسوس نہیں ہورہا ہے، ہم جب قم واپس آئے تو میں نے سوچا آقا کے پاس جاؤں اور اگر کوئی نئی ہدایت دیتے ہیں تو حاصل کرلوں۔ چنانچہ میں اسی دن آپ سے ملاقات کے لئے گیا۔ مجھ سے پوچھا تمہارے بیمار کا حال کیسا ہے؟ میں نے کہا الحمدللہ۔ پھر میں نے صورت حال آپ سے بیان کی، آپ نے فرمایا: اُسی ہدایت پہ عمل کرو اور ڈاکٹر کے پاس بھی چلے جاؤ تاکہ وہ اس کا معائنہ کرلے۔ جب ہم ڈاکٹر کے وہاں گئے تو ٹیسٹ اور معائنہ کے بعد وہ تعجب سے پوچھتا ہے کہ تم نے آخر کیا کیا کہ اس مختصر مدت میں تمہارا بیمار اچھا ہوگیا ہے، یہ بہت بہتر ہوگیا ہے اسے بالکل ہی آپریشن کی ضرورت نہیں

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہے، بس اگر تھوڑی سی دوا کھالے تو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ ایک ولی خدا کی عنایت وتوجہ ہے کہ جو کائنات تک میں تصرّف کر سکتا ہے۔ اولیائے خدا کی کرامت یعنی عالَم کے امور میں تکوینی ولایت حاصل ہونا، ولیِ خدا یہ کام انجام دے سکتا ہے، جو شخص حضرت حق کا اطاعت گزار ہے جب دعا کرتا ہے تو اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

پیسے کی جمع آوری:

آیت اللہ بہجت کے شاگردوں میں سے ایک نقل کرتے ہیں کہ ایک وقت ہم اپنے نظام اور ضرورت کے مطابق اپنی آمدنی سے کچھ پیسے بچالیا کرتے تھے، ایک روز جبکہ اس کی مقدار زیادہ ہوگئی تھی میں نے سوچا بہتر ہے کہ اسے ایک بریف کیس کے اندر رکھ دوں۔ اس کے بعد آقائے بہجت کی خدمت پہونچا آپ نے گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا: دنیا نے ہمیں جکڑ لیا اور دھوکہ دیا ہے، ہم پیسے بچاتے ہیں، گنتے ہیں اور جب زیادہ ہو جاتا ہے تو خوش ہو کر اسے صندوقچہ میں رکھ دیتے ہیں، میں نے اُسی وقت محسوس کر لیا کہ یہ باتیں وہ مجھ سے متعلق ہی کہہ رہے ہیں۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے: "وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" (سورہ آل عمران آیت ۴۹)، حضرت عیسیٰ وہ ہیں جو خدا کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے اور اذنِ خدا سے بیماروں کو شفا دیتے ہیں، اس آیت کے دوسرے حصے میں آیا ہے کہ میں وہ ہوں کہ تمہارے لئے خاک وگل سے پرندہ بناتا ہوں، اس میں پھونکتا ہوں اور اذنِ خدا سے وہ مجسمہ زندہ ہو جاتا ہے، تمہارے بیماروں کو شفا دیتا ہوں، مُردوں کو زندہ کرتا ہوں، اور اذنِ خدا سے ان چیزوں کے بارے میں جو تم کھاتے ہو یا گھروں میں

رکھتے ہو خبر دیتا ہوں، یہ وہ نشانیاں ہیں کہ اگر تم اہل ایمان ہو تو تمہیں باور کرنا چاہئے۔

طالب علم ہونے کی نعمت:

حوزہ علمیہ کے اساتذہ میں سے ایک بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں طالب علم تھا تو اپنے ایک دوست سے جو حوزہ سے جانا چاہتا تھا بات کی اور کہا کہ تم کیوں جانا چاہتے ہو؟ اس نے دلیلیں دیں اور بولا: میں لکچرر بننا چاہتا ہوں، میں نے اور میرے دوستوں نے بہت زور دیا لیکن وہ اپنی بات پر قائم رہا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جمعہ کے دن ہم آقائے بہجت کے جلسے میں گئے ہم جیسے ہی بیٹھے آقا نے فرمایا:

یہ قال الصادق علیہ السلام وقال الباقر علیہ السلام کو معمولی نہ سمجھو۔ یہ خیال نہ کرو کہ اگر یہاں سے گئے اور لکچرر بن گئے تو بڑا کارنامہ کر گئے۔ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہے وہ یہیں پر ہے۔

ہمارے ایک استاد کے بقول: جب کسی درس میں یہ بات ہوتی کہ ارے اب تو ہم خستہ ہو گئے ہیں۔ تو آپ فرماتے کہ جسے مکتب امام صادق علیہ السلام حوزۂ علمیہ قم سے اور امام زمانہ علیہ السلام کے سپاہی ہونے سے خیر نصیب نہ ہو وہ کہیں چلا جائے خیر اس کے لئے نازل ہونے والا نہیں ہے۔

طالب علم ہونے کی عظمت واہمیت کے بارے میں علامہ طباطبائی فرماتے ہیں: ایک شب مجھ پہ بہت زیادہ معنوی حال اور کیف طاری ہوا۔ امام زمانہ علیہ السلام سے توسّل کیا، نہایت گلے اور شکوے کے انداز میں عرض کیا۔ مولا! ایسا لگتا ہے کہ آپ کو ہمارا خیال نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ اُسی شب مجھے بتا دیا گیا کہ ہم انیس سال سے تمہارا خیال رکھ رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں، صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اُنیس کے عدد پہ غور کیا، بہت سوچنے کے بعد سمجھ میں آیا کہ اُنیس سال سے معمّم (صاحب عمامہ) ہوں، اس

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

لباس کا احترام کرنا چاہئے کیونکہ یہ اہلبیت علیہم السلام کا لباس ہے۔

آیت اللہ بہجت کی نماز اور مجلس:

ایک اور نکتہ آقائے بہجت کی نماز کے سلسلے میں ہے، خود آقا فرماتے ہیں: ''جو شخص چاہے اور وہ لیاقت بھی رکھتا ہو اگر وہ نماز اور مجلس میں آئے تو اسے بہت سی چیزیں نصیب ہو جائیں گی۔'' اگر کوئی جمعہ کی مجلسوں اور آقا کی جماعت کی نمازوں میں ان کی مسجد میں جائے اور خوب دقت کرے تو جو عنایتیں اسے نصیب ہوتی ہیں انہیں وہ درک کرلے گا، یقیناً ان نمازوں میں بڑے حالات وکیفیات واقع ہوتے ہیں، آپ کے بعض شاگردوں کے بقول کہ بعض نمازوں میں سبھی کے گریہ کی آوازیں بلند ہو جاتی ہیں۔

زوجہ اور اولاد کے حقوق کی رعایت:

آپ کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ میں آقا کی نماز کا بہت پابند تھا اور مغرب وعشاء کی نماز حتماً آپ کی اقتداء میں ادا کرتا تھا، اُس وقت قم کے اطراف میں ہم نے ایک گھر بنا رکھا تھا اور ابھی اس محلّہ کے اور گھر تیار نہیں ہوئے تھے، اسی وجہ سے رات ہوتی تو بچوں کی خاطر بڑی فکر دامن گیر رہتی۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد ہم آقا کو ان کے گھر کے دروازے تک رخصت کرنے جاتے۔ ایک شب جو نماز تمام ہوئی اور ہم انہیں رخصت کرنے جارہے تھے آپ نے فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا۔ فلاں علاقے میں، آپ نے تھوڑا توقف کرنے کے بعد فرمایا: تم اپنے گھر جلدی چلے جایا کرو لازم نہیں ہے کہ شب میں نماز میں آیا کرو، اب میں اس فکر میں پڑ گیا کہ آقا بغیر حساب وکتاب کے کوئی بات نہیں کہتے ہیں، چنانچہ جلدی جلدی گھر واپس آیا، جب دروازہ کھولا تو دیکھا میرے بچے اور بیوی صحن میں بیٹھے ہیں اور بہت پریشان ہیں، میں نے پوچھا: کیا ہو گیا ہے؟ بولے ایک بچھو گھر کے اندر ہے جس کے ڈر سے ہم باہر آکر بیٹھے ہیں، اس کے بعد

سے میں بہت خیال رکھتا تھا۔

شک نہ کرو:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں درس و بحث کے لئے شہر قم آیا، ایک شب آقائے بہجت کو خواب میں دیکھا اور اپنے تمام شبہے اور دغدغے پیش کئے اور آپ نے جواب دیئے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ اس کے دوسرے دن جمعہ تھا، میں اٹھا کہ آقائے بہجت کے جلسے میں جاؤں اور آپ سے اپنا خواب بیان کروں، جب وہاں پہونچا تو آقا نے فرمایا: تمہارے سوالوں کے جوابات وہی تھے جو میں نے خواب میں بتائے ہیں، اس میں شک نہ کرو۔

اولاد کے بیچ مساوات کی رعایت:

آقائے بہجت کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں گھر میں تھا، بچے سو گئے تھے، میں نے اپنی چھوٹی بچی کو پیار کیا اور بوسے دیئے۔ غرضکہ اس کو سلا دیا، اب یکبارگی میری نظر بڑی بچی پر پڑی میں فکرمند ہو گیا اور اپنے دل میں کہا: کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ بیدار رہی ہو اور دیکھا ہو کہ میں نے اپنی چھوٹی بچی کو بوسے دیئے اور اسے نہیں دیئے، دوسرے دن جو درس و بحث کے لئے آقائے بہجت کی خدمت میں پہونچا تو آپ نے ایک نگاہ مجھ پہ ڈالی اور فرمایا: انشاء اللہ اولاد کے بیچ مساوات کی رعایت کروگے، تمہاری توجہ اس پہلو کی جانب ہے نا؟

تزکیہ نفس کا طریقہ:

ایک اصفہانی طالب علم نقل کرتے ہیں کہ میں کچھ عرصے سے تزکیہ نفس اور خودسازی کے پیچھے تھا اور چند بار مشہد کا سفر بھی کر چکا تھا، ایک دن آقائے بہجت کی خدمت میں

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

پہونچا،آپ نے مجھ سے کچھ پوچھے بغیر فرمایا: خودسازی اس طریقے سے نہیں ہوتی ہے۔اس طرح سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔اصفہان جاؤ اور اپنی ماں کو شاد کرو،لطف کی بات یہ ہے کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ میں اس حال وکیفیت میں ہوں،اور پھر آپ کو کہاں سے معلوم تھا کہ میری مشکل،ماں کی زیارت وملاقات ہے۔

آیت اللہ بہجت کے کلام کی تاثیر:

یقیناً اگر ہم براہ راست ان کی خدمت میں حاضر ہوسکیں اور ان کے کلمات سے استفادہ کرسکیں تو بہت بہتر ہے کیونکہ ان کے کلام کا اثر حضوری شکل میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

علامہ طباطبائیؒ فرماتے ہیں: ”بزرگانِ دین کے کلام کی اہمیت ان کے کرامات سے زیادہ ہے۔“

چنانچہ معروف ہے کہ کمالات کلمات میں ہوتے ہیں نہ کہ کرامات میں، حقیقی کرامت یہ ہے کہ کوئی اس بات پر قادر ہو کہ ایک مختصر جملہ سے دوسروں کے دل کو زندہ کردے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اے علی! اگر تم کسی ایک کی ہدایت کرسکو تو یہ سارے عالم پر آفتاب کے طلوع ہونے سے بہتر ہے، اولیائے خدا کے کلمات روشنی بخش ہوتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم انہیں سنیں اور ہمارے دل زندہ ہوجائیں۔قرآن فرماتا ہے: ”وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا“ (سورہ مائدہ آیت ۳۲)

جو شخص کسی ایک آدمی کو نجات دیدے اور اسے زندہ کردے حقیقت میں اس نے سارے انسانوں کو زندہ کردیا ہے۔

آیت اللہ کشمیری کا روحانی تحوّل:

مرحوم آیت اللہ کشمیری فرماتے ہیں: ایک روز میں حضرت علی علیہ السلام کے حرم میں تھا اور خستگی کی وجہ سے دوستوں کی بزم میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک آقائے بہجت وارد ہوئے اور

انتظار کرتے رہے تاکہ میں اپنے دوستوں سے الگ ہوکر ان کے پاس جاؤں، چنانچہ جب میں ان کی خدمت میں پہونچا تو فرمایا: ”مَا لِلَّعِبِ خُلِقْنَا“ ہم کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔یہ جملہ حضرت یحییٰ کا کلام ہے۔حضرت یحییٰ کمسنی میں بچوں کے ساتھ کھیلتے نہیں تھے اور کوئی بچہ ان سے کہتا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو تو فرماتے ہم کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔

آقائے کشمیری کہتے ہیں: ”میں نے ان سے عرض کیا کہ میں تھکا ہوا تھا، اپنے دوستوں سے تھوڑی باتیں کرنے چلا گیا تھا۔“ آیت اللہ بہجت جب آقائے کشمیری سے ایسا فرماتے ہیں تو اگر ہمیں دیکھ لیں تو کیا فرمائیں گے، وائے ہمارے حال پر کہ ہم مسلسل اپنی عمر تلف کررہے ہیں اور کھیل کود میں مصروف ہیں! خدا نے ہمیں ایک بڑے مقصد کے لئے خلق کیا ہے کھیلنے کے لئے نہیں۔

آقائے کشمیری فرماتے ہیں: اس کلام نے میرے دل میں اتنا اثر کیا کہ اس کے بعد سے میں متحیّر وسرگرداں ہوگیا اور اس کے نتیجے میں میرے اندر ایک تحوّل اور انقلاب پیدا ہوگیا۔تلاشِ حقیقت میں لگ گیا اور اس کے بعد آقائے بہجت کے حُجرے میں گیا اور عرض کیا! آپ میری مدد فرمائیں، اور پھر چند دن بعد آقا سید علی قاضیؒ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔

یہ آقائے بہجت کے کلام کی تاثیر ہے، انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم ان کے کلمات کو درک کرسکیں۔

نصیحت قبول کرنے کی فطرت:

آقائے بہجت فرماتے ہیں: ایک روز میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا، گھر کے باہر سے شور وغل کی آواز آرہی تھی، ہمسایہ کا لڑکا دروازے کے سامنے کھیل رہا تھا، اسی دم ایک فقیر آیا اور اُس لڑکے سے بولا، جاؤ اپنے گھر سے کچھ میرے لئے لاؤ، لڑکے نے فقیر کو

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

دیکھا اور بولا، جاؤ اپنی ماں سے لے لو، فقیر بولا میری ماں نہیں ہے، تم جاؤ اپنی ماں سے مانگ کر لاؤ۔

آقائے بہجت آگے فرماتے ہیں: مجھے اس گفتگو سے سمجھ میں آیا کہ یہ لڑکا اپنی ماں پہ اتنا اطمینان رکھتا ہے کہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ چاہے اپنی ماں سے حاصل کر سکتا ہے، اگر ہمیں خدا پہ اتنا اطمینان ہوتا جتنا اس لڑکے کو اپنی ماں پہ اطمینان ہے اور ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم جو کچھ چاہیں وہ ہمیں عطا کرے گا۔ تو پھر ہمارے سامنے کوئی مشکل باقی نہ رہتی اور ہمارے سارے کام درست ہو جاتے۔ اس بات کو بھی ہمارے لئے کلید قرار پانا چاہئے کہ ہم اپنے اطراف وجوانب پہ دقت نظر سے کام لیں، کیونکہ امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: جو کچھ تم دیکھتے ہو اس میں تمہارے لیے پند ونصیحت موجود ہے۔

انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم حضرت ولی عصر علیہ السلام کے محضر کو درک کر سکیں، اور خدا آقائے بہجت اور دیگر بزرگانِ دین کے وجود کو امام زمانہ علیہ السلام کی پناہ میں حفظ فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پردہ نشین

دس گفتار

حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت کے عرفانی واخلاقی کلمات کی تشریح پر مشتمل:

دوسری فصل

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM
Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

پہلی گفتار

جامع ترین عرفانی دستورالعمل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاھرین المعصومین.

ماہ رمضان اور شب قدر کی اہمیت:

انشاءاللہ، خدا ماہ مبارک رمضان کی برکت سے توفیق دے کہ ہم شب قدر کو اپنی حد اور مقدار میں درک کر سکیں اگر ہم تھوڑا لفظ ''قدر'' میں غور کریں تو سمجھ میں آئے گا کہ اس سے اندازہ کی وضاحت کی گئی ہے یعنی ہر شخص اپنے اندازہ کے بقدر شب قدر کو درک کرتا ہے، تمہارے اندر جتنی قوت وصلاحیت ہوگی اسی کے بقدر شب قدر میں خود کو قرآن وعترت کی بارگاہ میں پیش کر سکتے ہو۔

حضرت آیت اللہ بہجت کے نورانی کلمات کی تشریح وتوضیح، حضرت حق کا لطف وکرم ہے جو ہمیں ماہ رمضان میں نصیب ہوا ہے۔ اس مہینے کی عجیب برکتیں ہیں کہ ایک یا چند تقریر سے حق مطلب ادا نہیں ہوسکتا ہے، لیکن بحث کا اصل موضوع، حضرت آقائے بہجت کے آسمانی کلمات ہیں کہ ہم ان کی تشریح وتوضیح پیش کرتے ہیں۔

عرفانی ہدایات پہ عمل کرنا:

اہل علم میں سے ایک صاحب آیت اللہ بہجت کی خدمت میں پہونچے اور عرض کرتے ہیں: آقا! کیا ہم ان ہدایات پر جو بزرگانِ دین سے ہم تک پہونچے ہیں اور کتابوں میں

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

مرقوم ہیں،خود سے عمل کر سکتے ہیں، جیسے کتاب، ''حسن دل'' جو کہ مرحوم آیت اللہ بیدآبادی کے ہدایات اور سیر وسلوک سے متعلق ہے؟

کیا واقعاً ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم ان کتابوں کو جو بزرگان دین کے ہدایات پر مشتمل ہیں پڑھیں اور استفادہ کریں؟ آقا نے جواب دیا: مرحوم بیدآبادی اور دیگر بزرگوں نے اسلام کے لئے بڑی زحمت اٹھائی ہے، لیکن ان میں سے ہر بزرگ، ایک خاص راہ سے افراد کو خدا تک لے جاتے تھے لیکن میری راہ یہ ہے کہ ہدایت بس ایک چیز میں سمٹی ہوئی ہے، ایک بہت مختصر جملے میں اور وہ گناہ کا ترک کرنا ہے، پھر اس کے بعد تمام ہدایات خود سامنے آتے رہیں گے۔ (فریادگر توحید ص/ ۲۱۷)

ترک گناہ تمام ہدایات کو شامل ہے:

آپ فرماتے تھے ((پوری عمر اعتقاد وعمل میں مستحکم ارادہ ہی ترک گناہ کا سبب ہے ،اس طرح کہ اگر خدا ہمیں ہزار سال کی عمر دے تو بھی جان بوجھ کر اختیاری صورت میں گناہ سے پرہیز کریں گے ،اگر خداوند کریم اس عزم کی توفیق بندے کو دے تو اسے کامیاب فرمائے)

اور فرمایا۔ اگر چہ انسان اپنی تمام عمر چاہے ہزار سال ہی کیوں نہ ہو ترک معصیت کرے تو یہ اس کا ملکہ ہے، یہ اسی کے مانند ہے جو بھی انجام پائے وہ صلاح ہے اور جو نہ ہو وہ فاسد ہے اب حضرت آقا کے جواب کے پیش نظر، ہمارے لئے کہ جو اُن کے ارشادات سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں یہ سوال پیش آتا ہے کہ ترک گناہ کا کیا مطلب ہے؟ حضرت آقا جواب میں فرماتے ہیں: کوئی کام نہ کرو (یعنی گناہ نہ کرو) ہم یہ خیال نہ کریں کہ ترک گناہ بہت سادہ سی بات ہے نہیں کبھی کبھی بہت مشکل ہوتا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے۔ تمام ہدایات جنہیں ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ترک گناہ کے بعد خود بخود سامنے آجائیں گے آپ پرہیز کیجئے اور گناہ نہ کیجئے، ہدایات آتے رہیں گے۔ جو

تقویٰ کی رعایت کرے گا۔ اس آیت کا مصداق قرار پائے گا۔ ''وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہُ مَخْرَجًا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ'' (سورہ طلاق آیت ۳)

جو شخص تقویٰ کی رعایت برتے خدا اس کے لئے نجات کا راستہ مقرر فرما دیتا ہے۔ اور جہاں سے وہ گمان نہیں کرسکتا تھا اسے رزق عنایت کردیتا ہے۔

جب یَرْزُقْہ کی بات آئے تو ہم بلا فاصلہ مادیات سے جا کر نہ چپک جائیں، اصلی رزق رزق کریم ہے جو معنویات سے متعلق ہے، وہی ذات جس نے نفس انسانی کو خلق کیا چاہتی ہے کہ ہمیں غذا عنایت فرمائے، ہماری انسانیت کو جو کہ علم ومعرفت سے عبارت ہے چاہتی ہے کہ ثمر بخش بنائے۔

قرآن جو کہ پروردگار کا کلام ہے فرماتا ہے: ''مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ'' وہاں سے رزق عنایت ہوگا جہاں سے تم سوچ نہیں سکتے تھے۔ تم تو نہیں جانتے کہ استاد کون ہے، راستہ کیا ہے، کنواں کیا ہے، بس گناہ انجام نہ دو ساری عنایتیں تمہاری جانب آتی نظر آئیں گی، گناہ کے جاننے کے لئے درس پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ سارے انسان اچھے اور برے کو (اس آیت کے بموجب) جانتے ہیں۔

''فالھمھا فجورھا وتقواھا''۔ (سورہ شمس آیت ۸) ہم نے انسان کو فجور (برائی) اور تقویٰ کے بارے میں بتادیا ہے۔

غور کیجئے! آقا بہت مختصر، جامع اور بلا مشقت، تمام افراد کو خواہ وہ طلبہ ہوں یا غیر طلبہ، ان کا کوئی استاد ہو یا نہ ہو، راستہ پر چل چکے ہوں یا نہ چلے ہوں۔ ایک ہدایت دے رہے ہیں، لہٰذا آقا کے ارشاد کے مدنظر اصلاً اس کی فکر نہ کرو اور کسی زحمت میں نہ پڑو کہ میں کل کو کیا کروں گا؟! کس انسان کے پاس جاؤں کہ جو راستے پر چل چکا ہے؟ میں اپنی معلومات میں کس قدر اضافہ کروں؟ بس تم ابھی سے طے کرلو کہ جس وقت سونے کے لئے جانا چاہتے ہو کوئی گناہ تم سے نہ ہوا ہو۔ کسی کو تم سے رنج نہ پہونچا ہو، ترک گناہ ایک ایسے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

چشمے کی مانند ہے جس نے ہر چیز کو اپنے اندر جگہ دے رکھی ہے وہ تمہاری مدد کرے گا تم گناہ کو ترک کر دو، بعد کے ہدایات وعبادت خود بخود تمہاری جانب آتے جائیں گے۔

جو عنوان حضرت آقا نے بیان فرمایا ہے وہ تمام عرفانی واخلاقی ہدایت کا نچوڑ ہے جو ایک کلمہ میں خلاصہ کر دیا گیا ہے۔اور یہ ایک بہت چھوٹا سا لفظ ، اپنے اندر بڑے بڑے مطالب کو سمیٹے ہوئے ہے۔

''ترک گناہ'' جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے یعنی ہم ارادہ کر لیں کہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے کہ اس فعلِ خطا وگناہ کے نتیجے میں ہم کافروں کے زمرے میں قرار پائیں۔جیسا کہ حضرت حق نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، تو اس کے متعلق فرمایا: ''وَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِینَ۔ا۔(سورہ بقرہ آیت ۳۴)'' کہ وہ کافروں میں سے تھا۔

ترک گناہ، سیر وسلوک میں صداقت کا معیار:

بزرگانِ دین فرماتے ہیں: یہ تصور نہ کریں کہ خدا نے ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا تو وہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کو آزمانا چاہتا تھا انہیں، ان کو تو اطاعت کرنا ہی تھی، بات ''مَا کُنتُمْ تَکْتُمُونَ (سورہ بقرہ آیت ۳۳)'' کی بابت ہے۔ایک بات فرشتوں کے درمیان چھپی ہوئی تھی اور شیطان نے ان کے بیچ اپنی جگہ بنا رکھی تھی، جب سجدے کا حکم آیا تو جس کے یہاں صداقت نہیں تھی وہ خود بخود آشکار ہو گیا، نتیجہ میں جو چیز پنہاں تھی وہ نمایاں ہوگئی، ابلیس جو کہ گناہگار ہے اطاعت کرنے والوں کی صف سے خود کو الگ کر لیتا ہے، در حقیقت ترک گناہ مومن کو غیر مومن سے الگ کر دیتا ہے، حقیقی سالک کو اس شخص سے جو سلوک کا مدّعی ہے جدا کر دیتا ہے۔شیطان والوں کو خدا والوں سے علحدہ کر دیتا ہے، جس حال وکیف میں ہمیں رہنا چاہئے وہ اللہ کی طرف کو ہے۔اللہ کی وجہ سے ہے اور اللہ کی

جانب سے ہے، رُفقاء ترک گناہ کے وقت ایک دوسرے کو ڈھونڈھ لیتے ہیں، معلوم ہو جاتا ہے کہ کون راستے کا رفیق ہے، کون سچا اور صادقین کا جزء ہے؟۔

ترک گناہ ہی تقویٰ ہے:

ایک اور نکتہ جس کا بیان کرنا ضروری ہے، وہ پرہیزگاری کی بحث ہے، قرآن کا ہم سے مطالبہ ہے کہ ہم تقویٰ اختیار کریں، خدا آیت اللہ الٰہی قمشہ ای کے ایسے بزرگان دین پہ رحمت نازل کرے انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ قرآن کا ترجمہ کرنا شروع کیا، کسی کو قرآن کا ترجمہ کرنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی، وہ کلمات جن کا استعمال قرآن میں بہت زیادہ ہوا ہے وہ۔ ''لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ (سورہ بقرہ آیت ۲۱، ۱۷۹، ۱۸۳)''۔ ''ھُدًی لِلْمُتَّقِینَ'' وغیرہ جیسے عنوانات ہیں۔

علامہ الٰہی قمشہ ای نے تقویٰ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔تقویٰ یعنی پرہیزگاری، گناہوں سے پرہیز کرنا، انجام نہ دینا اور دوری اختیار کرنا، اس بناء پر اگر ہم تقویٰ اختیار کرنا چاہتے ہیں تو انجام دینے کے پیچھے نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس بات کے پیچھے رہنا چاہئے کہ ہمیں کون سے کام انجام نہیں دینا چاہئے؟ ہمیں بس اپنے ذہن کو صحیح کرنا ہوگا کہ وہ ہر چیز کے پیچھے نہ بھاگے، جب یہ طے پا جائے گا کہ آپ کو فلاں فلاں کام انجام نہیں دینا ہے پھر صبح سے شام تک دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن فرماتا ہے: تم تقویٰ اختیار کرو ہم تمہیں رزق دیں گے، بہت لطیف بات ہے، حقیقت بھی یہی ہے، کیا خدا یہ ظاہری رزق ہماری محنت کی خاطر عنایت کرتا ہے؟! وہ جو خالق ہے تو رازق بھی ہے۔ہم اس بات تک پہونچے کہ گناہ نہیں کرنا چاہئے، جب آپ گناہ نہیں کریں گے یا اپنے فکر وذہن کو گناہ سے پاک کر لیں گے تو ہر گھڑی اور ہر جگہ کم از کم فکر کرنے کے عالم میں ہوں گے اور آپ کی یہی فکر ثواب کی حامل ہے کیونکہ آپ کی فکر

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

گناہ سے خالی ہے، تو یہ عمل، اچھا اور پسندیدہ عمل ہے۔ جب گناہ اور بدی چلی جائے گی تو اچھائی آجائے گی، دیو جب باہر چلا جاتا ہے تو فرشتہ آجاتا ہے۔ ''جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' (۱۔ سورہ اسراء آیت ۸۱)

ترک گناہ، اچھائیوں کے انجام دینے کا پیش خیمہ:

اگر گناہ کو انجام نہ دے تو یقیناً ثواب اپنی جگہ بنالے گا۔ جب ہم اپنے وجود کو آلودہ نہیں کریں گے تو خود بخود نیک اور اچھے کاموں کی طرف آگے بڑھیں گے، بزرگان دین کے کلام میں آیا ہے کہ ہمارا سانس لینا، ذکر ''ھُوَ'' ہے جو ذہن سے باہر آتا ہے، سارے موجودات ذکر کرتے ہیں۔۲۔ ''وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ'' (سورہ اسراء آیت ۴۴) ''اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔''

انسان بھی ذکر کرتا ہے، سب سے بڑا ذکر حضرت حق، ذکر ''ھُو'' ہے کہ ''ھُو'' کو خدانے بلا زحمت، انسان کے حوالے کردیا ہے، تو ہمیں دھیان رکھنا چاہئے کہ اس ذکر شریف کو ہم خراب نہ کریں، کہا گیا ہے کہ مریض کا آہ کرنا عبادت ہے، کیونکہ روایتوں میں آیا ہے کہ ''آہ'' خدا کے مقدس ناموں میں سے ایک ہے، تو ہم ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ ہم خاموشی کے وقت تک میں بھی کس طرح سے ثواب کا کام انجام دے سکتے ہیں۔

گناہوں کے حدود و مراتب:

ایک اور پہلو جس پہ ترک گناہ کے سلسلے سے غور کرنے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ ہم یہ خیال نہ کریں کہ گناہ چوری کرنے، غیبت کرنے وغیرہ میں ہی منحصر ہیں، ہم جب گفتگو کرتے ہیں تو برابر یہی کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے ہم چوری نہیں کرتے، کسی کے گھر کی دیوار نہیں پھاندتے، شراب نہیں پیتے ہیں وغیرہ وغیرہ، ہم نے پوری بے توجہی کے ساتھ گناہ کو اپنے اعمال پر غالب کرلیا ہے۔

آقائے بہجت کے ایک شاگرد کہتے ہیں: میں حضرت آیت اللہ بہجت کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا: آقا! کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: گناہ نہ کرو، میں نے کہا: آقا! ہم تو گناہ والے لوگ نہیں ہیں، ہماری گناہ کی عمر گذر چکی ہے، کوئی اور بات بتایئے یا کوئی ہدایت بیان فرمائیے کہ ہم اس پر عمل کریں، وہ کہتے ہیں: آقا نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں یہ کہہ دوں کہ کل تم نے اپنے گھر کے اندر کیا کیا؟ میں نے کہا: فرمادیجئے، چنانچہ جب آقا نے وضاحت کی تو میرے اندر بجلی دوڑ گئی کہ سچ مچ میرا وہ عمل گناہ تھا۔ میں اصلاً سوچ نہیں سکتا تھا کہ میرا وہ اقدام گناہ سمجھا جاسکتا ہے۔

بعض اوقات ہوسکتا ہے ایک تیز نگاہ یا ایک خوبصورت تبسّم جو ہم سے سرزد ہوتا ہے۔ گناہ شمار کیا جائے۔ ہم جب بچہ کو تیز نگاہ سے ڈراتے ہیں تو یہی دل آزاری گناہ ہے، اگر کوئی گناہ کررہا ہے اور ہم مسکرا رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اس کے عمل کی تائید کی ہے، یہ بھی ایک قسم کا گناہ ہے، اب جس قدر تمہاری معرفت آگاہی اور مسائل معنوی سے تمہارا ارتباط و تعلق مضبوط ہوگا اتنا ہی تمہارا دل پاک اور حساس ہوتا چلا جائے گا اور تمہارا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی احتیاط کے ساتھ انجام پانا چاہئے، کیونکہ ''حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ''۔ ''ابرار (نیکوکاروں) کی نیکیاں مقرّبین کے لئے بدیاں تصور کی جاتی ہیں۔

عزیزو! ایک گروہ کا نیک عمل، دوسرے گروہ کا برا عمل محسوب ہوتا ہے۔ گناہ کے مراتب باہم کس قدر فاصلے اور تفاوت رکھتے ہیں۔ خدا رحم کرے کہ ہم گناہ کی وادی میں نہ پڑیں، ہمیں گناہ کی قسموں کے بارے میں بھی علم رکھنے کی ضرورت ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کو اس بات سے لذت ملتی ہو کہ اس کے جوتے کا تسمہ اس کے دوست کے جوتے کے تسمے سے بہتر ہے تو وہ اس آیت کا مصداق ہے۔۱۔ ''تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ'' (سورہ قصص آیت ۸۳) ''وہ آخرت کا

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

گھر، اسے ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں جو زمین میں دوسروں پر چھا جانے اور فساد کرنے کی خواہش نہیں رکھتے، اور انجام کی بہتری پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

بس اتنا ہی کہنا کہ میرے جوتے کا تسمہ، میرا شاندار لباس، میری گاڑی، میرا مکان، میرے کام کاج کی حیثیت وموقعیت وغیرہ وغیرہ دوسروں سے بہتر ہے، برتری طلبی اور فساد کا مصداق ہے اور گناہ شمار کیا جائے گا، آیئے ہم اپنی نگاہ بدلیں اور اپنے رویہ میں تجدید نظر کریں تو معلوم ہوگا کہ جن موارد کو ہم گناہ نہیں جانتے ہیں وہ بدترین اور نمایاں ترین گناہ ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص گناہ انجام دینے کے بارے میں بہت فکر کرتا ہے، اس کی یہ فکر اسے گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے کہ خدانخواستہ ہم خود کو ایسے گناہوں میں مبتلا نہ کرلیں۔

ائمہ علیہم السلام کے عرفانی ہدایات:

ایک طالب علم حضرت آیت اللہ بہجت کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے عرض کرتے ہیں: آقا! جو ہدایات رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی، ابوذر غفاری وغیرہ جیسے اپنے اصحاب کو مرحمت فرماتے تھے انہیں ہمارے لئے آپ بیان فرمایئے: ہم انشاء اللہ سلمان فارسی اور ابوذر غفاری بننا چاہتے ہیں۔ ہم پچاس سال پہلے والے سلمان فارسی (حضرت آیت اللہ انصاری ہمدانی) بننا چاہتے ہیں۔ بہر حال ہماری خواہش ہے کہ ہم بھی انہیں ہدایات سے بہرہ مند ہوں اور انشاء اللہ ان پر عمل کریں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاص اصحاب کو عنایت فرماتے تھے اور جو حضرت علی علیہ السلام کمیل بن زیاد کو عطا فرماتے تھے۔ ہم سرچشمے سے صاف وشفاف اور پاک وپاکیزہ پانی پینا چاہتے ہیں، مطالب کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کے دست مبارک سے حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ انسان جو خود سرچشمے سے پانی پی رہا ہے اور آیت اللہ بہجت جیسی شخصیت بن گیا ہے وہ اہلبیتؑ کے دامن سے ان درجات تک پہونچا ہے۔

حضرت آقائے بہجت نے اُس طالب علم کے جواب میں فرمایا: ''جو کچھ ہے وہ یہی قرآن اور نہج البلاغہ ہے اس کے علاوہ اور اس سے ہٹ کر وہ اپنے اصحاب سے کچھ نہیں کہتے تھے'' تو ہمیں قرآن کے حضور میں جانا چاہئے کیونکہ قرآن بہت عظیم ہے اور ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ قرآن ثقلِ اکبر، گرانقدر ہے۔

اور اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ اور عترت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی عظمت کے باوجود ثقل اصغر کہا جاتا ہے تو اس کی وجہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا بیان ہے، ورنہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کو ''اصغر'' اور چھوٹے کے عنوان سے یاد کیا جائے، اور ائمہ کا یہ کلام، اللہ کے کلام قرآن کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے، لہٰذا اس بات کا خیال رہے کہ ائمہ علیہم السلام نے ثقل اصغر کا لفظ ایسے وقت میں بیان فرمایا ہے کہ جب حُکّامِ جور کے پروپیگنڈوں سے لوگوں کی اکثریت، اہلبیت علیہم السلام کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتی تھی، اس سلسلہ میں امام خمینیؒ کا جملہ بہت معنی خیز ولطیف ہے، آپ اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں: ''ثقل اکبر (قرآن) اور ثقل کبیر (اہلبیت علیہم السلام) کے بلند وبالا مقام اور مراتب کے حقائق سے دور اور مجبور ہونے کے باعث میں نے مناسب سمجھا کہ ایک سرسری اور نہایت مختصر اشارہ کرتا چلوں جو کچھ ان دونوں ثقل پر گذرا ہے''

امام خمینیؒ نے لفظ ''اصغر'' کے بجائے لفظ ''کبیر'' کا استعمال کیا ہے اور اکبر کے ساتھ کبیر فرمایا ہے، اور حق تو یہ ہے کہ حقیقت امر یہی ہے۔

قرآن، تمام ہدایات کا جامع:

اگر ہم قرآن کی معرفت، حضرت علی السلام کے کلام سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا ہے، ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا، ایسا کلام کرنے والا ہے جو ہرگز جھوٹ نہیں کہتا ہے۔ جو بھی قرآن کا ہمنشین ہوتا ہے قرآن اس کو بڑھاتا ہے، آگاہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہو جاؤ کہ اگر کسی کے پاس قرآن ہے تو اسے کسی کی احتیاج نہیں اور جس کے پاس قرآن نہیں وہ بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے، لہٰذا تم اپنا علاج قرآن سے حاصل کرلو، اور سخت حالات میں قرآن سے مدد طلب کرو کہ بڑی بڑی بیماریوں یعنی کفر و نفاق اور سرکشی و گمراہی کا علاج قرآن میں ہے۔ قرآن کے وسیلے سے اپنی حاجتیں خدا سے مانگو، قرآن کی دوستی کے ساتھ خدا کا سامنا کرو، قرآن کے ذریعہ خلق خدا سے کچھ نہ مانگو، کیونکہ خدا سے بندوں کے تقرب کے لئے قرآن سے بہتر کوئی وسیلہ وجود نہیں رکھتا ہے، آگاہ رہو کہ قرآن کی شفاعت قبول اور اس کے کلام کی تصدیق کی جائے گی۔ قیامت کے دن قرآن جس کی شفاعت کردے وہ بخش دیا جائے گا۔ اور جس کی وہ شکایت کردے اس کا انجام برا ہوگا۔ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا، آگاہ ہو جاؤ آج ہر شخص اپنے کئے ہوئے عمل اور بوئے ہوئے بیج میں گرفتار ہے، سوائے ان اعمال کے جو قرآن سے منطبق اور ہم آہنگ ہیں۔ اس بناء پہ عمل کرنے والوں کی صف میں شامل رہو، قرآن کی پیروی کرو، خدا کو قرآن سے پہچانو، خود کو قرآن سے وعظ و نصیحت کرو، اپنی رائے اور نظریہ کو قرآن کے مقابلے میں متہم اور حقیر کرو اور اپنے مطالبات اور تقاضوں کو قرآن سے منطبق کرو۔ (خطبہ ۱۷۶)

قرآن ایک عظیم سرچشمہ ہے، اور اگر امام زمانہ علیہ السلام غیبت میں ہیں اور ہم ان کے محضر میں نہیں ہیں۔ اگر چہ حقیقت یہ ہے کہ ہم غیبت میں ہیں۔ الحمدللہ قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے، قرآن وہی کتاب ہے کہ جو پوری بیچارگی و مظلومی کے ساتھ گھروں کے طاقچوں میں رہتا ہے۔ اگر ہم بہت ہنر کا مظاہرہ کریں تو اس جاوداں کتاب کو ایک خوبصورت جزدان میں رکھ دیتے ہیں اور کبھی کبھی اسے چوم لیتے ہیں۔ اور اگر خود کو تھوڑا متدیّن جانتے ہوں تو بوقتِ ضرورت چند مرتبہ صلوات اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور قرآن سے اپنے بعض مادّی امور و فرائض کو متعین کرلیتے ہیں کہ موقع آنے پر استخارہ کرتے ہیں۔ اگر یہی ہے تو پھر اس کے معانی و مطالب کا کیا ہوگا؟ اس کے

دستورات کس کے لیئے ہیں؟ ہم آخر کب تک تلاوت اور قرآن سے اُنس و آشنائی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں؟ کم سے کم پچاس آیتوں کی تلاوت کو ہمارے نظام الاوقات میں کہاں جگہ دی گئی ہے؟ ہم تو ابوذر بننا چاہتے تھے!

اہلیّت رکھنے والے افراد کے نفوس میں قرآنی دستورات کا اثر:

ایک شخص کا کہنا تھا کہ سلمان فارسی نے کوئی بڑا کام نہیں کیا جو سلمان ہو گئے! کیونکہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں تھے، ہم بھی اگر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ہوتے تو سلمان بن جاتے، واقعاً یہ بات کہنے والا شخص، اگر تھوڑی سی نگاہ کرتا اُس جماعت پہ جو امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تھی تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس میں کتنے لوگ سلمان اور مالک اشتر بن سکے! کتنے افراد جناب ھمّام بن گئے کہ جس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام ان کے سامنے خطبہ متقین ارشاد فرماتے ہیں تو خطبہ کے آخری کلمات تک پہونچتے پہونچتے وہ نالہ و فریاد بلند کرتے اور جان دے دیتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''فَمَنْ يَمُتْ يَرَنِي'' جو بھی مرے گا وہ مجھے ضرور دیکھے گا۔ اس سے زیادہ خوبصورت بات نہیں ہو سکتی کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کے محضر میں رہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے کلمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے ساتھ ہم حضرت حق سبحانہ کے دیدار کے لئے روانہ ہوں، امیر المومنین علیہ السلام نے ھمّام کے انتقال کے بعد فرمایا: ''خدا کی قسم مجھے ھمّام کے لیے ایسی ہی صورت حال پیش آجانے کا اندیشہ تھا'' پھر فرمایا: کیا بلیغ اور رسا مفید موعظے ان افراد کے ساتھ جو نہیں قبول کرنے والے ہیں ایسا ہی کرتے ہیں؟'' ہاں۔ ایک انسان جو ھمّام جیسا ہو اس طرح سے بہرہ مند ہوتا ہے اور ایک شخص ایسا بھی ہوتا ہے جو اسی نشست میں آنحضرت کا خطبہ تمام ہونے کے بعد مولا پہ اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بلیغ موعظے ایسے ہی ہوتے ہیں تو یہ صورت حال خود آپ کے لئے پیش کیوں نہ آئی؟! ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہے، کیونکہ یہ شخص بھی امام المتقین علیہ السلام کے محضر میں تھا، لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ سلمان وابوذر نہ بن سکا۔

قرآن تمام معارف وہدایات کا حامل:

اب ہم خود اپنے اعمال وکردار کا جائزہ لیں، کیا ہم بلیغ اور رسا ومفید موعظے قبول کرنے کا مادّہ رکھتے ہیں؟ کیا اب بھی ہم خود کو اجازت دیتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ سلمان فارسی بننا کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ یا پھر ہم بعض جاہل سوال کرنے والوں کی مانند ہیں؟! خدا سورہ رحمن میں فرماتا ہے: ''الرَّحْمٰنُ '' خدا اپنی صفتِ رحمانیت کے ساتھ انسان کو خطاب کررہا ہے۔ ''عَلَّمَ الْقُرْآنَ '' اس نے قرآن سکھایا۔'' خَلَقَ الْإِنسَانَ '' انسان کو خلق کیا، ''عَلَّمَهُ الْبَيَانَ '' اس کو بیان سکھایا۔

یہ نورانی آیات اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ خدا نے خلقت انسانی سے پہلے وہ اہم ترین ومفید ترین چیز انسان کو عنایت کی ہے جس کی اسے ضرورت ہے۔ اور تعلیم قرآن جس کی اسے احتیاج ہے اسے عطا کردی گئی ہے۔

آقائے بہجت کے شاگردوں میں سے ایک کہتے ہیں کہ میں مشہد میں آقا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے حرم کے صحن سے باہر نکلے۔ آقا نے فرمایا: ''ایک کتاب ایسی ہے کہ تمہیں جس قسم کی دعا چاہئے وہ اس میں موجود ہے اور اس کتاب نے ہر کام کے لئے اسی سے مخصوص دعا بیان کی ہے۔'' مجھے جستجو ہوئی اور بہت جلد میں نے قلم اور کاغذ مہیا کیا اور کتاب کا نام یادداشت کرنا چاہا تا کہ بھول نہ جاؤں۔ آپ سے پوچھا: آقا! اس کتاب کا نام کیا ہے؟ فرمایا: ''قرآن''! اگر آپ آیت اللہ بہجت کے ارشادات قرآن کی عظمت کے سلسلے میں ملاحظہ کریں تو پھر آپ متوجہ ہوں گے کہ جہاں قرآن ہوگا وہاں امام زمانہ علیہ السلام حاضر ہوں گے۔ یعنی یہی قرآن ہے جو ہمیں امام غائب علیہ السلام سے ملاتا ہے۔ اور وہ امام

غائب علیہ السلام ہیں جو ہمیں قرآن کے محضر میں پہونچاتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے عرفانی ہدایات:

اب نہج البلاغہ کے سلسلے میں جو حضرت آقا نے اشارہ فرمایا: عرض ہے کہ نہج البلاغہ ایک حیرت انگیز کتاب ہے جو معانی ومطالب اور فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے اپنا شریک وہمتا نہیں رکھتی، حیرت اس جہت سے ہے کہ جو شخص نہج البلاغہ پڑھنا شروع کرتا ہے وہ ضرور اعتراف کرتا ہے کہ یہ ارشادات ایک ایسے عظیم المرتبت اور صاحب اختیار انسان کے کلام ہیں جس کے روبرو سب کو سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور اسے شک وشبہہ نہ رہے گا کہ اس کلام کا متکلم ایک ایسا انسان ہے جس نے زہد وپارسائی کے علاوہ کسی اور وادی میں کبھی قدم نہیں رکھا ہے، ایک ایسا انسان ہے جو گوشۂ منزل میں معاشرہ سے دور اکیلا اس طرح زندگی گزار رہا ہے کہ اپنے سوا کسی کی آواز نہیں سن رہا ہے اور اپنے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھ رہا ہے بلکہ مسلسل عبادت میں مشغول ہے۔ نہج البلاغہ پڑھنے والا باور نہیں کرسکتا کہ یہ کلام ایک ایسے انسان کا ہے جو جنگ کے دوران لشکر دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کے بہادروں اور سورماؤں کو دھول چٹا دیتا ہے، وہ پھر بھی ایک زاہد وصالح انسان ہے اور ایک ایسا نمونہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ یہ تعجب انگیز فضائل اس کے لطیف خصوصیات کا حصہ ہیں جس نے اپنی ذات میں صفاتِ اضداد کو جمع کر رکھا ہے۔

جناب جورج جرداق عیسائی جو کہ لبنان میں عربی ادب کے استاد ہیں کہتے ہیں:

''امیر المومنین علیہ السلام کے کلام کی دلکشی نے میرے اندر ایسی وارفتگی پیدا کردی ہے کہ میں نے نہج البلاغہ کا دوسو مرتبہ مطالعہ کیا۔ اگر ہم جورج جرداق کے اس جملہ پہ تھوڑا سا غور کرلیں جو کہ ایک عیسائی ہیں تو ہم واقعاً سوچ میں ڈوب جائیں گے۔ اور بڑی شرمندگی کا احساس ہوگا، ہم جو کہ شیعہ ہونے اور اللہ کی جانب سیر وسلوک کرنے کے مدّعی

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ دستور ہدایت کی جستجو کر رہے ہیں، ہم نہج البلاغہ سے کس حد تک آشنا ہیں اور کس حد تک اس کا مطالعہ کرتے ہیں؟!

ہم قرآن کو سمجھیں:

آقائے بہجت نے صاف صاف فرمایا ہے کہ اگر کسی مقام تک پہونچنا ہے تو قرآن اور نہج البلاغہ پڑھو لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان دو عظیم المنزلت کتابوں کو گھر کے طاقچوں سے باہر لائیں اور ادب واحترام کے ساتھ انہیں پڑھیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک شیعہ کو چاہئے کہ روزانہ قرآن کی پچاس آیتوں کی تلاوت کرے۔ (جامع الاخبار ج/۱/ص/۳۳۵) یعنی یہ کام ایک شیعہ کے اعمال وفرائض کا حصہ ہے، اسی طرح آپؑ نے فرمایا: ''تم ہر روز خدا سے کئے ہوئے اپنے عہد پہ نظر کرو۔'' پوچھا گیا کون سا عہد؟ فرمایا: قرآن میں نظر کرنا''۔ (جامع الاخبار ج/۱/ص/۳۳۵)

ہم جب آیاتِ ربانی پہ نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ قرآن ہمیں صبح وشام اپنے پڑھنے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ امام خمینیؒ کے حالات میں ایک یہ تھا کہ آپ کی عمر مبارک کے آخری ایام میں آنکھوں میں تکلیف پیدا ہوگئی تھی آپ کے معالج ڈاکٹر نے کہا: حضور! آپ چند روز قرآن نہ پڑھئے اور آرام کیجئے، آپ نے فرمایا میں قرآن پڑھنے ہی کے لئے آنکھیں چاہتا ہوں، اگر آنکھیں ہوں اور قرآن نہ پڑھوں تو پھر ان آنکھوں کا فائدہ کیا؟ انشاء اللہ اگر ہم قرآن سے مانوس ہو جائیں اور وجود قرآن کو درک کرلیں تو قرآن ہمیں تنہائی نہیں چھوڑے گا۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر قرآن میرے ساتھ ہو تو میں دنیا کے جس گوشے میں چلا جاؤں کبھی بھی تنہا اور غربت کا احساس نہیں ہوگا۔'' کیا قرآن اور کلام خدا سے بہتر

کوئی رفیق مل سکتا ہے؟

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''خدا کے بعد کوئی چیز کلماتِ قرآن سے زیادہ باعظمت اور بافضیلت نہیں ہے۔'' (مستدرک الوسائل، ج/۱۔) یہی قرآن کے نورانی حروف ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ''۔ (سورہ حجر آیت ۹) ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور خود ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم گناہ بھی ترک کریں اور قرآن ونہج البلاغہ سے بھی اُنس پیدا کریں۔

ماہ رمضان اور دوبارہ بازگشت:

آیئے ہم طے کرلیں کہ نہج البلاغہ کو جو کہ حضرت علی علیہ السلام اور شیعوں کی مظلومیت کی سند ہے۔ غُربت سے باہر لائیں۔ آج کل رمضان المبارک کا مہینہ ہے تو آیئے ہم قرآن اور نہج البلاغہ سے دوستی وآشتی کرلیں۔ خدا نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں شیطان اور اس کے راستے بند ہو جاتے ہیں، آنکھ کان، منھ، ہاتھ اور پیر کے ذریعہ شیطان کے غلبے کا راستہ ہوتا ہے، خدا نے سارے راستے بند کردیئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں نہ تو گناہ کرنا چاہئے اور نہ گناہ سننا چاہئے کیونکہ ہمارا روزہ باطل ہو جائے گا، خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے ہی ہاتھوں شیطان کو کھول دیں، شاید کوئی پوچھے کہ شیطان کیسے کھل سکتا ہے؟! جب ہم کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو شیطان کھل جاتا ہے۔ لہٰذا گناہ کا ترک کرنا ایک ایسا دستور العمل ہے جو انسانوں کو خدا کی طرف لے جاتا ہے۔ عالمِ تشیع کے مرجع بزرگوار حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے بہجت کا یہ دستور العمل کتنا مختصر، جامع اور کامل ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

دوسری گفتار

حضرت امام عصر علیہ السلام کی معرفت اور حضرت حق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک پہونچنے میں اس کا مؤثر ہونا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد وآله الطاهرين المعصومين.

لوگوں کی ہدایت کرنا امام زمانہ علیہ السلام کی توجہ کا باعث:

آج کل ماہ رمضان المبارک کے روزوشب ہیں، ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے ایک اور ماہ رمضان پانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم روزہ رکھیں، ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ بہارِ قرآن کے مہینے میں وہ ہمیں اپنے قرآن سے مانوس اور اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ ہمیں محشور کرے۔ کیونکہ قرآن کا صحیح فہم وادراک اہلبیت علیہم السلام اور حضرت امام عصر علیہ السلام کے ساتھ ہی معنی پیدا کرتا ہے، امام زمانہ علیہ السلام کے سلسلے میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے بہجت کی ایک سفارش اور ہدایت یہ ہے کہ ''اگر ہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرح اپنے امکان بھر لوگوں کی ہدایت کے لئے سعی وکوشش کریں تو کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ کی چشم بینا یعنی امام زمانہ علیہ السلام کی عنایت ہم پر نہ

ہو؟!۔ (نکتہ ہائے ناب ص/۴۳)

آیت اللہ بہجت کے ارشاد کے مطابق اگر ہم لوگوں پہ دھیان دیں اور انہیں خدا کی طرف ہدایت کرسکیں یعنی بزرگان دین، حضرت حق جل جلالہ کے صفات کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر تم جاننا چاہتے ہو کہ خدا تمہارے حق میں کس حد تک بخشنے والا ہے اور اس نے کس حد تک تمہاری بداعمالیوں کو بخشا ہے تو تم یہ دیکھو کہ خود تمہارے وجود کے اندر کس حد تک بخشش ورحمت کا وجود ہے!

اگر تم بخشنے والے انسان ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمہیں بخش دیا ہے، درحقیقت ہمارے اعمال اور ہمارے رویّے، حضرت حق اللہ سبحانہٗ کی عنایت ہی کا سایہ ہیں، حضرت امام عصر علیہ السلام کی صورت امر بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضرت آیت اللہ بہجت نے فرمایا ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کے ادب وثقافت کی اشاعت کی راہ میں سختیوں کا تحمّل کرنا:

اگر ہم حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرح لوگوں کی ہدایت کے کام میں لگے ہوئے ہیں تو اگر آنحضرت کی راہ میں ہمیں برا بھلا کہا جائے یا مذاق اڑایا جائے تو ہمیں ناراض نہیں ہونا چاہئے بلکہ حق کی راہ میں ہمیں ثابت قدم اور استوار و پائدار رہنا چاہے اور سخت حالات میں صبر واستقامت سے کام لینا چاہئے۔''

اس ارشاد میں چند اہم باتیں پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ ہم امام زمانہ علیہ السلام کی ہمراہی اختیار کریں اور انشاءاللہ آنحضرت کے محضرِ ملکوتی کو درک (حاصل) کریں، دوسرے یہ کہ ہمارے اندر طاقت وقوت ہونا چاہئے اور ہمیں مہدویت کے اعتقاد کے خلاف ہونے والے حملوں کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں ایسے خوبصورت مطالب کا سہارا لینا ہوگا

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

جو ہمارے لئے قوت قلب کا کام کریں، بزرگانِ دین کے واقعات وحالات سے بہرہ مند ہونا چاہئے جو امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں، یہ حالات وواقعات نہایت اہم اور لوگوں کی ہدایت کے سلسلہ میں مؤثر ہیں،

اعتقادِ مہدویّت پہ حملہ:

مرحوم علامہ میر جہانیؒ فرماتے ہیں: ایک روز ہم نجف میں مرجع عالی قدر شیعیان آیت اللہ آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ کی خدمت میں حاضر تھے، اُن دنوں ہمیں معلوم ہوا کہ ایک متعصب سنّی شاعر اپنے اشعار میں مہدویت کے تئیں شیعوں کے اعتقاد کا مذاق اڑا رہا ہے اور کچھ توہین آمیز منظوم کلام میں جو ۱۶ اشعار پر مشتمل تھا یہ کیا کہ انہیں کثیر تعداد میں چھپوایا اور جہاں تک اس کے امکان میں تھا ان ۱۶ اشعار کو سارے علمائے شیعہ وسنّی کے یہاں روانہ کیا اور عام مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرایا، انہیں پرچیوں میں سے ایک پرچی بزرگ شیعہ عالم دین آیت اللہ کاشف الغطاءؒ کے ہاتھ میں پہونچی، جناب آقائے کاشف الغطاءؒ نے ان اشعار کے جواب میں اُسی وزن اور بحر میں ایک سو ساٹھ اشعار کہہ ڈالے جو اہل سنت کے ان اعترافات پر مشتمل ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور ان کے اوپر عقیدہ رکھتے ہیں، اور پھر وہ اشعار چھپوائے اور تقسیم کرائے، خلاصہ یہ کہ ان سولہ اشعار کا جواب دیدیتے ہیں۔

اب اگر امام زمانہ علیہ السلام مرحوم کاشف الغطاءؒ کو انعام دینا چاہیں تو اپنی خاص عنایت اور لطف سے بہتر کیا چیز ہوسکتی ہے۔ آپ غور کریں کہ ایک انسان کو کس قدر شیعہ اور سنی کی کتابوں پر دسترس ہونا چاہئے کہ وہ تمام معترفین کے نام ذکر کر ڈالے، اسے کتنا مطالعہ، محقق، طبع آزما، اور ذوق سلیم کا مالک ہونا چاہئے کہ ہر شعر کے مقابلے میں جواباً دس شعر کہہ جائے۔

میں آپ کو امام زمانہ علیہ السلام کو دکھاؤں گا:

آقائے میر جہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں ہم نجف اشرف میں حضرت آیت اللہ آقائے ابوالحسن اصفہانیؒ کی خدمت میں تھے ایک دن جبکہ خاصی تعداد میں بزرگان علمائے دین آپ کے محضر میں بیٹھے ہوئے تھے ایک لفافہ لایا گیا آپ نے اسے کھولا، اس میں دو ورق تھے ایک تو وہی سولہ اشعار تھے اور دوسرے یمن کے ایک عالمِ اہلسنت آقائے بحرالعلوم یمنی کا خط تھا جنہوں نے لکھا تھا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں اور کوئی شخص مہدی موعود علیہ السلام کے نام سے موجود ہے تو آپ کی کیا دلیل ہے۔ آپ اپنے دعوے کو ہمارے لئے ثابت کیجئے۔

آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ مسکرائے اور وہ خط ہمارے سامنے پڑھا اور اُسی وقت انہیں جواب لکھا کہ "جناب آقائے بحرالعلوم! آپ نجف تشریف لایئے، میں آپ کو امام زمانہ علیہ السلام کو دکھادوں گا"۔ آپ دیکھئے کہ یہ عظیم المرتبت انسان، مرجعیّتِ تشیع کی منزل میں کس قدر مستحکم ہے، امام زمانہ علیہ السلام کی توجہ اور عنایت پر اسے کتنا یقین ہے، ایک لحمہ کے لئے بھی اس کے دل میں ادنیٰ ساشک وشبہہ وجود نہیں رکھتا ہے اور پورے وثوق واعتماد کے ساتھ خط کا جواب دے دیتا ہے۔

یہ کون سا ارتباط ہے جو مولا امام زمانہ علیہ السلام اور شیعوں کی مرجعیت کے درمیان پایا جاتا ہے! یہ کیسا شاگرد ہے جو توہین کے مقابلہ میں زبردست پائداری کا مظاہرہ کر رہا ہے! آپ نے اپنے دستخط مبارک کے ساتھ خط کا جواب اپنے ایک قریبی شخص کے حوالے کیا اور اُس نے وہ خط اُسی ایڈریس پر پوسٹ کردیا۔ دو مہینے بعد جناب آقائے بحرالعلوم اپنے بیٹے کے ہمراہ یمن سے نجف تشریف لائے، اُسی رات آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے حرم میں نماز پڑھتے ہیں اور اپنے گھر کی جانب روانہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہونا چاہتے ہیں انہیں پتہ چلتا ہے کہ جناب آقائے بحرالعلوم یمن سے آئے ہوئے ہیں، آپ فرماتے ہیں، ہمیں ابھی اُن سے ملاقات کے لئے جانا چاہئے چنانچہ جس وقت آقائے یمنی کی قیام گاہ میں پہونچتے ہیں وہ اپنے خط میں لکھے ہوئے سوال کو پیش کرتے ہیں، آقائے سید ابوالحسن فرماتے ہیں: ابھی اس کا وقت نہیں ہے، آپ مہمان ہیں اور مجھے بھی تھوڑا کام ہے، آپ کل رات تشریف لایئے ہمارے غریب خانے پر تا کہ انشاء اللہ تفصیل سے گفتگو ہو، کل کی رات آقائے بحرالعلوم یمنی اوران کے بیٹے آقائے ابوالحسن کے گھر آتے ہیں اور خاطر تواضع کے بعد آخر شب میں آقائے ابوالحسن اصفہانی اپنے خادم کو آواز دیتے اور کہتے ہیں، حسین! چراغ جلاؤ ہم باہر جانا چاہتے ہیں (اس زمانے میں ابھی لائٹ نہیں تھی) وادی السلام ایک بہت مقدس اور مبارک جگہ جو نجف اشرف میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی ملکوتی قبر کے پاس واقع ہے اور وہاں پہ تا حد نگاہ، شیعوں کی قبریں ہی قبریں ہیں بعض روایات میں آیا ہے کہ جو کوئی مرتا ہے اگر وہ نیک آدمی ہے تو وادئ السلام میں جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ بُرا آدمی ہے وادئ برہوت میں جاتا ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے، مومنین کا برزخ وادئ السلام میں ہے دنیا میں وادی السلام کا قبرستان امیرالمومنین علیہ السلام کی قبر اقدس کے پہلو میں ہے اور اُس عالم برزخ میں بھی امیرالمومنین علیہ السلام کے محضر میں ہے اور قیامت میں بہشت بھی امیرالمومنین علیہ السلام کے محضر میں ہوگی، سلامتی، امان اور ایمان مولا امیرالمومنین علیہ السلام کی ذات سے وابستہ ہے۔

بہرحال آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم وادی السلام جانا چاہتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ طے یہ پایا ہے کہ وہ آقا امام زمانہ علیہ السلام کو بحرالعلوم یمنی کو دکھا دیں، خود آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ بارہا امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہو چکے ہیں، آپ عالمِ بزرگ اور شیعوں کے مرجع ہیں، لیکن آقائے یمنی تو شیعہ ہی نہیں

ہیں تو پھر کیونکر دیدار حاصل ہوگا؟!

آقائے سید ابوالحسنؒ اوران کے خادم، آقائے بحرالعلوم یمنی اوران کے بیٹے کے ہمراہ روانہ ہوتے ہیں، جب وادی السلام میں پہونچتے ہیں تو ایک مقام کے قریب جاتے ہیں جو مقام حضرت حجت علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے اُس مقام پہ نماز پڑھتے ہیں اور امام زمانہ علیہ السلام سے توسّل کرتے ہیں، آقائے سید ابوالحسنؒ اُس مقام کے نزدیک واقع ایک کنویں کے پانی سے تجدید وضو کرتے ہیں اور پھر اس مقامِ مقدس کے اندر داخل ہوتے ہیں، آقائے بحرالعلوم یمنی کے بیٹے کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں نماز پڑھنا شروع کی، میں اور میرے والد منتظر تھے، میرے والد ٹہل رہے تھے اور کہتے تھے کہ طے یہ تھا کہ یہاں وہ ہمیں کسی کا دیدار کرائیں گے، نہ جانے وہ کیا کر رہے ہیں! چند منٹ بعد ہمیں محسوس ہوا کہ وہ کسی سے گفتگو کر رہے ہیں، پانچ چھ منٹ تک وہ سرداب کے اندر کسی سے بات کرتے رہے ہیں۔ ہمہمہ کی آواز آرہی تھی لیکن پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ آپس میں کیا کہہ رہے ہیں، کس سے بات کر رہے ہیں، چند منٹ گزرے اور پھر انہوں نے آواز دی: آقائے بحرالعلوم تشریف لایئے، اب جو میرے والد اندر داخل ہونا چاہتے تھے تو میں نے چاہا کہ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں کہ آقائے ابوالحسن نے آواز دی: فلانے! تم نہ آؤ، بس تمہارے والد آئیں۔ وہ کہتے ہیں: جس وقت میرے والد گئے تو میں اور آقائے سید ابوالحسنؒ کے خادم ان کے انتظار میں بیٹھ گئے چند منٹ بعد میں نے گفتگو کی آوازیں سنی جو میرے والد کی موجودگی میں انجام پا رہی تھی، تھوڑی دیر بعد ناگاہ میں نے ایک نور دیکھا جس نے خورشید کی طرح ہر جگہ کو روشن کر دیا۔ اس کے بعد میں نے صرف اپنے والد کے نالہ وگریہ کی آواز سنی عجب انداز میں ان کی فریاد کی صدا آئی، اب آپ تصور کیجئے کہ اس تاریک رات میں اور اس فضا میں، کون سا منظر پیش آیا ہوگا۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

بحر العلوم کے بیٹے کہتے ہیں: اس کے بعد میرے والد کی آواز آنا بند ہوگئی، اور اس باعظمت نور کا بھی نام ونشان ختم ہوگیا، آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ نے مجھے پکارا اور فرمایا تمہارے والد بے حال ہوگئے ہیں آؤ ان کی مدد کرو، میں گیا اب جو میرے والد کو ہوش آیا تو آقائے سید ابوالحسن کو خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! توبہ، توبہ، توبہ، پھر عرض کرتے ہیں۔ آقا! شیعہ ہونے کا مجھے طریقہ بتایئے، چنانچہ وہ اوران کے بیٹے شیعہ ہوجاتے ہیں اور چند دن کے بعد یمن واپس چلے جاتے ہیں۔

بحر العلوم یمنی، یمن کے مفتی اور عالم تھے، ان کا اپنا ایک حلقۂ ارادت تھا، اس واقعہ کے چند ماہ بعد یمن کا ایک شخص نجف آتا ہے اور آقائے سید ابوالحسنؒ کے لئے کچھ رقم لاتا ہے اور کہتا ہے: ہم آپ کے پیرو ہیں، جب سے آقائے بحر العلوم یمن واپس آئے ہیں آپ کی ہدایت وعنایت کی برکت سے اب تک انہوں نے تین ہزار لوگوں کو شیعہ بنایا ہے اور اپنے امکان بھر لوگوں کی ہدایت کے سلسلے میں جدوجہد کررہے ہیں۔

ہم امام زمانہ علیہ السلام کو کیوں نہیں دیکھ پاتے ہیں:

ہم کیوں امام زمانہ علیہ السلام کے دیدار کی لیاقت نہیں رکھتے ہیں اس کا جواب آسان ہے، کیونکہ ہم اُس قوت واستعداد کے بقدر جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہے اپنی اور لوگوں کی ہدایت کے سلسلے میں قدم نہیں اٹھاتے ہیں۔ انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم اپنی چیزوں سے گزر کر عالم کے حقائق تک رسائی حاصل کرسکیں۔

ایک انسان ایک ناصبی کے ۱۶/اشعار کے مقابلہ میں ۱۶۰/اشعار نہایت قوت واستدلال کے ساتھ کہہ ڈالتا ہے اور ایک دوسرا انسان پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ آجایئے! میں آپ کو امام زمانہ علیہ السلام کو دکھادوں گا، اب ہم خود کو شیعہ تو کہتے

ہیں لیکن ہمارے اندر اپنے مولا وآقا کے دیدار کی لیاقت تک نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ہم ان کے وجود مبارک کو کسی دوسرے شخص کو دکھا سکیں، واقعاً ہم نے خود کو حضرت امام عصر علیہ السلا سے قریب تر ہونے کے لئے کتنا آمادہ کیا ہے؟ ہم نے اپنی قوت واستعداد سے کس حد تک استفادہ کیا ہے۔؟

امام زمانہ کے ظہور کا وقت:

حضرت آیت اللہ بہجت ایک اور جملہ میں فرماتے ہیں: ہمیں اس بات کی فکر کرنا چاہئے کہ ظہور سے پہلے ظلمتیں ہیں اور ظلمتوں میں راہ چلنا بہت مشکل اور مصیبت بھرا ہوتا ہے، کیونکہ ظہور کے وقت حلوا تقسیم نہیں ہوگا۔ خدا جانے کیا کیا ہوگا"۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۷۱) یعنی جب امام زمانہ علیہ السلام قیام کریں گے تو قیامت برپا کردیں گے اصل قیامت اُسی وقت برپا ہوگی جب امام زمانہ علیہ السلام اِس ظاہری دنیا سے دوسری دنیا میں تشریف لے جائیں گے۔ جب آقا چلے جائیں گے تو قیامت ہوجائے گی۔ حضرت امام عصر علیہ السلام کا ظہور، قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے۔ یعنی جب امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوجائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ قیامت بہت قریب ہے، درحقیقت آنحضرت علیہ السلام کا ظہور ہی ایک طرح کی قیامت برپا ہونا ہے۔ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے جس وقت وہ ظلم کے خلاف کھڑے ہوئے تو درحقیقت ایک قیامت برپا کردی۔

قیامت اُس وقت کا نام نہیں ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: "یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ"۔ (سورہ طارق آیت ۹) ہم تمہارے اندر کی چیزوں کو باہر نکال دیں گے۔ کیا امام حسین علیہ السلام نے اپنے قیام کے وقت اندر کے حقائق کو باہر نہیں کردیا؟ کھرے اور کھوٹے کو واضح نہیں کردیا؟ دوست اور دشمن نے خود کو ظاہر نہیں

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کر دیا؟ عمر سعد اور زہیر کا فرق روشن نہیں ہو گیا؟ امام حسین علیہ السلام اور حر بن یزید ریاحی کے قافلے کا فرق معلوم نہیں ہو گیا؟

امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور، قیامتِ کبریٰ برپا ہونے کا پیش خیمہ:

کیا امام زمانہ علیہ السلام جس وقت ظہور فرمائیں گے تو حقیقتیں آشکار ہوں گی؟ حضرت آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: خدا جانے کیا کیا ہوگا! واقعاً کیا کیا حالات پیش آسکتے ہیں؟! اگر ہمارے وجود کے سارے حقائق، امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ آشکار ہو جائیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ کیا ہم روز موعود کے لئے آمادہ ہیں؟ یہ تو ابھی قیامت کبریٰ کا مقدمہ ہے۔ اصلی قیامت تو کہیں زیادہ سخت ہوگی۔

مشرکین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں: اے اللہ کے رسول! اگر آپ سچ کہتے ہیں اور قیامت کا وجود ہے تو بتایئے یہ بات کب پیش آئے گی؟ قرآن فرماتا ہے: ''کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ ھُوَ اَقۡرَب''۔ ا۔ (سورہ نحل آیت ۷۷) کہہ دیجئے کہ چشم زدن میں یا شاید اس سے بھی پہلے تو جب قیامت اس قدر نزدیک ہے اور اس کی علامت امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہے تو اسے کس قدر قریب ہونا چاہئے، ایک بزرگ کے بقول: ''کہیں امام زمانہ علیہ السلام ظہور تو نہیں فرما چکے ہیں اور ہم ہی خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، ایسا تو نہیں کہ ہم ہی غیبت میں ہیں اور حاضر نہیں ہیں۔

ظہور عام اور ظہور خاص:

اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍ۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے، روایت میں ہے کہ اگر کوئی واقعی منتظر ہے تو امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل یا تاخیر سے اس کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، کیونکہ وہ خود کو ہمیشہ آنحضرتؑ کے محضر میں پاتا ہے۔ ظہور کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک ظہور عام اور دوسرے ظہور خاص۔ ظہور عام اُس وقت ہوگا جب سارے لوگ آنحضرت کو دیکھ

سکیں گے۔ لیکن ظہور خاص اُس انسان کے لئے ہے جو خود آقا کے محضر میں ہے اور اُس نے اپنے وجود کو غیبت سے خارج کر رکھا ہے، ہم دعائے عہد میں عرض کرتے ہیں: ''اِنَّھُمۡ یَرَوۡنَهٗ بَعِیۡدًا وَ نَرَاهُ قَرِیۡبًا''، دشمن اسے دور خیال کرتے ہیں لیکن ہم اسے نزدیک مانتے ہیں۔

غیبت ہماری جانب سے ہے:

کچھ لوگ مسجد جمکران جاتے ہیں کہ وہاں زیارت اور توسّل انجام دیں، جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا بات ہے؟ تو کہتے ہیں: اس مجمع میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو ڈھونڈھ رہا ہوں، ہم تھوڑا غور کریں، کیا واقعاً ہم آنحضرت علیہ السلام کو ڈھونڈھ رہے ہیں، یا وہ حضرت ہمیں تلاش کر رہے ہیں یعنی العیاذ باللہ امام گم ہو گئے ہیں اور ہم انہیں ڈھونڈھ نکالنا چاہتے ہیں۔ یا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہم اور آپ ہیں جو گم ہو گئے ہیں، ہم مان لیں کہ ہم ہی گم ہو گئے ہیں اپنے خیالات اور گناہوں میں کھو گئے ہیں۔

ہم تسلیم کریں کہ ہمارا ہاتھ امام زمانہ علیہ السلام ایسے پدر بزرگوار کے ہاتھ میں تھا ہم دنیا کے بازار میں گئے اور بیجا ضد کر کے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور چند ٹافی اور چاکلیٹ حاصل کرنے اور دنیا کے کھیل تماشوں کے کچھ مناظر دیکھنے کے چکر میں ہم گم ہو گئے اور اتنے جاہل اور نادان ہیں اُس گمشدہ بچے کی طرح کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے ابو کہاں ہیں؟ تو وہ کہتا ہے کھو گئے ہیں، میں انہیں ڈھونڈھ رہا ہوں، ہاں بچہ کھو گیا ہے لیکن وہ نہیں جانتا ہے کہ وہ ایک پُر خطر بازار میں پھنس گیا ہے۔

اب اس نادان بچے کو کون اپنی تحویل میں لے گا؟ ظاہر ہے کہ شیطان بیکار نہیں بیٹھتا ہے وہ اپنے وسوسوں سے اپنی تحویل میں لے لیگا۔ اسی وجہ سے آقائے بہجت فرماتے ہیں: ہمیں اس بات کی فکر ہونا چاہئے کہ ظہور سے پہلے ظلمتیں ہیں اور ظلمتوں میں راستہ چلنا بہت مشکل اور مصیبت بھرا ہوتا ہے۔ مصیبت یعنی امتحان اور آزمائش، یعنی یہی

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

اتفاقات جن سے ہمارا زندگی میں روزمرہ سروکار رہتا ہے، اور ہر سانحہ اپنی جگہ پر ایک طرح کا امتحان اور آزمائش ہوتا ہے۔

حضرت آیت اللہ بہجت کے بقول کہ "یہ خیال نہ کریں ظہور کے زمانے میں حلوا تقسیم کیا جائے گا۔" جب آقا تشریف لائیں تو ہمیں چاہیے کہ خود کو اس حد تک آمادہ اور لائق بنائیں کہ ان کے رکاب میں اپنی جان نچھاور کرسکیں، اس کے لئے ہمیں اپنی ہر چیز سے گذرنا ہوگا۔

ظہور کے زمانے میں بھی فرائض کی انجام دہی:

امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام ظہور کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے میں نے عرض کیا: انشاء اللہ اگر ہم اُس زمانے کو پالیں تو ہمیں مال واقتدار اور سکون میسّر ہوگا، آنحضرتؑ نے فرمایا: نہیں! ایسی بات نہیں ہے۔ اگر تم نے وہ زمانہ درک کرلیا تو تمہیں پھر جنگ کا لباس پہننا ہوگا۔ (البتہ ہم امام کے جملوں کے مفہوم کو بیان کررہے ہیں) جب تک کہ تمہارے جسموں سے خون اور پیشانی سے پسینہ جاری نہ ہوجائے حکومت برقرار نہیں ہوگی۔ یقیناً ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی ذمہ داری ظہور کے وقت دوسروں سے زیادہ سخت ہوگی، اگر حکومت کو معجزہ سے قائم ہونا ہوتا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لئے قائم ہوجاتی، انہیں ظواہر اور دنیا کے ظاہری نظم ونظام اور اسباب وعلل کا تحفظ ضروری ہے اور آنحضرتؑ کے اصحاب وانصار کا ہونا ضروری ہے ورنہ اگر اس کام کو معجزہ سے انجام پانا ہوتا تو زیادہ طول پکڑنے کی احتیاج نہیں تھی۔ انشاء اللہ پوری توجہ کے ساتھ ہم اپنے دلوں کو حضرت ولی عصر کے نور کی جانب آمادہ کریں۔

ائمہ علیہم السلام مہدوی ثقافت کے مبلغ:

حضرت آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: ہم ظلمتوں میں ہیں، ان ظلمتوں میں ہمیں اپنے دل کے دریچے کو آفتاب عالمتاب حضرت امام عصر علیہ السلام کی جانب کرنا ہوگا۔ چنانچہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسولؐ! غیبت میں امام زمانہ علیہ السلام سے کیسے بہرہ مند ہوا جاسکتا ہے؟

اسی ایک سوال میں کتنی باتیں ہیں! ایک بات تو یہی ہے کہ ہم جان لیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق تبلیغ کرتے رہے ہیں کہ لوگ آنحضورؐ سے اس طرح سوال پوچھتے تھے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بھائی کہاں ہیں؟ اصحاب نے کہا، ہم آپ کے بھائی ہیں، آقائے نامدار نے فرمایا: نہیں! تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو آخری زمانے میں آئیں گے اور باوجودیکہ مجھے نہیں دیکھا ہوگا مجھ پہ ایمان اعتقاد رکھتے ہوں گے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح حضرت مہدی موعودؑ کی تبلیغ کرتے تھے۔

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: ایک روز حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں گیا دیکھا آپ کے دست مبارک میں ایک چھڑی ہے اور اس سے زمین پر خط کھینچ رہے ہیں، میں نے سوچا آپ نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ قریب گیا اور عرض کیا "اَرَغِبْتَ فِيْهَا" کیا آپ اس زمین کو خریدنے کی خواہش رکھتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم ہم کبھی بھی دنیا کی جانب دھیان نہیں دیتے اور نہ اس کی خواہش کرتے ہیں، میں نے عرض کیا: پھر کس فکر نے آپ کو مشغول کررکھا ہے؟ آقا نے فرمایا: میں اپنے فرزند کے بارے میں فکر کررہا تھا حضرت کی مراد امام عصر علیہ السلام سے تھی۔

روایت کے آخر میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: "میں اس کے دیدار کا کس قدر مشتاق ہوں!" تو کیا ہم جو اس وقت اِس تاریک فضا میں زندگی گذار رہے ہیں، کیا ہم تک نور داخل نہیں ہونا چاہئے؟

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانے سے بہرہ مند ہونا:

آفتاب عالَم میں ہے آپ کو کھڑکیوں کو کھولنا ہوگا، پردوں کو ہٹانا ہوگا، حجابات کو اٹھانا ہوگا، یہ دل اچھائیوں کی منزل ہے لیکن اس میں ہر چیز نے آشیانہ بنا رکھا ہے۔ اسے دوبارہ نورانی ہونے کی ضرورت ہے اگر ایک بند جگہ میں نور داخل ہونا چاہے تو رکاوٹوں کو دور کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنی آرزوؤں کو کچھ کم کرنا ہوگا، خود کو ذرا توڑنا ہوگا، اپنی انا سے دستبردار ہونا ہوگا، تاکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ امام مھدی علیہ السلام بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب کے مانند ہیں ہم امام غائب علیہ السلام سے بہرہ مند ہوسکیں، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علیہ السلام کے دورانِ غیبت کو بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب سے تشبیہ دی ہے، حضرت ولی عصر علیہ السلام آفتاب کے مانند ہیں یہ آفتاب کون سے مکانوں میں چمکتا ہے اور کہاں نور پہونچتا ہے؟ یقیناً ان مکانوں میں جہاں کھڑکیاں ہوتی ہیں ان گھروں میں جو نور کی سمت میں واقع ہیں، خود یہ تشبیہ بڑے خوبصورت اور لطیف نکتوں پر مشتمل ہے۔ منجملہ یہ کہ نور، علم اور ہدایت آنحضرت علیہ السلام کی معرفت ہی خلائق تک پہونچتے ہیں جس طرح سے نور اور روشنی آفتاب کے ذریعہ لوگوں تک پہونچتی ہے، جب آفتاب بادلوں میں پنہاں ہوتا ہے تو اگرچہ لوگ اس کے نور سے استفادہ کرتے ہیں لیکن لحہ بہ لحہ اس کے ظاہر اور آشکار ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ حضرت امام مھدی علیہ السلام کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ آپ کے وجود کا انکار کرنے والا اس شخص کے مثل ہے جو بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب کے وجود کا انکار کرتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادلوں میں آفتاب کا غائب رہنا لوگوں کے حق میں بہتر اور زیادہ سود مند ہوتا ہے جیسے اس زمانے میں آنحضرت علیہ السلام کا غائب رہنا، کیونکہ بادلوں کے واسطے کے بغیر، بلا واسطہ آشکار حالت میں آفتاب کو دیکھنا ممکن نہیں ہے، ہوسکتا ہے سورج کو

براہ راست دیکھنے سے انسان اندھا ہوجائے۔ آنحضرتؑ کی ذات مقدس کا آفتاب اس بات کا باعث ہوسکتا ہے کہ ان کا ظہور بندوں کے دیدۂ دل کو نقصان پہونچادے۔ جیسا کہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کے دوران شیعوں کے بہت سارے گروہ متفرق ومنتشر ہوگئے۔

کبھی تو آفتاب بادلوں سے نکلتا ہے لیکن سب اسے نہیں دیکھ سکتے ہیں، اسی طرح ممکن ہے کہ آنحضرتؑ زمانہ غیبت میں کچھ افراد کے لئے ظاہر ہوں اور دوسرے انہیں نہ دیکھ پائیں۔ ائمہ علیہم السلام کا فائدہ سورج کی طرح سارے لوگوں کے لئے ہے۔ چنانچہ غیر مسلم حضرات بھی امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں جاتے اور شفا حاصل کرلیتے ہیں۔ سورج کی تابش (چمک) ہر مکان کے جھروکوں کے بقدر ہوتی ہے، حضرت مھدی علیہ السلام کے انوارِ ہدایت بھی ہوا وہوس اور دنیاوی خواہشات وتعلقات سے کنارہ کشی اور حجابات کی برطرفی کے بقدر ہوتے ہیں۔

الھم ارنا الطلعة الرشیدة والغرة الحمیدة واجعلنا من خیر انصاره واعوانه وشیعته آمین یارب العالمین.

بارالہا ہمیں اُس رخِ زیبا اور جمالِ جہاں آرا کا دیدار نصیب فرمادے اور ہمیں اس کے بہترین ناصروں، مددگاروں اور شیعوں میں قرار دے، آمین یارب العالمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

تیسری گفتار

اللہ کی جانب سیر وسلوک کرنے میں حجابات کا برطرف کرنا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد و آله الطاهرين المعصومين.

سیر وسلوک میں حجابات کا ہٹانا:

مرجع عالی قدر حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت کے سلسلۂ بیانات وارشادات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے مناجات شعبانیہ کے ایک ٹکڑے کے متعلق سوال کیا جو حجابات کو توڑنے اور موانع کو برطرف کرنے سے تعلق رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ”الٰھی ھب لی کمال الانقطاع الیک وانر ابصار قلوبنا بضیاء نظرھا الیک حتیٰ تخرق ابصار القلوب حجب النور فتصل الیٰ معدن العظمة وتصیر ارواحنا معلقة بعز قدسک“

(میرے معبود! تو مجھے اپنی جانب پورے طور پر مائل و منقطع ہونا عطا کر اور ہمارے دل کی نگاہوں کو تو اپنی جانب نگاہ کرنے کی روشنی سے منور کر یہاں تک کہ دلوں کی نگاہیں

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

نورانی حجابوں کو چاک کرڈالیں اور تیری عظمت کی کان تک پہونچ جائیں اور ہماری روحیں تیرے قدس کی عزت سے آویزاں ہوجائیں)

آپ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا: موانع اور حجابات کو برطرف کرنا ہوگا، اور اس مسئلہ کے روشن ہونے کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ''کیا پردوں کو شق کرنے کے لئے بیلچہ اور کلہاڑی ضروری ہے؟ سب سے بہتر راستہ حجابوں کو چاک کرنے کے لئے نماز ہے۔'' (نکتہ ہائے ناب، ص/۷۹) آقائے بہجت کے جواب کے مدنظر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا حالت نماز میں ضروری ہے کہ بیلچہ اور کلہاڑی اپنے ساتھ لے جائیں اور حجابوں کے ساتھ جنگ کریں؟۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۷۹) سیر وسلوک میں حجابات کا موضوع ،ایک خاص بحث ہے جو عرفان ومعنویت کی طرف پلٹتا ہے۔ کیونکہ بزرگان دین نے حجابات کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے، ایک ظلمانی حجابات اور دوسرے نورانی حجابات۔ بعض اوقات ،حجابات اس حد تک سیر وسلوک میں مانع ہوجاتے ہیں کہ کہتے ہیں، یہ حجاب، حجاب اکبر ہے۔ اور خدانخواستہ اگر کوئی اس مرحلہ میں رُک گیا تو پھر وہ کوئی کام انجام نہیں دے سکتا ہے۔

حجاب کی قسمیں اور سیر وسلوک میں توقف:

ظلمانی حجابات وہ گناہ اور خطائیں ہیں جو انسان اور حضرت حق کے بیچ فاصلہ پیدا کردیتے ہیں اور طہارت وپاکیزگی کو ختم کرکے انسان کو آلودہ اور نجس کردیتے ہیں، نورانی حجابات وہ کام، افکار اور عنوانات ہیں جو ذاتا نہ یہ کہ مانع نہیں ہیں بلکہ انسان کے ارتقاء اور بلندی کی سمت میں پیش خیمہ سمجھے جاتے ہیں، لیکن انسان جب اونچے مراتب میں قدم رکھتا ہے تو اس کی سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے وہ افعال وامور، حتی کہ اس کے وہ افکار ونظریات، اس مرتبہ اور منزلت کے شایان شان نہیں ہیں، جیسا کہ کہتے ہیں: ''حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ'' نیکوکاروں کی نیکیاں، مقربان بارگاہ

کے لئے برائیاں، گناہ اور حجاب سمجھی جاتی ہیں۔ فرض کیجئے ایک شخص مستجاب الدعوۃ ہے یعنی خدا اس کی ساری دعائیں قبول کرتا ہے، تو اس شخص کو خود پہ مغرور ہو کر یہ احساس نہیں کرنا چاہئے کہ اب تو وہ وصال کی منزل پہ پہونچ گیا ہے، کبھی کبھی ایسے مرتبہ کے ہوتے ہوئے اس طرح ایک حجاب میں جاکر متوقف ایک ہوجاتا ہے کہ قرآن شدت کے ساتھ اس سے مواخذہ کرتا ہے۔ گفتگو بلعم باعور کی ہے، برسوں کی عبادت وریاضت کے بعد شیطان اس کا ہمنشین ہوجاتا ہے اور اسے گمراہ کردیتا ہے اور اس کی ساری ظاہری مشقتیں شیطان ہی کی طرح برباد ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن اس کے سلسلے میں فرماتا ہے۔ ''وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَأَ الَّذِی آتَیْنَاهُ آیَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّیْطَانُ فَکَانَ مِنْ الْغَاوِینَ ، وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَکِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ کَمَثَلِ الْکَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ أَوْ تَتْرُکْهُ یَلْهَثْ ذَلِکَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِینَ کَذَّبُوا بِآیَاتِنَا فَاقْصُصْ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُونَ''۔ (سورہ اعراف آیت ۱۷۵،۱۷۶)

اور اے نبی! آپ ان سے اُس شخص کی داستان بیان کریں جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کیں اور وہ عملاً ان سے جدا ہوگیا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ گمراہوں میں سے قرار پایا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات کے ذریعہ اسے بلند درجات اور مراتب پر لے جاتے لیکن وہ مادی چیزوں اور لذتوں کی جانب جھک گیا اور اپنی ہوائے نفس کی پیروی کی، تو اس کی کیفیت اس کتے کی جیسی ہوگئی کہ اگر تم اس پر حملہ کرو تو زبان باہر نکالتا ہے اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو تو بھی زبان باہر نکالتا ہے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، لہٰذا یہ داستان لوگوں سے بیان کرو شاید وہ اپنے امور کے بارے میں غور وفکر کریں۔''

حجاب کا برطرف کرنا حضرت حق کی ملاقات کا مقدمہ:

یہ حجابات بہت خطرناک ہیں، کوشش کرنا چاہئے کہ حجابات کو بیچ سے ہٹادیا جائے اس لئے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کہ حضرت حق کے عنایات وفیوضات، سارے عالم میں وجود رکھتے ہیں، صرف پردوں کو چاک کرنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت کوئی چیز آپ کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہونا چاہئے تاکہ ان عنایات وفیوضات کو دیکھ سکیں۔ یا کوئی چیز آپ کے دل کے آگے نہیں ہونا چاہئے تاکہ انہیں درک کرسکیں، جو چیز ہماری نگاہ اور دل کے سامنے حائل ہوجاتی ہے وہ حجاب ہے۔

حجاب کا مفہوم واضح ہونے کے لئے اس مثال پہ دھیان دیجئے: فرض کیجئے ایک تیز مرکری ایک کمرے میں موجود ہے اور ظاہر ہے اس کمرے میں دروازہ، کھڑکی اور دیوار ہے کہ یہ دروازہ، کھڑکی اور دیوار حجاب اور حائل ہونے کی رو سے روشنی کو دوسرے کمروں میں جانے نہیں دیتے ہیں۔ البتہ تھوڑی روشنی دروازے اور کھڑکی کے راستے بغل کے کمرے میں داخل ہورہی ہے لیکن اس کی روشنی پہلے والے کمرے کے برابر نہیں، اگر ہم اس کے بعد والے کمرے میں جائیں تو بھی دیکھیں گے کہ وہ روشنی وہاں بھی پہونچی ہوئی ہے لیکن پہلی والی روشنی جیسی نہیں ہے کیونکہ وہ تیز مرکری پہلے والے کمرے میں واقع ہے، اسی وجہ سے زیادہ روشنی دوسرے کمروں میں نہیں پہونچ رہی ہے لیکن اگر مانع (دیواروں) کو ہٹادیں تو پھر دوسرے کمرے بھی پہلے والے کمرے کی طرح پورے طور پر روشن ہوجائیں۔

اگر اس سے بہتر مثال دینا چاہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ وہ مرکری سورج کے مانند ہے، ہم یہاں پر یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہم سورج سے بہت زیادہ فاصلے پر ہیں لہٰذا اس کی روشنی کچھ کم ہے، اگر سو میٹر اوپر چلے جائیں تو اس کی روشنی زیادہ ہوجائے گی، یہ بات بالکل بے معنی ہے، اس لئے کہ سورج اس قدر توانیت اور عظمت رکھتا ہے کہ سو یا ہزار میٹر سے اس کی روشنی میں کوئی تبدیلی آنے والی نہیں ہے، صرف ضرورت ہے کہ آپ پردوں کو ہٹادیں، آپ دیوار کے پیچھے دیکھ رہے ہیں، وہ دیوار جس میں صرف ایک چھوٹا سا دریچہ ہے تو کیا سورج کی ساری روشنی وہی ہے کہ جو آپ اس چھوٹے سے دریچے کے اندر سے دیکھ رہے

ہیں؟ نہیں بلکہ یہ نورِ خورشید کی بس ایک کرن ہے، اب اگر آپ دیوار کو ہٹادیں تو آپ کو نظر آئے گا ساری دنیا اس نور میں ڈوبی ہوئی ہے اور پھر آپ کو نور خورشید کی عظمت سمجھ میں آجائے گی۔

حجاب غفلت:

خدا سورہ اعراف میں فرماتا ہے: "وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ"۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۷۹) یقیناً ہم نے بہت سے جن وانس کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے کیونکہ ان کے دل ایسے ہیں کہ جن سے وہ معارفِ الٰہی کو سمجھتے نہیں، اوران کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے وہ حقائق اور حق کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں جن سے وہ خدا اور انبیاء کی باتوں کو سنتے نہیں، وہ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی معارف اور خدا کی نشانیوں سے غافل اور بے خبر ہیں۔

بعض اوقات ہماری آنکھیں ہوتی ہیں لیکن ہم دیکھتے نہیں، کان ہوتے ہیں لیکن سنتے نہیں، دماغ ہوتے ہیں لیکن ہم سمجھتے اور درک نہیں کرتے ہیں۔ واقعاً یہ کون سی ایسی چیز درمیان میں حائل ہوتی ہے کہ انسان نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، اور نہ سمجھتا ہے؟ خدا ان افراد کا اصلی حجاب، غفلت کو قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے: "أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ" یہ لوگ غافل ہوگئے ہیں۔ لہٰذا غفلت وہ پردہ ہے جو باعث بنتا ہے کہ انسان نہ دیکھ سکے، کون ہے جو تمہیں یہ بلب دیکھنے نہیں دیتا؟ کیا چیز ہے جو باعث بنی ہے کہ تم اس سورج کو نہ دیکھ سکو؟ پہلے ہم عرض کرچکے ہیں کہ مرکری کو نہ دیکھنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ آپ ایک بڑا سا پردہ لائیں اور مرکری کو ڈھانپ دیں بلکہ بس یہی کافی ہے کہ اپنی انگلی کا ایک بند اپنی آنکھوں کے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

سامنے کرلیں اُس وقت آپ دیکھیں گے کہ سورج اپنی ساری عظمت کے باوجود آپ کی نگاہوں سے پنہاں ہوگیا ہے اور آپ اسے نہیں دیکھ پارہے ہیں، اس بناء پر، بڑی آسانی سے بڑی بڑی چیزیں چھوٹے چھوٹے پردوں کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی ہیں۔

پردۂ پلک ایک بڑا مانع ہے بس کافی ہے کہ اس پلک کو آپ اپنی آنکھوں کے سامنے کرلیں، اس وقت آپ کو کچھ نظر نہ آئے گا، لہٰذا اسے آنکھوں کے سامنے سے ہٹانا اور پردہ کو اٹھانا ہوگا تاکہ آپ دیکھ سکیں، سننے اور سمجھنے کے لئے بھی یہی صورت حال ہے، ہمیں اپنے کان اور دل کے آگے سے چھوٹے چھوٹے پردے ہٹانا ہوں گے۔ تاکہ ہم سن اور سمجھ سکیں۔ خدا نے آنکھ دی ہے دیکھنے کے لئے، کان دیئے ہیں سننے کے لئے، اور دماغ دیا ہے سمجھنے اور درک کرنے کے لئے، لیکن یہ سب کے سب اُس منزل میں پہونچ جاتے ہیں دیکھ، سن یا سمجھ نہیں سکتے ہیں، خدا فرماتا ہے: یہ افراد غفلت کا شکار ہیں، غفلت یعنی خدا کو نہ دیکھنا کہ درحقیقت وہی خود بینی ہے اور خود بینی یعنی بس خود کو دیکھنا اور اگر کوئی صرف خود کو دیکھے اور خدا کو نہ دیکھے تو وہ کافر ہے۔

خود پرستی مکن خدای پرست
ورنہ بی شک از بت پرستانی

اے خدا پرست! خود پرستی نہ کر ورنہ بلاشبہ تو بت پرست قرار پائے گا۔

حجاب کے مقابل میں ایمان:

انسان کو چاہئے کہ خدا اور اس کے رسول پہ ایمان رکھتا ہو، ایمان اُسی وقت موجود ہوسکتا ہے جب کوئی حجاب نہ ہو اور صرف خدا کو دیکھتا ہو، اور جو انسان صرف خدا ہی کو دیکھتا ہے مومن ہے۔

خدا فرماتا ہے: ''یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا آمِنُوا ''۔ (سورۂ نساء آیت ۱۳۶) اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ۔ شاید آپ کہیں: خدا کیوں کہتا ہے کہ اگر ایمان لائے ہو تو ایمان لاؤ؟ کیا خدا یہ نہیں کہنا چاہتا ہے کہ ایمان کے بلند تر درجات اور مراتب ہیں اور تم ان بلند مراتب کو حاصل کرسکتے ہو، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خدا اور پیغمبر پر ایمان لائیں اور دل سے باور کریں تاکہ ہمارا ایمان مستحکم ہوجائے۔

خود بینی سب سے بڑا حجاب:

جو انبیاء کی باتوں کو سنتے نہیں، وہ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی خود کو دیکھنا سب سے بڑا حجاب ہے، وائے ہو اس شخص کے حال پر جو صرف خود کو دیکھتا ہے! اگر آپ اس شخص سے پوچھیں کہ یہاں پر کون ہے؟ وہ کہے گا بس میں ہوں، یہ شخص اندھا ہے اور اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہے، لیکن جو بینا ہوتا ہے وہ کہتا ہے: میں ہوں، تم بھی ہو، خود بینی ناقابل معافی گناہ ہے، البتہ دوسروں کو بھی دیکھنا غلط ہے، صحیح، درست اور مفید کاموں کو بس خدا کی طرف سے جاننا چاہیے۔

انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ بس خدا ہے اور دوسرے سب کے سب اُسی کے مظہر ہیں، انسان کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خلیفۃ اللہ ہے اور اسمائے حسنٰی اس کے وجود میں ودیعت کردیئے گئے ہیں۔ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کے اندر رحمت نے کس قدر تجلّی کی ہے تو یہ دیکھئے کہ آپ دوسروں پر کس قدر رحم کرتے ہیں۔ اگر آپ دوسروں پہ رحم نہ کریں تو آپ کو توقع نہیں رکھنا چاہئے کہ خدا آپ پر رحم کرے گا، اگر کسی کو جہنم میں لے جائیں اور وہ خدا سے کہے کہ مجھے توقع نہیں تھی کہ تو مجھے جہنم میں لے جائے گا، یعنی اسے رحمت خدا کی امید تھی، درحقیقت اس صفت نے اس میں تجلّی کی ہے اور اس تجلّی میں اُس شخص کی وسعت وجودی کے بقدر حجاب کا وجود نہیں تھا، لہٰذا اگر آپ نے روایات کے حوالے سے سنا ہے کہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

خدا قیامت میں اس شخص کو بخش دے گا تو تعجب نہ کریں۔

حجابوں کو دور کرنے میں الٰہی لطف وعنایت:

عارفِ واصل (خدارسیدہ) آقائے اسماعیل دولابیؒ فرماتے ہیں: آپ ایک تھیلی چاول کو تصور میں لائیے، چاول کے دانوں کا اُس تھیلی سے نکلنا جس میں ابتداءً ایک چھوٹا سا سوراخ ہوگیا ہے، بہت مشکل ہے لیکن تھیلی میں سوراخ ہوجانے کے بعد خود تھیلی کے دباؤ سے چاول بغیر کسی زحمت اور دباؤ کے باہر نکلنے لگتے ہیں۔ اس بناء پر اگر ایک چھوٹا سا حجاب ہٹادیا جائے تو رفتہ رفتہ سارے حجابات ہٹ جائیں گے۔

ہم مناجات شعبانیہ میں خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ہم پہ لطف کرے، مرحمت کرے اس سے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دل کی نگاہوں کو اپنے نور سے روشن کردے یہاں تک کہ نورانی حجابات حذف ہوجائیں چہ جائیکہ ظلمانی حجابات،

ہمیں اس مناجات سے سمجھ میں آتا ہے کہ حجاب، نورانی بھی ہوتا ہے، مثال کے لئے ''علم ومعرفت'' بہت خوب اور مفید ہیں۔ لیکن یہ کبھی کبھی ''حجاب اکبر'' میں تبدیل ہوجاتے ہیں، اگر آپ نے علم کو نہیں دیکھا یا صاحب علم کو نہیں دیکھا بلکہ صرف خود کو دیکھا تو یہی مفید چیزیں ''حجاب اکبر'' میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

حجابات کے سلسلے میں الگ الگ کیفیات:

بعض افراد کا کوئی ادّعا نہیں ہوتا ہے وہ ایک داستان سن کر منقلب ہوجاتے، گریہ کرنے لگتے، توسّل پیدا کرلیتے ہیں، اپنی نماز بہتر انداز میں پڑھنے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ، لیکن کچھ افراد ایسے بھی ہیں کہ نماز پڑھنے کے دوران ان کی توجہ صحیح نماز پڑھنے یعنی الفاظ کی صحیح ادائیگی یا ان کے معانی میں غور وفکر کرنے میں مصروف رہتی ہے اور خود پہ اتراتے اور کہتے ہیں: ہم نے اپنی نماز بغیر کسی غلطی کے پڑھی اب ان افراد سے پوچھنا

چاہئے کہ پھر تم کس وقت نماز پڑھتے اور حضرت حق سے کلام کرتے ہو؟!

نماز یعنی اُس کو دیکھنا، کلمات کے تلفظ یا ان کے معانی پہ توجہ رکھنا خود ایک حجاب ہے جسے برطرف ہونا چاہئے اور حجابات کو پارہ کرنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ خود کو خدا کے محضر میں ہونے کا احساس کریں۔

ائمہ معصومین علیہم السلام اس طرح خود کو حضرت حق کے محضر میں دیکھتے تھے کہ قرآن پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوجاتے تھے، امام جعفر صادق علیہ السلام نماز میں جب آیت ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' پہ پہونچتے تھے تو اس کی چند بار تکرار کرتے اور بیہوش ہوجاتے، جب ہوش میں آتے اور آپ سے اس کا سبب دریافت کیا جاتا تو فرماتے: جب میں اس آیت کو پڑھتا اور تکرار کرتا ہوں تو مجھے صاحب کلام کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور خدا کے بیچ کوئی حجاب وجود نہیں رکھتا تھا، انشاءاللہ خدا توفیق دے کہ حجابات برطرف ہوجائیں۔

نماز قائم کرنے کے وقت حجابات کا برطرف ہونا:

امام صادق علیہ السلام کی نماز کی بات درمیان میں آگئی، عرض یہ کرنا ہے کہ ایک اور سوال جو آیت اللہ بہجت کے محضر سے پوچھا گیا یہ ہے کہ اگر ہم خدا کے احکام بالخصوص نماز کے انجام دینے میں خضوع وخشوع اپنانا چاہیں تو ہمیں اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

آپ فرماتے ہیں: نماز پڑھتے وقت امام زمانہ علیہ السلام سے توسل کیجئے، یہ توسل آپ کے اندر خشوع وخضوع پیدا کردے گا۔

بڑی عجیب بات ہے! ایسا لگتا ہے کہ ساری چیز حجاب ہے، سوائے امام زمانہ علیہ السلام کے ہر کام میں مراتب کی رعایت ضروری ہے حتی کہ پانی پینے میں، اگر آپ پانی کو کسی برتن

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

جیسے گلاس وغیرہ میں یا اپنے ہاتھوں میں نہ لیں تو پانی پینا ممکن نہیں ہے۔

اگر انسان مراتب کا لحاظ نہ کرے تو یہ بات کسی صورت میں ممکن نہ ہو پائے گی، یہاں پہ امام زمانہ علیہ السلام بیچ میں آتے ہیں اور دستگیری کرتے ہیں، آپ غور کریں کہ جب ایک بچہ اپنے والد کے ساتھ کسی بزم میں آتا ہے تو سبھی اس کا احترام کرتے اور اس کا خیال رکھتے ہیں، درحقیقت وہ اس بچہ کا احترام کر کے اس کے والد کا احترام کرتے ہیں۔ اس بناء پر جو شخص خدا سے ہمکلام ہونا چاہتا ہے یعنی نماز پڑھنا چاہتا ہے اور خدا کی مہمانی میں شرکت کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے بڑے بزرگ کے ساتھ بزم میں حاضر ہو اور ائمہ علیہم السلام میں سے جو کہ ہمارے حقیقی باپ ہیں کسی ایک امامؑ سے توسل کرے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنَا وَعَلِي اَبَوا هٰذه الْاُمَّةِ ''میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں۔ جب ہم الٰہی لطف ورحمت سے مدد حاصل کریں گے تو یقیناً ہماری نماز بارگاہ احدیت میں قبول ہوگی، درحقیقت، خدا جو کہ مہربان ہے وہ ہماری نماز کو اہلبیت علیہم السلام کے احترام میں ساری کمیوں اور خامیوں کے باوجود اپنے لطف ومرحمت سے قبول کر لیتا ہے، امام علی نقی علیہ السلام زیارت جامعہ کبیرہ میں فرماتے ہیں: ''بِمُوَالَاتِكُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ'' آپ ائمہ علیہم السلام کی محبت کے واسطے سے فرض اطاعت (میری واجب نماز) قبول ہوتی ہے۔

حجابات کو چاک کرنے میں ہمارے یار ومددگار:

لہٰذا ہمیں جان لینا چاہئے کہ پردے امام علیہ السلام کے واسطے سے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور نماز قبول ہو جاتی ہے، واقعی عالم وہ ہے جو اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی حقیقی معرفت رکھتا ہو۔ ''من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة'' جو شخص مرجائے اس حال میں کہ اپنے امام زمانہ کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، وہی

شخص اپنی نماز میں اہلبیت سے متوسل ہو سکتا ہے جو ان کی معرفت اور شناخت رکھتا ہو اور اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے حاضر ہونے کو محسوس کرتا ہو۔

حضرت آیت اللہ بہجت کا یہ جملہ بہت ساری چیزوں کو واضح کر دیتا ہے، انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم اس کے معنی کو سمجھیں اور اس کی لذت کو درک کریں۔ جو چیز بحث نماز کے سلسلے میں بہت اہم اور قابل توجہ ہے وہ حضور قلب اور خشوع ہے کہ جو امام کے حضور کے ساتھ میسر آتا ہے جب آپ کوئی وزنی چیز زمین سے اٹھانا چاہتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ ظاہر ہے آپ چند آدمیوں کی مدد لیں گے، اب اگر ایک طاقتور آدمی آپ کے پاس ہو تو پھر آپ کو کوئی فکر نہیں ہوگی۔ جب آپ امام زمانہ علیہ السلام یا کسی اور امامؑ سے متوسل ہوتے ہیں تو پردے ہٹ جاتے ہیں اور نماز قبول ہو جاتی ہے، آقائے بہجت بھی یہی بات کہنا چاہتے ہیں، درحقیقت امامؑ کے حضور میں نماز پڑھنا چاہئے۔

نماز پڑھتے وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر ہونا:

کیا بات ہے؟ ہم جب نماز کے آخر میں کہتے ہیں: ''السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته، السلام علینا وعلیٰ عباد الله الصالحین، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته'' یعنی رسول خداؐ اور دیگر خدا کے نیک اور صالح بندے حاضر ہیں اور ہم ان کے محضر میں نماز پڑھتے ہیں اور اس انداز سے ان حضرات کو ضمیر حاضر السلام علیک، السلام علیکم، کی صورت میں سلام کرتے ہیں۔ (ک، کُم، پہلی واحد مذکر حاضر، اور دوسری جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: نماز وہ پہلی چیز ہوگی جس کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا۔ اگر وہ قبول ہے تو دوسری عبادتیں بھی قبول ہیں، اگر نماز اپنے وقت پر سفید اور نورانی حالت میں اپنے مالک کی بارگاہ میں جائے گی تو خدا تمہیں بھی قبول کرلے گا۔ کیونکہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

تم نے نماز کے آداب وشرائط کا احترام ملحوظ رکھا ہے۔ لیکن اگر نماز غیر وقت میں تیرہ تار حالت میں اپنے مالک کی بارگاہ میں جائے گی تو خدا تمہیں بھی تباہ کر دے گا، کیونکہ تم نے نماز کے آداب وشرائط کا احترام نہیں کیا ہے۔ا۔ (فروع کافی، ج/۳، ص/۳۰۰)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اس حال میں کہ دنیا کی کسی بات کا اس کے دل میں خیال نہ گزرے تو خدا اسے بخش دے گا۔۲۔ (ثواب الاعمال، ص/۴۴) اس بناء پر دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھئے تا کہ بخشے جائیے۔ ہمیشہ جب حالات بہت سخت ہو جاتے ہیں تو ہم اپنے حقیقی باپ کے پاس جاتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور علی اس امت کے باپ ہیں'' اس بنیاد پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علی علیہ السلام ہمارے واقعی باپ ہیں اور ہمیں چاہئے کہ سخت حالات میں ان سے توسّل کریں، اور چونکہ نماز کا قبول ہونا اور حضور قلب رکھنا بہت سخت ہے لہٰذا ان کے در پہ دستک دیں اور اُن سے مدد طلب کریں۔

نافلہ، نماز کی کمیوں کا تدارک کرتا ہے:

ابو حمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں: میں نے امام سجاد علیہ السلام کو دیکھا کہ نماز کی حالت میں عبا آپ کے دوشِ مبارک سے گر پڑی لیکن آپ نے عبا نہیں اٹھائی یہاں تک کہ آپ کی نماز تمام ہوگئی، بعد میں جب میں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا: وائے ہو تم پر! کیا نہیں جانتے کہ میں کس کے حضور میں کھڑا ہوا تھا؟ بندہ کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے مگر اس کی توجہ اور حضور قلب کے بقدر! میں نے کہا، آپ پر میری جان فدا ہو! تب تو ہم ہلاک ہوگئے۔ حضرتؑ نے فرمایا: نہیں، تم جو اتنا سخت سمجھتے ہو ایسا نہیں ہے، خدا تمہاری کمیوں کو نافلہ کے ذریعہ پورا کر دیتا ہے۔ (حضور قلب در نماز، ص/۳۱)

نافلہ کا کیا مطلب ہے؟ نافلہ کے معنی ہیں مستحب کام، نافلہ صرف مستحبی نماز ہی کو شامل

نہیں ہے، لہٰذا ہم جو کام بھی انجام دینا چاہیں اسے خدا کے حضور میں ہونا چاہئے اور نماز بکمال حضور ہے۔

حضرت آیت اللہ بہجت امام زمانہ علیہ السلام سے توسّل کرنے کو ایک طرح کا نافلہ مانتے ہیں، اسی طرح جب حضرت اسحاق دنیا میں آنے والے تھے تو فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور اسحاقؑ کے آنے کی انہیں بشارت دی، خدا سورہ انبیاء میں فرماتا ہے: ''وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ''۔ (سورہ انبیاء آیت ۷۲) ''ہم نے یعقوب واسحاق کے وجود کو نافلہ قرار دیا ہے، تو جب اسحاق ویعقوب، حضرت ابراہیمؑ کے لئے نافلہ ہیں تو امام زمانہ علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام بہ طریق اولی ہمارے لئے نافلہ قرار پائیں گے، آخری بات یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام سے متوسّل ہونا خضوع وخشوع کو بڑھا دیتا ہے، اور اگر ہم اپنا ہاتھ بزرگ ہستیوں کے ہاتھ میں دیدیں تو انشاء اللہ بلند تر درجات حاصل کرسکیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

چوتھی گفتار

انسان کی کمال طلبی اور کمال مطلق کی جانب اس کا سفر:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد وآله الطاهرين المعصومين.

عظیم المرتبت عارف حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت اپنے گہربار بیانات وہدایات کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اگر ہم خود کے اور اپنے کمال کے خواہاں ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خدا کے دوست ہوں اور اگر ہم خدا کے دوست ہیں تو لازم ہے کہ واسطۂ فیض یعنی نبیؐ و وصیؑ کے دوست ہوں، ورنہ یا تو ہم خود اپنے دوست نہیں ہیں یا خدائے واھب العطایا (بخششیں عطا کرنے والے خدا) کے دوست نہیں ہیں، یا وسائط فیض کے دوست نہیں ہیں۔'' (بہ سوئے محبوب، ص/۲۴)

آیت اللہ بہجت کے اس نورانی جملے سے جو مطالب سمجھ میں آتے ہیں وہ انسان کا کمال طلب ہونا اور وجود کامل یعنی خدائے رحمان تک پہونچنے کے لئے اس کا راہ میں ہونا ہے کہ آپ خدا تک پہونچنے کا ذریعہ، وسائطِ فیض اور حضرت کے نمائندوں اور خلفاء کو قرار دیتے ہیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

انسان کا کمال طلب ہونا:

"انسان کی کمال طلبی" ایک واضح بحث ہے جو آپ کے نورانی کلمات سے سمجھ میں آتی ہے۔ خدا قرآن میں نہ صرف یہ فرماتا ہے کہ انسان کمال طلب ہے بلکہ انسان کو کمال مطلق یعنی کامل ترین وجود کی مخلوق مانتا ہے اور چونکہ خالق، عین کمال مطلق ہے لہٰذا مخلوق ہمیشہ خالق کی سمت میں سیر وسفر کی حالت میں ہے۔ خدا نے یہ ساری باتیں ایک ساتھ بیان کی ہیں، یہ آیت ایک ذکر پہ مشتمل ہے جو بہت معروف اور مختصر ہے اور ہمیں چاہئے کہ اس ذکر کی بہت تکرار کریں حتیٰ کہ اس وقت بھی جب ہم تک کوئی بُری خبر پہونچتی ہے، افسوس کہ ہم یہ جملہ صرف کسی کی موت کی خبر سننے کے وقت ہی زبان پر لاتے ہیں جبکہ ہر پیش آنے والی مشکل اور مصیبت کے وقت اس ذکر شریف کو دہرانا چاہئے، قرآن فرماتا ہے: "إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ"۔ ا۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۶) ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور خدا کی طرف پلٹ کر جائیں گے، یہ آیت بتاتی ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں، تو کیا اللہ سے بلند تر کوئی کمال، وجود رکھتا ہے؟

وہ کمال مطلق ہے، اس آیت میں جو اہم نکتہ وجود رکھتا ہے یہ ہے کہ یہ آیت "إِنَّا" کہنے کے بعد لفظ جلالہ "اللہ" کا ذکر کرتی ہے، جب بزرگانِ دین لفظ "اللہ" کے معنی بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ "اللہ" یعنی ایسا وجود جو تمام صفات کمال کا جامع ہے، یعنی تم جو کمال بھی خود کے لئے چاہتے ہو اس کمال کا تعلق خدا سے ہے اور اس کا مالک، خدا ہے۔ صفات الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صفات جمالی (۲) صفات جلالی

اگر ہم صفات جمالیہ وجلالیہ کو ایک جگہ جمع کرنا چاہیں تو وہ سب کے سب لفظ مقدس "اللہ" میں جمع ہوتے ہیں، یہ آیت، کمال مطلق کے موضوع کی طرف اشارہ کرتی ہوئی

فرماتی ہے، ہم سب کے سب اُسی کے ہیں، اُسی کی ملکیت ہیں، اور اسی کی طرف۔ سیر وسفر کی حالت میں ہیں۔

کمال طلبی ایک فطری چیز ہے:

ایک بات جو ہم اس آیت سے سمجھ سکتے ہیں وہ انسان کا کمال طلب ہونا اور اس مسئلہ کا انسان کے وجود کے اندر فطری ہونا ہے کہ "فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عليها۔ ا۔ (سورۂ روم، آیت ۳۰) فطرت وہ خاص چیز ہے جس کی بنیاد پر انسان کو خلق کیا گیا ہے، وہ چیز ہے جو خود انسان کے اختیار میں نہیں ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہم کہیں: فطری امور، انسان کے اختیاری افعال کی طرح ہیں کہ اگر ہم چاہیں اور اسے انجام دیں تو وہ ہوجائے اور اگر وہ کام نہ کریں تو نہ ہو، کمال طلبی ایک ایسی خصوصیت ہے جس کا انسان کے عمل سے تعلق نہیں ہے، خدا نے اسے انسان کے وجود کے اندر قرار دیا ہے۔

اُن فطری امور میں سے ایک یہی ہے کہ "ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور خدا کی طرف پلٹ کر جائیں گے۔"

لیکن یہاں پہ ایک اشکال ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر سارے لوگ فطری طور پر خدا اور کمال کی جانب سیر وحرکت کر رہے ہیں تو پھر بہت سے افراد کیوں خدا کی سمت میں اصلاً نہیں چلتے ہیں، معاذ اللہ بہت سے لوگ تو خدا کو ہی نہیں مانتے ہیں؟ اس کے جواب میں عرض ہے کہ مشکل یہ نہیں ہے کہ ہم کمال کی جانب جانا پسند کرتے ہیں کیونکہ کمال کی جانب جانا ایک فطری امر ہے جسے خدا نے انسان کے وجود میں رکھ دیا ہے، لیکن بعض اوقات اس کمال کے سلسلہ میں ہم اشتباہ کے شکار ہوجاتے ہیں، انسان کو معرفت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا چیز کمال ہے اور کون سی چیز کمال نہیں ہے، انسان کو چاہئے کہ شناخت پیدا کرے کہ کیا چیز کمال مطلق ہے تا کہ اس کی طرف حرکت کرے، مثال کے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

طور پر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کمال اور ترقی، پیسہ حاصل کرنے میں ہے لہٰذا اسی سمت میں جاتے ہیں اوراس قدر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں کہ اسے حاصل کر لیتے ہیں۔

افسوس کہ ہم کمال کی اپنے خیال میں تصویر بناتے ہیں اور جب ہماری معرفت اس حد میں پہونچ جاتی ہے تو اس چیز کی جانب آگے بڑھتے ہیں اور یہ بڑھنا اس چیز کی طرف، طبیعی اور فطری امر ہے۔

کمال طلبی، باعث محبت ہوتی ہے:

آپ کو جان لینا چاہئے کہ صرف اُسی کے ہیں "اِنّا لِلّٰه" اگر یہ موضوع درست ہوجائے تو اس کے پیچھے وہی بات آئے گی جو آقائے بہجت فرماتے ہیں: "اگر تم اپنے کمال کے خواہاں ہوتو کمال مطلق کی جانب بڑھو، اوراس کام کے لئے ہمیں خدا کا دوست ہونا پڑے گا۔"

ایک دوسرا نکتہ جس کی طرف وہ اشارہ فرماتے ہیں: یہ ہے کہ اس حرکت کا باعث کیا ہے؟ محبت، اس حرکت کا باعث ہے اگر ہم محبت کے ساتھ آگے بڑھیں تو بہت ساری چیزیں ہمارے ہاتھ آسکتی ہیں، بعض اوقات محبت اس حد کو پہونچ جاتی ہے کہ بعض عیوب جنہیں سبھی تسلیم کرتے ہیں اسے حسن نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر جب کوئی عاشق ہوجاتا ہے تو آنکھ اس کی اندھی ہوجاتی ہے۔ آنکھ اور کان اس کے بند ہوجاتے ہیں، کچھ لوگ بڑی محنت ومشقت کرتے ہیں کہ ان افراد کے حوصلے اپنی باتوں سے پست کردیں جو ولائی اور دینی مسائل میں سرمست ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ ان سے کچھ بن نہیں پڑرہا ہے تو کہتے ہیں کہ "ان افراد کے دماغ کو دھودیا گیا ہے ان سے جو بات کہی جاتی ہے وہ اپنی ہی بات کہے جاتے ہیں" یہ بات وہی کہتا ہے جو کُنہِ حقیقت تک پہونچ نہیں سکا ہے ورنہ وہ چیز کہ جس سے اس قدر عقیدت، استحکام اور پائیداری جھلکتی ہے وہ محبت ہے، لہٰذا ہمیں محبوب کو ڈھونڈھنا ہوگا اوراس سے اس قدر عشق رکھنا ہوگا کہ اس کے سوا نہ ہم کچھ دیکھ سکیں، اور نہ کچھ سن سکیں۔

اب تو ہم سمجھ گئے کہ خدا کمال مطلق ہے، ہمیں اس کی جانب سیر وحرکت کرنا چاہئے، اور اس کمال مطلق کے کچھ اعوان وانصار ہیں کہ وہ بھی ہمارے محبوب ہوجائیں گے، حضرت آقائے بہجت فرماتے ہیں: اگر ہم خدا کے دوست ہیں تو ہمیں نبی ووصی کا دوست بھی ہونا پڑے گا جو کہ وسائط فیض ہیں۔

محبت الٰہی کو پاک اور خالص ہونا چاہئے:

کمالِ مطلق کی جانب سیر وحرکت کے لئے ہمارے اندر ایک خاص خصوصیت کا ہونا ضروری ہے اور وہ خصوصیت، طہارت، پاک وخالص ہونا اور لطیف ہونا ہے، جو شخص ان خصوصیات کا حامل ہو اسے "طاہر" کہیں گے۔ اب اگر حضرت حق (خداوندعالم) کے علاوہ ادنیٰ مراتب میں ہمیں ایک مصداقِ خارجی مل جائے تو ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اُس کی طہارت کس حد اور منزل میں ہے۔ اور اگر کوئی چیز طاہر، پاک اور خالص ہوتو فطرتاً وہ دوست رکھنے کے قابل ہے۔

خدا فرماتا ہے: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا"۔ (احزاب، آیت ۳۳) "إِنَّمَا" یعنی صرف اور صرف یہی خاندان ہے جس کی طہارت وپاکی اس درجہ بلند ہے کہ وہ ہر رِجس اور پلیدی سے دور ہے، لہٰذا اگر ہم خدا سے محبت کا اظہار کرنے میں سچے ہیں تو ہم ہر طاہر اور پاک کو دوست رکھتے ہیں، جو ادنیٰ مراتب میں واقع ہیں انہیں بھی دوست رکھتے ہیں، اور جو کمال کے مراتب میں واقع ہیں انہیں بھی درجہ بدرجہ دوست رکھتے ہیں، اور حضرت آقائے بہجت اسی نکتہ کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اگر پیغمبر اکرمؐ، حضرت علیؑ اور امام زمانہؑ کو ہم دوست نہ رکھتے ہوں تو یا تو ہم خود اپنے دوست نہیں ہیں یا واهب العطایا (بخششیں کرنے والے اللہ) کے دوست نہیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم جھوٹ بولتے ہیں کہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

محبت کے درجات ومراتب:

سوال یہ ہے کہ اگر ہم خدا کو دوست رکھنا چاہتے ہیں تو کیا ضروری ہے کہ نیچے کے مراتب کو بھی دوست رکھیں؟ قرآن میں آیا ہے کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہاری محبت کو مصداقوں میں اور نیچے کے مراتب میں تجلّی کرنا چاہئے، کیونکہ نیچے کے مراتب کے ساتھ اظہار محبت، اُس ارادت ومحبت کے سچے ہونے کی نشانی اور علامت ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے: اے اللہ کے رسول! ان سے کہئے کہ اگر تم سچ کہتے ہو کہ خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، کیونکہ پیغمبر خدا کی پیروی خدا سے محبت رکھنے کی پہچان ہے: "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"۔ (سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

حضرت آدم کی داستان خلقت میں، ملائکہ نے کہا: خدایا! ہم تجھے دوست رکھتے ہیں، ان سے کہا گیا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو حضرت آدم کا سجدہ کرو، یہاں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی خدا کو دوست رکھتا ہے تو اسے واسطوں کو بھی دوست رکھنا ہوگا ورنہ سچ اور جھوٹ کی تمیز نہ ہو پائے گی، اس واقعہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان کی محبت ودوستی میں حقیقت نہیں تھی، اس نے خلیفۂ خدا کا سجدہ نہیں کیا اور پتہ چل گیا کہ وہ گروہ کافرین میں سے تھا۔

جو لوگ پیغمبرؐ اور امامؑ کو دوست رکھتے ہیں، انہیں مراجع تقلید کو بھی دوست رکھنا ہوگا جو کہ نبیؐ وامامؑ کی بہ نسبت نیچے کے مدراج ومراتب میں واقع ہیں، کیا ایسا ممکن ہے کہ انہیں دوست نہ رکھا جائے اور پھر ادّعا کیا جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں، امام زمانہ علیہ السلام اپنی ایک توقیع مبارک میں فرماتے ہیں: "اما الحوادث الواقعة فارجعوا الی رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجة الله"۔ (وسائل الشیعہ، ج/۱۸، باب ۱۱) نئے پیش آنے والے مسائل میں ہماری احادیث کے روایت کرنے والوں کی طرف رجوع کرو کہ وہ تم پر

میری حجت ہیں اور میں خدا کی حجت ہوں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: "اگر تم ہماری زیارت کو نہ آسکو تو ہمارے نیک پیرو کاروں کی زیارت کو چلے جاؤ"۔ا۔ (وسائل الشیعہ، ج/۱۰، ص/۵،)

آپ دیکھیں کہ مرتبہ اور درجہ کتنا نیچے آگیا۔ اگر ہم بتانا چاہتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں تو چاہئے کہ غیبت کے زمانے میں ان کے نائبین کی طرف رجوع کریں ان کی پیروی کریں اور ان کی ہدایات پر عمل کریں، لہٰذا ہمیں مراجع تقلید کو دوست رکھنا ہوگا جو کہ امام زمانہ علیہ السلام کے نائب ہوتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے اگر تم رسول اللہ کو دوست رکھتے ہو تو ان کے اہل بیتؑ کا بھی احترام کرو پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں سوائے اس کے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت اختیار کرو۔ "قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ"۔ (سورہ شوریٰ، آیت ۲۳) تو آپ نے دیکھا کہ اونچے مراتب کو دوست رکھنے کے لئے نیچے مراتب کو بھی دوست رکھنا ضروری ہے، تو ایسا دعوائے محبت غیر یقینی ہے اگر ہم کسی کو دوست رکھتے ہیں تو اس کے بچوں کو بھی دوست رکھنا لازم ہے، فرض کریں ایک شخص مولا کے ایک محبوب اور عزیز کو مار ڈالے اور پھر کہے: آقا! میں آپ کو بہت دوست رکھتا ہوں، تو ایسی ارادت اور محبت غیر ممکن ہے، انسان چونکہ خود کو دوست رکھتا ہے تو یہی خود کو دوست رکھنا اسے کمال طلبی اور کمال مطلق تک پہونچا دیتا ہے، اسے محمد وآل محمد علیہم السلام کی محبت ودوستی تک پہونچا دیتا ہے، اور یہ بات بزرگانِ دین کے ہدایات میں دیکھی گئی ہے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

شیعوں کا ایک بنیادی عقیدہ:

تولاّ یعنی ائمہ علیہم السلام کو دوست رکھنا لیکن صرف ائمہؑ کو دوست رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ سلمان فارسی اور ابوذر کو بھی دوست رکھنا ہوگا کیونکہ خود ائمہؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارے چاہنے والے وہ لوگ ہیں جو ہمارے اطاعت گذار اور ارادتمند ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو تمام لوگوں پر ہمارا سایہ اور محبت ہیں، لہٰذا انہیں دوست رکھنا لازم ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کو دوست رکھنا ضروری ہے جو اپنے وجود میں فیض کا کوئی مرتبہ اور منزلت رکھتے ہیں، کیونکہ ہم کمال مطلق کی تلاش میں ہیں اور ہم نے عرض کیا کہ کمال کے درجات، مراتب اور زینے ہوتے ہیں۔

سچی محبت کی پہچان:

حضرت آقائے بہجت کا بحث ''محبت'' کے سلسلے میں ایک اور جملہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں: سچی محبت یہ ہے کہ اس میں مخالف کی محبت نہ ہو، جو کوئی بھی چودہ معصومین علیہم السلام سے محبت رکھتا ہوگا اس کا معاملہ تمام ہے۔ (یعنی اس کا مسئلہ حل ہے) بس شرط یہ ہے کہ اُس کی محبت سچی اور واقعی ہو۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۴۷)

ہمیں اپنی محبت میں صداقت رکھنے کی ضرورت ہے، ہرگز تولا نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ تبرّا نہ ہو، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم ائمہؑ کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان کے مخالفین سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سچے نہیں ہیں۔

خدا سورۂ احزاب میں فرماتا ہے: ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِه''۔ (سورہ احراب، آیت۴) ۔ہم نے ہر انسان کے وجود میں ایک دل بنایا ہے۔

اب اگر اس دل میں خدا کی محبت موجود ہو تو محبوب کے دوست بھی ایک ایک کر کے اس

میں آئیں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر شخص جس چیز کو دوست رکھتا ہے اسی کے ہمراہ ہوتا ہے۔'' (بحار الانوار، ج/۱۷، ص/۱۳)

بعض روایات میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کو دوست رکھتا ہوگا تو اسی پتھر کے ساتھ محشور ہوگا، یہ دیکھئے کہ آپ کس چیز سے محبت رکھتے ہیں پھر جان لیجئے کہ آپ کی قیامت اسی چیز کے ساتھ قائم ہوگی، ہمیں دھیان رکھنا ہوگا کہ ہم کس کے ساتھ ہیں اور ہمارا دل کس کے پیچھے بھاگ رہا ہے، اگر آپ کو اس وقت کوئی سختی نظر آرہی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے آپ کو بس اس بات کا خیال رہے کہ وہ محبوب کامل ہو۔ عزیز، پاک اور طاہر ہو، اہلبیت علیہم السلام سے ہو وغیرہ، اس بناء پر جتنی سختیاں آپ اٹھا رہے ہیں بجا ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

محبت سب سے بڑا سرمایہ ہے:

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: مولا! میں بہت نادار ہوں، آپ میری مدد کیجئے، آنحضرتؑ نے فرمایا: تم بہت غنی ہو! اُس شخص نے کہا: نہیں! آنحضرتؑ نے فرمایا: تم مالدار ہو! وہ شخص امام کو امام مانتا تھا اور امام معصوم کے عنوان سے آپ کا مطیع و فرمانبردار تھا فکر میں ڈوب گیا کہ ہو نہ ہو میرے پاس کچھ ہے ضرور، مثلاً میرے پاس پیسے ہوں اور میں انہیں بھول گیا ہوں، یا کہیں سے کوئی میراث مجھے ملی ہو اور میں اس سے بے خبر ہوں، کہنے لگا: مولا! اگر کہیں پر کوئی پیسہ، ملکیت و باغ وغیرہ جیسی چیز میں رکھتا ہوں اور اس سے بے خبر ہوں تو آپ مجھے بتائیے، آنحضرتؑ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہی ہماری محبت جو تمہارے دل میں ہے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ فرض کیجئے کہ امام نے فرمایا: سو دینار (اشرفی) میں، اس شخص نے عرض کیا: نہیں مولا! میں اسے نہیں بیچ سکتا، کیا آپ کی محبت کو بیچا جاسکتا ہے؟! امامؑ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں وہ آدھی

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

شیعوں کا ایک بنیادی عقیدہ:

تولاّ یعنی ائمہ علیہم السلام کو دوست رکھنا لیکن صرف ائمہؑ کو دوست رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ سلمان فارسی اور ابوذر کو بھی دوست رکھنا ہوگا کیونکہ خود ائمہؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارے چاہنے والے وہ لوگ ہیں جو ہمارے اطاعت گذار اور ارادتمند ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو تمام لوگوں پر ہمارا سایہ اور محبت ہیں، لہٰذا انہیں دوست رکھنا لازم ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کو دوست رکھنا ضروری ہے جو اپنے وجود میں فیض کا کوئی مرتبہ اور منزلت رکھتے ہیں، کیونکہ ہم کمال مطلق کی تلاش میں ہیں اور ہم نے عرض کیا کہ کمال کے درجات، مراتب اور زینے ہوتے ہیں۔

سچی محبت کی پہچان:

حضرت آقائے بہجت کا بحث ''محبت'' کے سلسلے میں ایک اور جملہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں: سچی محبت یہ ہے کہ اس میں مخالف کی محبت نہ ہو، جو کوئی بھی چودہ معصومین علیہم السلام سے محبت رکھتا ہوگا اس کا معاملہ تمام ہے۔ (یعنی اس کا مسئلہ حل ہے) بس شرط یہ ہے کہ اُس کی محبت سچی اور واقعی ہو۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۴۷)

ہمیں اپنی محبت میں صداقت رکھنے کی ضرورت ہے، ہرگز تولا نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ تبرّا نہ ہو، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم ائمہؑ کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان کے مخالفین سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سچے نہیں ہیں۔

خدا سورۂ احزاب میں فرماتا ہے: ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ''۔ (سورہ احزاب، آیت ۴) ۔ہم نے ہر انسان کے وجود میں ایک دل بنایا ہے۔

اب اگر اس دل میں خدا کی محبت موجود ہو تو محبوب کے دوست بھی ایک ایک کر کے اس

میں آئیں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر شخص جس چیز کو دوست رکھتا ہے اسی کے ہمراہ ہوتا ہے۔'' (بحار الانوار، ج/۷۱، ص/۱۳)

بعض روایات میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کو دوست رکھتا ہوگا تو اسی پتھر کے ساتھ محشور ہوگا، یہ دیکھئے کہ آپ کس چیز سے محبت رکھتے ہیں پھر جان لیجئے کہ آپ کی قیامت اسی چیز کے ساتھ قائم ہوگی، ہمیں دھیان رکھنا ہوگا کہ ہم کس کے ساتھ ہیں اور ہمارا دل کس کے پیچھے بھاگ رہا ہے، اگر آپ کو اس وقت کوئی سختی نظر آرہی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے آپ کو بس اس بات کا خیال رہے کہ وہ محبوب کامل ہو۔ عزیز، پاک اور طاہر ہو، اہلبیت علیہم السلام سے ہو وغیرہ، اس بناء پر جتنی سختیاں آپ اٹھا رہے ہیں بجا ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

محبت سب سے بڑا سرمایہ ہے:

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: مولا! میں بہت نادار ہوں، آپ میری مدد کیجئے، آنحضرتؑ نے فرمایا: تم بہت غنی ہو! اُس شخص نے کہا: نہیں! آنحضرتؑ نے فرمایا: تم مالدار ہو! وہ شخص امام کو امام مانتا تھا اور امام معصوم کے عنوان سے آپ کا مطیع و فرمانبردار تھا فکر میں ڈوب گیا کہ ہو نہ ہو میرے پاس کچھ ہے ضرور، مثلاً میرے پاس پیسے ہوں اور میں انہیں بھول گیا ہوں، یا کہیں سے کوئی میراث مجھے ملی ہو اور میں اس سے بے خبر ہوں، کہنے لگا: مولا! اگر کہیں پر کوئی پیسہ، ملکیت و باغ وغیرہ جیسی چیز میں رکھتا ہوں اور اس سے بے خبر ہوں تو آپ مجھے بتائیے، آنحضرتؑ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہی ہماری محبت جو تمہارے دل میں ہے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ فرض کیجئے کہ امام نے فرمایا: سو دینار (اشرفی) میں، اس شخص نے عرض کیا: نہیں مولا! میں اسے نہیں بیچ سکتا، کیا آپ کی محبت کو بیچا جا سکتا ہے؟! امامؑ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں وہ آدھی

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

محبت خریدنے کو تیار ہوں، اس شخص نے کہا: نہیں مولا! اگر آپ مجھے ساری دنیا دے دیں پھر بھی میں اسے نہیں بیچوں گا، اس وقت امامؑ نے فرمایا: تمہارے پاس کیا چیز ہے کہ تم اسے ساری دنیا کے عوض بیچنے کو تیار نہیں ہو؟

محبت اعمال کا سرچشمہ:

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک صحابی آپ کی خدمت میں پہونچے آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا: اے صفوان! تمہارے زیادہ تر کام ٹھیک ہیں اور میں ان سے راضی ہوں لیکن تمہارا ایک کام مجھے پسند نہیں ہے۔ صفوان نے عرض کیا: میرا کون سا کام آپ کو پسند نہیں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: تم نے ہارون رشید کو اپنے اونٹ کرایہ پر کیوں دے رکھے ہیں؟

صفوان عرض کرتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے صرف اپنے اونٹ اسے کرایہ پر دیئے ہیں تاکہ وہ خانۂ خدا کی زیارت پر جائے میں خود اس کے ساتھ نہیں جا رہا ہوں، البتہ اپنے غلاموں کو اس کے حوالے کر دیا ہے تاکہ وہ اونٹوں کی نگرانی کرتے رہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا: اے صفوان! کیا تم اس کو دوست رکھتے ہو کہ جب تک اس سے کرایہ وصول نہ کر لو وہ زندہ رہے؟ عرض کیا: جی ہاں! امامؑ نے فرمایا: جو کوئی ان کے زندہ باقی رہنے کا خواہاں ہوگا وہ انہیں میں سے شمار ہوگا، تم دوست رکھتے ہو کہ اپنے فائدے کے لئے وہ باقی رہیں تاکہ تمہیں اپنا پیسہ مل جائے۔ اور اسی قدر جو تم چاہتے ہو کہ وہ زندہ رہیں تو تم انہیں میں سے ہو اور جو کوئی ان میں سے ہوگا وہ جہنم والوں میں سے ہوگا۔

صفوان، امامؑ کے متوجہ کرنے سے متوجہ ہو گئے اور اپنے اس عمل سے بہت ناخوش ہوئے اور بہت جلد اپنے سارے اونٹ بیچ ڈالے اور جب مامون اونٹ لینے کے لئے آیا تو صفوان نے اس سے کہا کہ میں نے سارے اونٹ بیچ دیئے ہیں۔ وہ سب بھی سمجھ گئے کہ

صفوان نے اس لئے ایسا کیا ہے تاکہ اپنے اونٹ انہیں کرایہ پر نہ دینا پڑیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: سچی محبت یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی مخالفت اور کھوٹ محبوب کے ساتھ نہ ہو۔

سچی محبت کے اظہار میں ایک کامل نمونہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام، خلیل اللہ (اللہ کے دوست) ہیں، آپ کچھ عرصہ شہر حلب میں مقیم تھے، چونکہ آپ کے پاس کچھ بکریاں تھیں اور جمعہ جمعہ آپ ان کا دودھ دوہتے اور فقراء کو دیتے تھے لہٰذا اس علاقہ کو حلب (دودھ دہنا) کہا جانے لگا، اب فرشتوں نے عرض کیا: ابراہیم جو یہ عمل کر رہے ہیں تو واضح ہے کہ خدا بھی انہیں دوست رکھتا ہے، اور دوسری طرف سے چونکہ ان کے پاس اتنی ساری نعمت وثروت ہے لہٰذا فطری بات ہے کہ وہ بھی خدا کو دوست رکھتے ہیں، تو ان کا دوست رکھنا کوئی ہنر نہیں ہے، یعنی جس کے پاس بھی نعمت وثروت ہو وہ فطری طور پر خدا کو دوست رکھتا ہے۔

جب فرشتوں نے یہ خیال کیا تو اللہ سبحانہٗ نے بھی انہیں بتا دینا چاہا کہ ابراہیم اس کے واقعی دوست ہیں۔ اور وہ مال دنیا کی خاطر اسے دوست نہیں رکھتے ہیں بلکہ ابراہیم، جمال حق کے شیدائی ہیں، چنانچہ جبرئیل کو حکم دیا کہ انسانی شکل میں ان کے پاس جائیں، جبرئیل آئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر ان اسمائے الٰہی کو زبان پر دہرانا شروع کر دیا: ''سبوح قدوس رب الملائکة والروح''

حضرت ابراہیمؑ جو کہ تنہا تھے اور ان کے علاوہ کوئی اور مسلمان نہ تھا جب ان کلمات کو سنا تو جبرئیل کے قریب گئے اور بولے۔ یہ جملہ جو تم نے اپنی زبان پہ جاری کیا ہے اس سے میرا دل مدہوش ہو گیا اگر ایک دفعہ اور ان پیارے کلمات کو جاری کر دو تو میں اپنی آدھی بکریاں تمہیں دے دوں، جبرئیل نے ان کلمات کو دہرایا اور حضرت ابراہیمؑ بیہوش ہو گئے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

جب ہوش میں آئے تو جبرئیل سے کہا اگر ایک بار اوران کلمات کو دہرادو تو میں اپنی ساری بکریاں تمہیں دے دوں، جبرئیل نے بھی دہرایا،اب تیسری دفعہ کیلئے جو حضرت ابراہیم کے پاس کوئی بکریاں نہیں رہ گئیں تو جبرئیل سے کہا اگر ایک بار اور دہرادو تو میں تمہارا غلام ہوجاؤں۔اب جبرئیل حضرت ابراہیم سے خطاب کر کے کہتے ہیں: آپ خلیل اللہ ہیں آپ وہ ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اورآپ کے دل میں نہیں ہے۔

محبوب کا امتحان اور آزمائش لینا:

آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: جس کے دل میں چودہ معصومین علیہم السلام کی محبت ہو اس کا معاملہ صاف اورتمام ہے،بس اتنا لازم ہے کہ یہ محبت سچی اور خالص ہو،وہ حضرات بھی یہ جاننے کے لئے کہ تمہاری محبت سچی ہے تمہارا امتحان لیتے ہیں،البتہ ہر شخص کا اس کی ظرفیت کے بقدر ہی امتحان لیتے ہیں،مثلاً حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کو دیکھئے کہ کربلا کے میدان میں کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنے کے باوجود ابن زیاد ملعون نے جب آپ سے خطاب کر کے کہا: تم نے دیکھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا سلوک کیا: تو آپ نے فرمایا: ''مَارَاَیتُ مِنۃُ اِلَّا جَمِیلاً'' میں نے اس کی جانب سے سوائے خیر وخوبی کے کچھ نہ دیکھا۔آنجنابؑ نے کلمات کے اظہار تک میں بھی محبت الٰہی کو نظر میں رکھا چہ جائیکہ عمل اور اقدام کی منزل میں۔

البتہ حضرت زینب کبریٰؑ کربلا میں زینب کبریٰ نہیں ہوئیں بلکہ آپ آغاز ولادت ہی سے ایک خاص شخصیت کی مالک تھیں،روایت میں ہے کہ آپ بچپنے میں

ایک روز امیر المومنینؑ کی آغوش میں بیٹھی تھیں۔آنحضرتؑ سے پوچھتی ہیں: بابا جان! آپ مجھے دوست رکھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہاں، پھر پوچھتی ہیں۔ میرے بھائیوں کو بھی دوست رکھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہاں، حسن وحسین کو بھی

دوست رکھتا ہوں ، پھر پوچھتی ہیں: میری ماں حضرت فاطمہ زہراؑ کو دوست رکھتے ہیں؟ خلاصہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے پوچھتی جارہی ہیں کہ رسول خداؐ اور خدا کو بھی دوست رکھتے ہیں؟ جب آنحضرتؑ آپ کے تمام سوالات کا جواب دے لیتے ہیں تو حضرت زینبؑ پوچھتی ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ خدا کو بھی دوست رکھتے ہیں اور ہمیں بھی، دل میں ایک ہی کی جگہ ہے ،لہذا آپ کو ایک ہی کو دوست رکھنا چاہئے۔

حضرتؑ فرماتے ہیں: ہمارے بچے ہمارے پارۂ تن ہیں اور میں خدا کی خاطر تمہیں دوست رکھتا ہوں، جناب زینبؑ اپنے پدر بزرگوار کے ارشاد کے بعد فرماتی ہیں: بابا جان تو پھر آپ اپنی محبت اور دوستی کو خالص اللہ کے لئے رکھئے اور اپنی شفقت ومہربانی کو ہم پر نثار کیجئے۔

روایت میں آیا ہے کہ اس دن کے بعد سے حضرت علی علیہ السلام جناب زینبؑ کو ایک دوسرے انداز سے دیکھنے لگے۔جناب زینبؑ کے کلمات اس سے کہیں زیادہ بامعنی ہیں کہ ہم اسے ایک جلسہ (نشست) میں بیان کرسکیں،خدا نے کسی کے وجود کے اندر دو دل نہیں بنائے ہیں،لہذا اسے محمدؐ وآل محمدؐ اور حضرت حق کی محبت کے لئے مخصوص رکھنا چاہئے۔انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم اس خاندان پاک کی محبت کو درک کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

پانچویں گفتار

توبہ اور درگاہِ احدیت میں پلٹ کر آنا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد و آله الطاهرين المعصومين.

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبط اکبر، کریم اہلبیتؑ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی ہم پیشگی مبارکباد پیش کرتے ہیں، انشاء اللہ آنحضرتؑ کی برکت سے اللہ سبحانہٗ کا جودوکرم ہمارے شامل حال ہو اور ہمیں کوئے خالق سے آشنا کردے۔

گناہوں کے بُرے اثرات:

حضرت آیت اللہ بہجت کے سلسلۂ بیانات کو جاری رکھتے ہوئے ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: میں کیسے پاک اور طاہر ہوسکتا ہوں جبکہ پہلے میں گناہانِ کبیرہ کی انجام دہی میں مبتلا رہ چکا ہوں، میں کس طرح سے گذشتہ گناہوں کے بُرے اثرات سے خود کو دور کرسکتا ہوں؟

یہ سوال عام طور سے لوگوں کے لئے پیش آتا ہے، اگر آپ خوب غور کریں تو آپ کو نظر

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

آئے گا کہ گناہ کا مسئلہ بہت سارے انسانوں کے لئے پیش آتا ہے۔ درحقیقت گنہگاروں کا دائرہ چھوٹا نہیں ہے اگر آپ نے دیکھا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ گنہگاروں کو اس اس طرح بخشا جائے گا، ان پر لطف وکرم کیا جائے گا تو آپ خودکو سپر بلا نہ بنائیں، جرم الٰہی کا دفاع کرنے کے عنوان سے خدا کے بخشنے کے لئے شرط اور قانون وضع نہ کریں اور ہر لطف ورحمت کے نازل ہونے کے لئے ایک ہزار ایک مقدمہ اور مؤخرہ تیار نہ کریں، کیونکہ خدا تمہارے ساتھ انہیں شرطوں کے ساتھ معاملہ کرسکتا ہے۔

ہمارے ذہن میں یہ بات رہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا ارحم الراحمین ہے تو سب کے لئے ہے۔

ایک بزرگ عالم دین کے بقول کہ شب قدر میں دعا کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خدایا! سارے چوروں کو بخش دے اس دعا کے بعد کچھ لوگوں نے بہت آہستہ آمین کہی اور کچھ نے تو آمین کہی ہی نہیں، اس کے بعد ان جناب نے فرمایا: میرے عزیزو! تم جو اپنی صبح کی نماز قضا کرتے ہو تو اپنی نماز مارتے ہو، تم جو بُری نیت رکھتے ہو وغیرہ وغیرہ تو تم سب کے سب چور ہو، تم نے یہ سمجھا کہ چور بس وہی ہے جو لوگوں کی دیوار پھلانگتا ہے اور گھروں میں جا کر چوری کرتا ہے، لہٰذا ڈرو نہیں اور آمین کہو، تم اپنے ہی لیے آمین کہہ رہے ہو اور خود کے لئے ہی مغفرت طلب کر رہے ہو۔

آیئے ہم خود کو دنیا کے اچھے لوگوں میں شمار نہ کریں اب اس مختصر توضیح کے بعد یہ سوال سامنے آتا ہے کہ کس طرح سے گناہان کبیرہ سے دستبردار ہوا جا سکتا ہے؟

توبہ، واحد راستہ:

ہم گناہوں میں مبتلا ہو چکے ہیں، لیکن پشیمان ہیں اور چاہتے ہیں کہ گناہ کے برے اثرات ہمارے وجود سے پاک ہو جائیں، روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی اپنے گناہوں سے

توبہ کرتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔" (نہج الفصاحۃ، حضرت رسول اکرمؐ کے مختصر کلمات)

حضرت آیت اللہ بہجت اس سلسلے میں فرماتے ہیں: ضروری ہے کہ ہم حقیقی توبہ کو اس کے تمام لوازمات کے ساتھ عملی بنائیں تاکہ گناہوں کے اثرات بالکل برطرف ہو جائیں"۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۸۱)

بعض افراد سے گناہ اور بدعملی سرزد ہوتی ہے لیکن جب وہ توبہ کر لیتے اور اللہ سبحانہٗ کی درگاہ میں پلٹ آتے ہیں تو درحقیقت، وہ اس روز کے مانند ہو جاتے ہیں کہ جیسے ان سے کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہوا ہو۔

ہم اس سلسلے میں سامنے کی مثالیں پیش کر رہے ہیں تاکہ عقلی مفاہیم کو سمجھ سکیں، مثال کے طور پر آپ کے پاس ایک چینی یا شیشے کا برتن ہو لیکن وہ غلطی سے آپ کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ جائے تو شاید اس کے ٹکڑوں کو جوڑا جا سکے، لیکن کوئی اس برتن کو ہاتھ لگانا پسند نہیں کرے گا، اس برتن سے پانی نہیں پینا چاہے گا۔ خود آپ بھی اس برتن میں کھانا پسند نہیں کریں گے، یہ آپ کے لئے ناگوار ہوگا کیونکہ اس میں جراثیم جمع ہو چکے ہوں گے، اور جہاں جراثیم ہوں وہ شیطان کی جگہ ہوتی ہے، لیکن اگر یہی صاحب، کارخانہ والے کے پاس چلے جائیں اور ٹوٹا ہوا برتن اس کے حوالے کر دیں اور وہ دوبارہ انہیں ٹکڑوں سے ایک دوسرا برتن تیار کر کے ان صاحب کے ہاتھ میں دے دے تو پھر ہم اس کے ساتھ کیا رویہ اپنائیں گے؟

یہ کام ایسا ہی ہے کہ گویا انسان دوبارہ دنیا میں آیا ہو، اور توبہ کے یہی معنی ہیں، ہم تمہیں لے جائیں گے، اور پہلے دن جیسا بنا کر واپس کریں گے، آپ تصور کریں کہ ایک بچہ نے خود کو آلودہ اور گندہ کر لیا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ بہت صاف ستھرا رہا ہو، تو یہ بچہ اگر اپنی غلطی کی جانب متوجہ ہو جائے اور اپنی ماں کے پاس جا کر معافی مانگ لے تو ایسے میں اس

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کی ماں کیا کرے گی، زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ بچے کو صاف کرنے کے لئے گرم پانی کا استعمال کرے گی، کچھ اور نہیں کرے گی، گرم پانی میل کچیل کو ختم کر دیتا ہے چنانچہ ارباب ذوق توبہ کے سلسلے میں فرماتے ہیں: پہلے اپنی دھلائی کرو پھر خرابات کا رخ کرو۔

توبہ، نشو ونما اور تکامل کا مقدمہ

گنہگار انسان بھی ٹوٹے ہوئے چینی کے برتن کی مانند ہے، اسے صحیح ہونے کے لئے خدا کی بارگاہ میں جانا اور توبہ کرنا ہوگا تا کہ خدا اسے واقعی توبہ کے ساتھ پاک صاف اور شُستہ کر دے، توبہ وہی گرم پانی ہے جو کثافتوں کو زائل کر دیتا ہے، اگر حضرت آدم کے قصے پہ دھیان دیں کہ وہ نبیٔ خدا تھے، ان سے خطا ہوگئی، قرآن میں بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان سے غلطی ہوگئی، لیکن بعض افراد کے سلسلے میں لفظ ''گناہ'' کا استعمال ہوا ہے، بعض دفعہ لغزش کر جانے کی اپنی برکتیں ہوتی ہیں، شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ توبہ بھی ہو، یعنی توبہ اسے اس کی اصلیت کی طرف پلٹا دیتی ہے، حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں: ''ان اللہ تعالیٰ یشفع العبد بالذنب یذنبہ''۔ (نہج الفصاحۃ، عنوان ذنب وگناہ) بے شک خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو اس گناہ کی خاطر جس کا وہ مرتکب ہوا ہے فائدہ پہونچا دیتا ہے۔ گناہ کی ایک برکت یہ ہے کہ انسان اپنی قدر پہچان لیتا ہے۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۶) کہ ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔'' کی حقیقت کو درک کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس میں کس قدر واقعیت پائی جاتی ہے، جان لیتا ہے کہ سب خدا ہی کے طالب ہیں اور اس کے علاوہ سب ناکارہ ہیں، صرف خدا ہے جو قدرت ہے، میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، میں اللہ سبحانہٗ کی طرف پلٹ کر آنا چاہتا ہوں میں وہ عظمت رکھتا ہوں کہ میری اصلیت اور بنیاد وہاں سے تعلق رکھتی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنی

اصلیت کی جانب پلٹ آؤں، مولانا رومی فرماتے ہیں:

روزہا فکر من این است وہمہ شب سخنم
کہ چرا غافل از احوال دل خویشتنم
زکجا آمدہ ام آمدنم بہر چہ بود
بہ کجا می روم آخر ننمائی وطنم

(روز وشب میری فکر اور سخن یہی ہے کہ میں اپنے دل کے احوال سے کیوں غافل ہوں، میں کہاں سے آیا ہوں اور میرے آنے کا مقصد کیا تھا، آخر مجھے کہاں جانا ہے کیا تو مجھے اپنا وطن نہ دکھائے گا)

توبہ کا راستہ باعث بنے گا کہ تم اپنے وطن پہونچ جاؤ، ہاں! حضرت آدمؑ کی خطا باعث ہوئی کہ اللہ سبحانہٗ کے مہر ومحبت بھرے دامن میں واپس آجائیں، اور خدا سے دوری کے دوران فریب دینے والے شیطان کے مقابلہ میں اپنی کمزوری کا احساس کریں اور انہیں اپنی قدر ومنزلت سمجھ میں آگئی کہ اگر خدا کے حکم پہ عمل نہ کریں تو اس کا نتیجہ رنج وغم اور جنت سے نکلنا ہوتا ہے۔

توبہ سے صلاحیتوں کا انکشاف ہوتا ہے:

دوسری بات یہ ہے کہ یہ خطا یا گناہ باعث ہوا کہ ان کی استعداد نمایاں ہو یعنی وہ صلاحیت جو خدا نے ان کے وجود کے اندر رکھی تھی وہ آشکار ہوگئی، دوستو! ایک بہت لطیف مثال ہے اس پہ خوب غور کرنے کی ضرورت ہے۔ (البتہ یہ مثال ہم اپنے گناہوں کی تاویل کرنے کے لئے استعمال نہ کریں کیونکہ ہمارا مخاطب وہ شخص ہے جس نے گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لی ہے اور دوبارہ خود کو آلودہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے) آپ تصور کیجئے کہ ایک چوزہ اڑنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن اسے اڑنا نہیں آتا ہے اگر اس چوزہ کو آپ زمین

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کے اوپر رکھ دیں اور اس سے کہیں کہ اڑ جا تو وہ اُڑ نہیں سکتا ہے، ضرورت ہے کہ تھوڑی ہوا اس کے پروں سے ٹکرائے، اسی طرح ضروری ہے اس کے اندر ڈر کا وجود نہ ہو اور اپنی نجات کی خاطر خود کو خطرہ میں ڈال دے، ایسے میں اگر آپ اسے ایک درخت کے اوپر رکھ دیں اور وہ درخت سے گر جائے پھر بھی خاموش رہے گا یہاں تک کہ اگر وقت ہو گیا ہو گا تو اس کی ماں اسے درخت کے اوپر سے پھینک دے گی تا کہ اس کا ڈر نکل جائے، اگر وہ زمین کے اوپر ہو تو صرف راہ چلے گا، پر نہیں مارے گا، اور اگر اسی طرح سلسلہ آگے بڑھانا چاہے تو کبھی آسمان میں پرواز نہیں کر سکتا، کبھی اس کی صلاحیت آشکار نہیں ہو سکتی۔

وہ چوزہ گر جانے کے بعد مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنے بال و پر کھولے اور پرواز کرنے لگے، حضرت آدم علیہ السلام بھی زمین کی جانب گر پڑے، لیکن انہوں نے اپنے بال و پر کھولے اور جان گئے کہ وہ خلیفۃ اللہ ہیں، انہوں نے پرواز کی، بلندی پہ پہونچے اور یہ بلندی "إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" کی حد تک اوپر گئی، خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

توبہ، اپنی اصلیت کی طرف پلٹنا:

کبھی کوئی چیز نجس ہو جاتی ہے مثلاً ایک نجس گیہوں کے دانہ کو ہم نہ کھائیں اور اسے اس کی اصل جگہ پر پلٹا دیں یعنی مٹی کے نیچے دبا دیں اور پھر صبر کریں تا کہ اس کی صلاحیتیں نمودار ہو جائیں تو وہ اس طرح جواب دے گا کہ ایسے میں ایک دانہ گندم بھی سات سو دانے تک دے سکتا ہے۔

اس کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ ان نجس دانوں کو آپ پانی کے اندر ڈال دیں کہ پانی پورے طور پر ان کے اندر سرایت کر جائے تو نجاست دور ہو جائے اور ان کی جگہ پانی لے لے اور نور میں غرق ہو جائے ہم کب نور میں غرق ہو سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ جب ہم پشیمانی کے ساتھ اپنے حقیقی گھر کی جانب پلٹ آئیں، لہٰذا توبہ ہمیں اپنی اصلیت کی جانب پلٹنا

دیتی ہے، ہماری صلاحیتوں کو اجاگر کر دیتی ہے اور ہمیں پروردگار عالم کی بارگاہ میں پہونچا دیتی ہے۔ بس آقائے بہجت کے اس جملے پر توجہ دینا ضروری ہے کہ: "ہمیں چاہئے کہ ہم حقیقی توبہ کو اس کے تمام لوازم کے ساتھ عملی بنائیں"

قرآن کی ایک آیت توبہ کے ایک مصداق کی نشاندہی کرتی ہے، اور بہت لطیف انداز میں اسے بیان کرتی ہے، سورہ آل عمران میں اللہ فرماتا ہے: "وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ" وہ لوگ جنہوں نے بُرا فعل اور گناہ انجام دیا ہے یا اپنے نفس پہ ظلم کیا ہے انہیں چاہیے کہ خدا کو یاد کریں اور استغفار کریں، اللہ کے علاوہ کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے؟

حقیقی توبہ اور اس کا ایک نمونہ:

ہاں توبہ ایسی ہونا چاہیے کہ پھر وہ بُرا فعل اور گناہ کی تکرار نہ ہو اور آدمی نیک عمل انجام دینے لگے اور جس نے بھی توبہ کی اور بارگاہ خداوندی کا رخ کیا اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی جانب سے اسے بخش دیا جاتا ہے اور خدا نیک عمل کرنے والوں کو کیا خوب اجر عطا کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی آپ کی خدمت میں آ کے عرض کرتے ہیں: آقا! ایک جوان آیا ہوا ہے لیکن خجالت اور شرمندگی سے آپ کے روبرو ہونے کی تاب نہیں رکھتا ہے اور اس ماں کی طرح جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو آنسو بہا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ رسول خداؐ کے علاوہ مجھے کوئی اور شخص نہیں مل سکتا ہے کہ جس کے محضر میں مجھے سکون میسر آ سکے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اس سے کہو کہ اندر آ جائے، جوان اندر آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے ایک گناہ انجام دیا ہے اور اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ دنیا کے سارے گناہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

میرے دوش پر ہیں، مجھے ڈر ہے کہ خدا مجھے نہیں بخشے گا، آنحضرتؐ نے فرمایا: کیوں خدا تمہیں نہیں بخشے گا؟ اس نے عرض کیا میرا گناہ بہت بڑا ہے، رسول خداؐ نے فرمایا: کیا تم خدا کے لئے کسی شریک کے قائل ہو؟ جوان نے کہا: میں اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کے لئے کسی شریک کا قائل بنوں! حضرتؐ نے فرمایا: ایسا تو نہیں کہ تم کوئی قتل انجام دے کے آئے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر تم آزردہ خاطر نہ ہو! جوان نے کہا: یارسول اللہؐ! میرا گناہ بہت بڑا ہے، حضرتؐ نے فرمایا: اگر تم نے زمین، دریا اور دنیا کے درختوں کے برابر بھی گناہ کیا ہوگا تو خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، جوان نے کہا: میرا گناہ ان سب سے بڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اگر تیرا گناہ آسمان، ستاروں اور عرش کے برابر ہوگا تو بھی خدا تجھے بخش دے گا، اس نے کہا: میرا گناہ ان سب سے بھی بڑا ہے، اب آنحضرتؐ آخری بار سخت لہجے میں اس سے فرماتے ہیں: تمہارا گناہ زیادہ بڑا ہے یا خدا؟ جوان نے کہا: سبحان اللہ! رسول خداؐ نے فرمایا: اب بتاؤ تم نے کون سا گناہ انجام دیا ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! میں کفن چور ہوں ایک رات میں نے کفن چوری کرنے کے ارادے سے قبر کھودی ایک لڑکی اسی رات دفن ہوئی تھی میں نے اس کا کفن کھولا تو شیطان نے مجھے وسوسہ کیا اور میں اس کے ساتھ بدکاری کر بیٹھا، جب میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس لڑکی کی آواز بلند ہوئی اور بولی، وائے ہو تجھ پر اے جوان! مجھے امید ہے کہ خدا تجھے قیامت کے دن نہ بخشے گا، تو نے مجھے برہنہ کیا اور میرے ساتھ ناپاک عمل انجام دیا، اب میں مجبور ہوں کہ صحرائے محشر میں اسی حالت میں محشور کی جاؤں، انشاءاللہ خدا تجھے آتش جہنم میں داخل کرے گا۔

اب ایک مرتبہ رسول خداؐ نے غضبناک ہو کر فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ، مجھے ڈر ہے کہ تمہاری آگ سے کہیں میں بھی نہ جل جاؤں، آگ تم سے کس قدر نزدیک ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ رسول خداؐ غضبناک ہو گئے وہ رسول جو سارے گنہگار انسانوں کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دیتے ہیں اس گناہگار کو اپنے سے دور کر دیتے ہیں۔

ایک اور نکتہ یہ ہے کہ کبھی کبھی بعض گناہوں کو جراحی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ آسانی سے بخشے نہیں جاتے ہیں اور ایسے میں گنہگار کے ساتھ سخت رویہ اپنانا

ضروری ہے تاکہ وہ باقاعدہ ٹوٹ جائے اور قاعدے سے واپسی کرے اور یہ رسول خداؐ کا معجزہ ہے۔

یہ کام صرف رسول خداؐ اور ولئ خدا سے ممکن ہے، ایسا ہی ہوا بھی، جب اس جوان نے رسول خداؐ کا جواب سنا تو بیابان کا رخ کیا، چالیس شب و روز بیابان میں رہا اور بس گریہ کرتا رہا، یہاں تک کہ جانور بھی اس کے گریہ سے گریہ کرنے لگے وہ جوان رات کی تاریکی میں کہتا: خدایا! میں نے ایک گناہ کیا ہے اور اب پشیمان ہوں، میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ تیرے نبی بھی اسے تحمل نہ کر سکے، اب تو مجھے بخش دے، اس نے چالیس دن کے بعد عرض کیا: خدایا اب میں خستہ حال ہو چکا ہوں، اب یا تو مجھے بخش دے یا پھر مجھے ہلاک کر دے، آیت نازل ہوئی: ”وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ“۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۵)

”اور وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھیں یا اپنے اوپر ظلم کے مرتکب ہو جائیں تو وہ خدا کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو بخشتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے کیے پر اصرار اور اس کی تکرار نہ کریں“

جو لوگ کوئی برا عمل انجام دیتے ہیں اور اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں وہ خدا کو یاد کریں اور استغفار کریں، توبہ کرنا ضروری ہے تاکہ خدا کی مغفرت ان کے شامل حال ہو، رسول خداؐ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

نے بھی تبسم فرمایا اور فرمایا: ایک آیت نازل ہوئی ہے، مجھے اُس جوان کے پاس جانا ہے، آنحضورؐ اصحاب کے ہمراہ اس کے پاس پہونچے، اس کے ابرو اور پلکیں گر چکی تھیں، رسول خداؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اگر تمہیں توبہ کرنا ہے تو اس طرح سے توبہ کرو، پھر جوان کو گلے سے لگایا آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: آؤ کہ خدا نے کس قدر خوب تم کو بخش دیا ہے۔

بازآی بازآی ہر آنچہ ہستی بازآی
کہ کافروگبروبت پرستی بازآی
این درگہ مادرگہ نومیدی نیست
صدبار اگر توبہ شکستی بازآی

بازآجاؤ باز آجاؤ تم جو کچھ بھی ہو باز آجاؤ، اگر کافر، آتش پرست اور بت پرست ہو تو بھی باز آجاؤ۔

ہماری یہ بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں ہے، اگر تم نے سو بار توبہ شکنی کی ہے پھر بھی باز آجاؤ۔

توبہ کا سب سے مختصر راستہ:

قرآن میں آیا ہے کہ اگر تم نے گناہ کیا ہے تو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں آؤ کہ وہ تمہارے لئے مغفرت طلب کریں۔ ''وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا''۔

(سورہ نساء آیت ۶۴)

اور اگر جب انہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی تھی تو آپ کے پاس آتے اور خدا سے مغفرت طلب کرتے اور پیغمبر بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ یقیناً خدا کو بہت

توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

ایک اور شخص نے آیت اللہ بہجت سے سوال کیا: حضور! ہم بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اب تک جو باتیں بیان کی گئیں، وہ اس انسان کے لئے ہیں جس نے توبہ کرلی ہے، اور میں نے بہت گناہ کئے ہیں اور جتنی بھی کوشش کرتا ہوں لیکن مجھے توبہ کرنے کی توفیق نہیں مل پارہی ہے اگر توبہ کرتا بھی ہوں تو اپنی توبہ کو توڑ دیتا ہوں۔

خدا فرماتا ہے: ''یريد الله بكم اليسر''۔ (سورہ بقرہ آیت) میں نے تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کیا ہے، بعض احادیث میں ''یسر'' کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے معنی میں ذکر کیا گیا ہے، یعنی ہم نے محمد وآل محمد کی برکت سے تمہارے واسطے آسانی کا ارادہ کیا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پاک خاندان کے در دولت پر حاضری دیں۔

توبہ کی توفیق:

آقائے بہجت سے پوچھا گیا: ہم کس طرح سے توبہ کرنے کی توفیق پیدا کرسکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس مقصد تک پہونچنے کے لئے ان تمام مومنین کے لئے جو مشاہد مشرفہ میں دفن ہیں سورۂ الحمد وقل ھواللہ کا ثواب ہدیہ کیجئے۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۸۲، تھوڑے تصرف کے ساتھ)

یہ آٹھ مبارک شہر حسب ذیل ہیں: مکہ، مدینہ، نجف، کربلا، سامرہ، کاظمین، مشہد مقدس، اور قم، اس کے عوض میں وہ مومنین بھی آپ کو ہدیہ دیں گے، ان کا ہدیہ کیا ہے؟ ان کا ہدیہ توبہ کی توفیق پیدا کرنا ہے، آیات وروایات میں بھی صریحی طور پر آیا ہے کہ واسطۂ فیض کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں آیئے اور جو اس کا راستہ ہے اسی راہ سے اُس تک پہونچئے۔

''وابتغوا اليه الوسيلة''۔ (سورہ مائدہ آیت ۵) اس تک پہونچنے کے لئے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

وسیلہ تلاش کیجئے، ایک دوسری جگہ خدا فرماتا ہے: ''وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا''۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۹) جب کسی گھر میں داخل ہونا چاہو تو اس کے دروازے سے داخل ہو، کیا پیغمبرؐ نے نہیں فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، تو اگر تم اس شہر میں پہونچنا چاہتے ہو تو تمہیں اس کے دروازے سے آنا پڑے گا، لہٰذا علیؑ کے در دولت پہ دستک دینا ضروری ہے، روایات میں بھی آیا ہے کہ تم اگر خدا کی عنایت کے طلبگار ہو تو تمہیں اسی راستے سے چل کر آنا ہوگا، محمد وآل محمد کی بارگاہ بہت بڑی ہے۔

زیارت جامعہ کبیرہ جو اہلبیتؑ کی یادگار باتوں میں سے ایک ہے اس میں نہایت بلند وبالا جملے موجود ہیں اس کے ایک فقرے میں ہم پڑھتے ہیں۔''من اتاکم نجی ومن لم یاتکم ھلک'' جو بھی آپ اہلبیتؑ کی جانب رجوع کرے وہ نجات پائے گا، اور جو آپ کی بارگاہ میں نہ آئے وہ ہلاک ہوگا۔

''من اعتصم بکم فقداعتصم باللہ'' جو آپ کے در دولت پہ آ گیا اس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔''امن من لجا الیکم وھدی من صد قکم'' جو آپ کے ساتھ ہے وہ امن وامان میں ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔

بعض جلسوں میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں، ہم ان کے ساتھ کیا کریں؟ میں نے جواب دیا، امام حسین علیہ السلام سے توسل کیجئے اور مولا سے کہئے کہ وہ ان کی ہدایت کریں، کچھ عرصے بعد وہ لوگ آئے اور بڑی خوشی کے ساتھ ان افراد کے نمازی ہو جانے کی مجھے خبر پہونچائی۔

اب آقائے بہجت کی گفتگو یہ ہے کہ حتیٰ کہ تم ان مومنین کی روحوں سے مدد حاصل کر سکتے ہو، جو اہلبیتؑ کے حرم میں مدفون ہیں چہ جائیکہ کائنات کے گوہر یکتا حضرت امام حسین علیہ السلام کی روح عالی وملکوتی سے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چھٹی گفتار

اللہ کی جانب سیر وسلوک کرنے میں عزم وارادہ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاھرین المعصومین.

کریم اہلبیتؑ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے حضرت ولی عصر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کرتا ہوں، ماہ رمضان المبارک خدا کی ضیافت کا مہینہ ہے، خدا نے امام حسن مجتبیٰ کے وجود پُر برکت سے اس دسترخوان کو زینت دی ہے، انشاء اللہ امام زمانہؑ رسول خداؐ کے سبط اکبر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی برکت سے ہم پر عنایت اور ہماری مدد فرمائیں۔

آیت اللہ بہجت کا ایک اور ارشاد جو کہ سیر وسلوک کے ہدایات اور اخلاق کے مباحث میں شمار ہوتا ہے یہ ہے۔''افضل زاد الرجل الیک عزم ارادۃ''۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۵۴) یعنی رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے بہترین اور اہم ترین توشہ جو سالک الی اللہ کے پاس ہوسکتا ہے وہ عزم وارادہ ہے اور یہ ارشاد روز بعثت (۲۷ رجب) کی دعا سے اخذ کیا گیا ہے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

قرآن میں عزم:

عزم یعنی ارادہ کا مستحکم ہونا اور ارادہ یعنی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا، قرآن میں بھی صبر وثبات قدم کو عزم کے معانی میں سے ایک قرار دیا گیا ہے، خدا سورہ آل عمران میں فرماتا ہے: ”وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ“۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۸۶) اگر تمہارے یہاں صبر اور تقویٰ ہوگا تو یہ تمہارے عزم وہمت کا ترجمان ہوگا، سورہ لقمان میں بھی آیا ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ”يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ“۔ (سورہ لقمان، آیت ۱۷) اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کرو کہ صبر امور زندگی میں عزم اور استحکام کی نشانی ہے۔

خدا سورہ احقاف میں فرماتا ہے: ”فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ“۔ (سورہ احقاف، آیت ۳۵) صبر کیجئے ان رسولوں کے صبر کی طرح جن کو ہم نے مقام اولوالعزم کے لئے منتخب کیا، اولوالعزم یعنی اپنے مشن اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں عزم واستحکام رکھنے والے۔

اسی طرح سورہ طٰہٰ میں اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے: ”وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا“۔ (سورہ طٰہٰ، آیت ۱۱۵) ہم نے آدم سے عہد وپیمان لیا لیکن وہ اپنا عہد وپیمان بھول گئے، اور ہم نے وہ عزم ان کے اندر نہیں پایا وہ استحکام وعزم جو خدا چاہتا ہے یہ ہے کہ انسان شیطان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔

عزم، ملائکہ کے نزول کا پیش خیمہ:

سورہ فُصِّلَت میں بھی آیا ہے: ”إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۳۰) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ“۔ (سورہ فُصِّلَت، آیت ۳۰،۳۱) بے شک وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اس بات کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا پروردگار فرعون یا خواہش نفس نہیں ہے، لہٰذا ثابت قدم رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ راہ جس پر ہم گامزن ہیں سیر وسلوک کی راہ ہے، پھر ملائکہ ہمارے دلوں پر نازل ہوں گے اور ہمارا وجود پاک ہو جائے گا۔

صحیح ہے کہ یہ کام بہت سخت ہے لیکن تحقیق وتفتیش کرنے والا انسان اور وہ شخص جو جانتا ہے کہ دوسری قدرتیں بھی وجود رکھتی ہیں وہ اس بات کی فکر میں رہتا ہے کہ ان ملکوتی قدرتوں کے ساتھ کیسے رابطہ برقرار رکھا جائے؟ شیطان جو کہ عالم میں ایک منفی قدرت ہے اس کے شر سے کیسے بچا جائے؟ خدا فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا“ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر انہوں نے پائداری اختیار کی اور اپنے عزم وارادہ کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد کا کام خدا کا ہے۔ لہٰذا پہلے آپ کا قول ہو کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اسی قول پر ثابت قدمی دکھایئے، پھر خدا فرشتوں کو نازل کرے گا اور جب فرشتے نازل ہوں گے تو وہ آپ سے فرمائیں گے، خوف نہ کرو، فکرمند نہ ہو، پھر وہ آپ کو اس بہشت کی بشارت دیں گے جس کا آپ سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کے بعد کہیں گے: ”نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ“ یہ نہیں کہ جب تم مر جاؤ گے تو ہم جنت میں تمہارے پاس آئیں گے اور یہ بھی نہیں کہ موت کے وقت سے تمہارے ساتھ ہو جائیں گے، بلکہ ہم اسی دنیا میں تمہارے اولیاء، دوست اور مددگار رہیں گے اور تمہارے لئے وہ سب کچھ رہے گا جس کا تمہارا دل چاہے، اور تم جس کے خواہاں ہو گے بس شرط یہ ہے کہ دنیا میں تم استقامت اور پائیداری کا مظاہرہ کرو۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

حقیقی اور ظاہری عزم:

ہم جب راہ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں تو ہوسکتا ہے، بہت سخت نہ ہو اور انسان چند جلسے میں شرکت چند اچھے رفیق اور چند رکعات نماز سے راہ ڈھونڈھ لے کیونکہ انسان پاک فطرت سے بہرہ مند ہے اور فطرت، خدائی چیز اور بہت لطیف ہے، انسان کا روحانی وجود بڑی لچک رکھتا ہے اور بہت جلد برائی سے واپسی کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خدانخواستہ جب کوئی گناہ انجام دیتا ہے تو وہ بہت جلد پشیمان بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلا قدم، عزم وارادہ ہے البتہ وہ عزم وارادہ جو بہت خاص ہو اور راہ میں مستقل مزاجی اور استحکام کا باعث ہو، اس عزم وارادہ کے علاوہ جو صرف کلام اور گفتگو کے مرحلے میں ہوتا ہے۔ اس بات پہ بھی توجہ رہے کہ جب تمہارا عزم وارادہ خدا ہو، صرف خدا کو تم نے نگاہ میں رکھا اور اس کی فضا میں قدم رکھا تو دیکھو گے کہ بہت سارے لوگ یہاں تک کہ تمہارے نزدیک ترین افراد تمہارے ساتھ مورچہ لیں گے، ہوسکتا ہے تمہارے دوست تم پہ دباؤ بنائیں اگر تم اپنی نماز، ذرا طولانی پڑھنا چاہو تو لوگ طرح طرح کی باتیں سنانا شروع کردیں گے اگر جواب میں الٰہی باتیں کروگے تو کہیں گے، پتہ نہیں انکے دماغوں کو کس طرح سے واش کیا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ تم نے جس راہ کا انتخاب کیا ہے یہ بہتوں کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے اور ظاہر ہے جب ان سے تمھارا مزاج نہیں ملے گا تو وہ تمہیں برا بھلا کہیں گے، مثال کے طور پر اگر ہم ملا حسین قلی ہمدانی مرحوم کے دستور العمل پر یا دیگر بزرگوں کے نسخے پہ عمل کرنا چاہیں جو کہتے ہیں: ''کم کھانا کھاؤ، دو دفعہ سے زیادہ کھانا نہ کھاؤ'' جب تم یہ کام شروع کروگے اور اس پہ عمل کرنے لگوگے تو تم دیکھوگے کہ جیسے کچھ لوگ اس بات پہ مامور کئے گئے ہوں کہ وہ تمہاری مخالفت کریں۔ تمہارے ساتھ ان کے اس سلوک کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں تم ان پر دباؤ ڈال کر ویسا ہی کرنے کو ان سے نہ کہنے لگو، یہی وجہ ہے کہ وہ شروع ہی

سے تم پر دباؤ بناتے ہیں اور تمہیں راہ حق میں پائداری اور مخالفین سے مقابلہ کی ضرورت ہے۔

صاحبان عزم، جہاد اکبر میں مصروف ہوتے ہیں:

جہاد اصغر یہ ہے کہ آپ اپنی جان فدا کردیجئے، رسول خداؐ نے راہ خدا میں جنگ و جہاد کرنے کے بعد اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے اوپر جہاد اکبر لازم ہے، پوچھا گیا۔ جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا: نفس سے جہاد کرنا۔

مومنین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ یکجا ہو کر ایک صف تشکیل دیتے ہیں کہ اگر اس پر سختی بھی کریں تو وہ آہ تک نہیں کرتے ہیں۔ البتہ اکثر اوقات ہمارا عزم وارادہ ضعیف ہوتا ہے اور شیطان بھی انہیں کمزوریوں پر ہاتھ رکھتا ہے، آقائے بہجت نے بھی فرمایا کہ عزم وارادہ سعادت کی کنجی ہے اور سعادت کے لئے مبدأ اعلیٰ یعنی خدا تعالیٰ سے وصل ہوجانا کافی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مومن پہاڑ کی مانند ہے، ہوائیں اسے ہلا نہیں سکتی ہیں، ہوا درخت اور اس کے شاخ پتوں کو تو ہلا سکتی ہے مگر اس کی جڑ کو نہیں ہلا سکتی، خدا اور ائمہ معصومینؑ کا ہم سے جو مطالبہ ہے وہ ان سب باتوں سے کہیں زیادہ ہے، ہمیں اس قدر مضبوط و مستحکم ہونا چاہئے کہ حوادث زمانہ کی ہوا ہمیں ہلا نہ سکے، اور اس کے لئے ایک مضبوط اور قوی ارادہ کی ضرورت ہے کہ قرآن میں اس قوی ارادہ کو ''بنیان مرصوص'' کے نام سے یاد کیا گا ہے چنانچہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے: ''إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ''۔ (سورۂ صف، آیت ۴) بے شک خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو صف باندھ کر اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور ثابت قدمی میں گویا وہ فولادی عمارت اور استوار ہیں۔

ذکر خدا، عزم کی تقویت کا باعث:

دنیا کی مثال آگ جیسی ہے جو دنیا میں آتا ہے اسے فائر پروف لباس پہننا ضروری ہے کیونکہ وہ آگ میں داخل ہونا چاہتا ہے، شاید یہ سوال کیا جائے کہ ہم کیا پہنیں؟ اس کے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

جواب میں عرض ہے کہ ''خدا پر توکل اور خدا پر اعتماد''۔ ہماری ساری پریشانی یہی ہے کہ ہم ایک قدم اٹھاتے ہیں لیکن پھر رک جاتے ہیں اور پہلے ہی مرحلے میں واپس پلٹ آتے ہیں۔ جبکہ اگر ہم خدا پر اعتماد رکھیں تو سختیوں کے مقابلہ میں ایک قوی و مستحکم سہارے کے پیش نظر جسے ہم محسوس کرتے ہیں پائیداری اور ثبات قدمی کا مظاہرہ کریں گے۔

آقائے بہجت سے سوال کیا گیا: حضور! ہم نذر اور قسم کے ذریعہ اخلاقی طور پر عزم و ارادہ کرتے ہیں لیکن کچھ عرصے بعد ہمارا عزم کمزور ہو جاتا ہے اور ہم شکست کھا جاتے ہیں، آپ بتائیے ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اگر ایک منٹ خود کو تم نے یاد خدا میں پایا تو اپنے اختیار سے خود کو اس کیفیت سے دور نہ کرو۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۸۲) تھوڑی استقامت و پائیداری دکھاؤ، اگر خود کو ملکوتی فضا اور اللہ سبحانہ کے محضر میں پایا تو استوار و پائیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر آج ہم نے چار عدد سجدے کر لیئے تو آج کے لئے بہت ہے، ریاکاری نہیں ہونا چاہئے ایک صفحہ دعا پڑھ لیتے ہیں تو کہتے ہیں بہت ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، جب تم اپنے کو خدا کی یاد میں پاتے ہو تو خود کو اپنے ہاتھوں اس حالت سے باہر نہ لاؤ۔ حضرت آقائے بہجت کی ہدایت یہ ہے کہ غیر اختیاری غفلت اور بے توجہی کو اہمیت نہ دو، خدا پر توکل رکھو۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے جسم پر فائر پروف لباس ہونا ضروری ہے یعنی وہی پاکیزگی اور اخلاقی خصوصیات جو ہمارے وجود کے اندر ہیں، وہی طہارت اور صفائے باطن جو دنیاوی آلودگیوں کا مقابلہ کرتی ہے۔

''توکل'' نہایت اہم نکتہ ہے کہ علامہ طباطبائیؒ عزم و ارادہ کی بحث سے متعلق اپنے ہدایات میں فرماتے ہیں: جب سالک، میدان مجاہدہ میں قدم رکھتا ہے تو بہت سے حوادث اور حالات پیش آتے ہیں کہ اسے چاہیے کہ ان کا مقابلہ کرے، خدا فرماتا ہے: ''وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ''۔ (سورہ یوسف، آیت ۶۷) تم مومنین کو ایک مضبوط وکیل

کی ضرورت ہے کیونکہ تم خود قوی اور مستحکم نہیں ہو، تمہاری پشت کو مضبوط ہونا چاہیے، تمہارا اپنا بس نہیں چل پاتا ہے کوئی حملہ کرتا ہے اور تمہیں پیچھے ڈھکیل دیتا ہے، لہٰذا کوئی تمہاری پشت پناہی کرنے والا ہونا چاہیے اُس پر اعتماد اور تکیہ کرو یعنی خدا پہ توکل کرو۔

عزم، حضرت علی علیہ السلام کے کلام میں:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''لا تجتمع عزيمة و وليمة''۔ ۲۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۲۴۱) عزیمہ اور ولیمہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

عزیزو! عزم و ارادہ کا معاملہ خورد و نوش سے صحیح نہیں ہوسکتا، دسترخوان بچھانے اور ہر شب دعوت اڑانے سے درست نہیں ہوسکتا، خود کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مستحکم ہونے کا ثبوت دو۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''عَلىٰ قَدْرِ الرَّاْيِ تَكُونُ الْعَزِيْمَةُ''۔ (میزان الحکمت، ج/۸، ص/۱۲۹۲۵) عزم و ارادہ آپ کے فکر و اندیشہ کی مقدار سے وابستہ ہے، آپ کی معرفت کتنی ہے؟ آپ کی فکر کتنی عملی ہے؟ آپ اپنی فکر کی فضا میں کتنے مستحکم ہیں؟

عزم و ارادہ کا ایک عملی نمونہ:

ایک آدمی ایک بڑے عالم میں بدل گیا، اس کا نام کیا تھا؟ اس کا نام لوہار تھا، ایک دن اس نے ایک صندوق بنایا اور حاکم وقت کے پاس لے گیا حاکم نے اُسے بہت سراہا، اسی وقت ایک شخص وہاں وارد ہوا وہاں بیٹھے سبھی لوگوں نے اس کا احترام کیا، اس نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ ایک عالم ہیں، وہ سوچتا ہے کہ اتنے ہتھوڑے مارنے اور جانفشانی کرنے کے بعد بھی اس عالم کے برابر لوگ اس کا احترام نہیں کرتے، اور یہیں سے وہ علم حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ جب وہ کلاس میں پہونچتا ہے تو استاد اس سے کہتے ہیں: اس جملہ کو یاد کرو اور کل مجھے سناؤ کہ ''نجس جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے''۔ جب دوسرے دن وہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کلاس میں آتا ہے تو کہتا ہے کہ "استاد کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے" اور سب اس پر ہنس پڑتے ہیں، یہ آدمی اپنی اسی لیاقت کے ساتھ دس سال تک محنت کرتا ہے لیکن کہیں کا ہوتا نہیں، خلاصہ یہ کہ ایک روز بیابان کی جانب نکل جاتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو تازہ دم ہونے کے لئے ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے، ناگہاں دیکھتا ہے کہ پانی کے قطرے ایک پتھر پہ گر رہے ہیں اور جس سے پتھر میں سوراخ ہوگیا ہے، وہ خود سے کہتا ہے: میں بھی قدم بہ قدم کسی مقام پہ پہونچ سکتا ہوں۔ اگر میں بھی عزم وہمت کروں تو پتھر میں بھی سوراخ ہوجائے۔

کہتے ہیں کہ اس نے چالیس سال کی عمر میں شروعات کی اور علم حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ اپنے وقت کا ایک بہت بڑا عالم بن گیا، یہ مضبوط ارادہ ہی وہ چیز ہے، جس کا خدا طلبگار ہے۔

عزم کے ہنگام، الٰہی عنایتیں:

الحمدللہ حضرات ائمہ معصومینؑ محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی مدد سے ہمارا کام بہت سخت بھی نہیں ہے۔ آپ جیسے ہی اس راہ میں قدم رکھنا چاہیں گے، دیکھیں گے کہ درودیوار سے آپ کی مدد ہورہی ہے، ایسا نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ ہم نے دس سال کام کیا اور کچھ نہ بنا، چار بار اچھا کام کریں گے، ایک اچھا خواب دیکھیں گے، کچھ اہم باتیں سمجھ میں آنے لگیں گی، اچھے اچھے مسائل آپ کے ذہن میں ابھرنے لگیں گے، اور یہ سب کچھ مولا امام زمانہ علیہ السلام کے لطف وکرم وعنایت کے باعث ہوتا ہے کہ آپ کو کتنا عزیز ہوگا کہ آپ اس راہ میں قدم رکھیں، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ عزم وارادہ کی فضا میں نہایت مستحکم قدم اٹھائیں۔

عزم وارادہ کے سلسلہ میں ایک سیرتی نمونہ:

حضرت علی علیہ السلام جنگ جمل میں محمد بن حنفیہ کو حکم دیتے ہیں کہ پرچم ظلم کو سرنگوں اور اُس اونٹ کو پے کردو، وہ خود کو آمادہ کرتے ہیں کہ یہ کام انجام دیں لیکن جس وقت میدان

جنگ میں قدم رکھتے ہیں تو اس قدر تیران کی طرف پھینکے جاتے ہیں کہ ان کے قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں، وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں پہونچے تو آپ کو محمد حنفیہ پر غیظ آجاتا ہے آپ فرماتے ہیں: یہ کمزوری تمہیں تمہاری ماں سے وراثت میں ملی ہے۔ ورنہ تمہارا باپ علی ہرگز تیروں کی بارش سے خوف نہیں کھاتا، پھر آپ خود میدان میں جانے کے لئے آمادہ ہوئے لیکن اس دوران امام حسن مجتبیٰؑ نے میدان میں جانے کی اجازت طلب کی، امیرالمومنینؑ کو امام حسنؑ وامام حسینؑ کا بڑا خیال رہتا کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہونچے، لیکن جب امام حسنؑ کا عزم وارادہ دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: ابومحمد! جانا چاہتے ہو؟ امام حسن علیہ السلام کہتے ہیں: جی! باپ نے اجازت دی اب امام حسنؑ میدان میں جاتے ہیں تیروں کی زبردست بارش ہورہی ہے اس کے باوجود آپ کے قدم ذرہ برابر بھی نہیں رکے اور ظلم کے پرچم کو زمین پر گرا دیا۔

امیرالمومنین علیہ السلام اپنے فرزند محمد بن حنفیہ سے فرماتے ہیں: کیا تم اپنے بھائی حسنؑ کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ تم نے دیکھا نا کہ آخرکار حسنؑ کی تلوار سے نفاق کا پرچم سرنگوں ہوگیا؟ پھر فرمایا: محمد! شرمندگی محسوس نہ کرو۔ خود کو حسنؑ کے برابر نہ سمجھو، کیونکہ وہ رسول اللہؐ کے فرزند ہیں، جو مہم وہ سر کرلیں گے وہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔

ان باتوں سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے، حضرت علی علیہ السلام بھی محمد بن حنفیہ سے اظہار ناراضگی کرنے اور مذکورہ انداز میں کلام کرنے کے بعد ان کے ساتھ مہربانی برتتے اور انہیں گلے سے بھی لگاتے ہیں۔ لیکن امام حسنؑ کی عظمت اور ان کے عزم وارادہ کو بھی ان سے بیان کردیتے ہیں، ہماری بات یہ ہے کہ اگر ہم امام حسنؑ کے پیرو ہیں تو ہمارے اندر قوی اور مستحکم عزم وارادہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ساتویں گفتار

ریا کاری اور اس حجاب کے برطرف کرنے کی کیفیت:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد و آله الطاہرین المعصومین.

ریا کاری اور اس کا علاج:

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے بہجت کے جواہر کلمات کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم آپ کے اخلاقی اور عرفانی ہدایات بیان کررہے ہیں۔ ایک سوال جو آپ سے پوچھا گیا یہ ہے کہ: ''بعض اوقات عبادتوں میں ریا کر بیٹھتا ہوں، بعد میں مجھے رنج ہوتا ہے، اس کا علاج کیا ہے؟''

''ریا'' ایک ایسا موضوع ہے جس میں مختلف افراد گرفتار رہتے ہیں، چونکہ اس کے الگ الگ مراتب ہوتے ہیں لہٰذا آپ نے جواب میں فرمایا: اس کا علاج یہ ہے کہ وہ ریا کرے، لیکن اگر بادشاہ اور فقیر کے مقابل میں ہوتو بادشاہ کے لئے ریا کرے، تم اسے سمجھو اگر اہل ہو''۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۷۰)

بظاہر یہ جواب اس چیز کے برعکس ہے جو ہم تصور کرتے ہیں، ہم ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں، ریا کرتے ہیں فلاں بُرا کام انجام دیتے ہیں اور خود بھی جانتے ہیں کہ ہمیں یہ کام نہیں انجام دینا چاہیے، لیکن آقائے بہجت جواب میں فرماتے ہیں کہ تم ریا کرو، اصل بات یہ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ سوچیں آخر تم کس کے لئے ریا کررہے ہو اگر تمہارا رابطہ اس شخص کے ساتھ جس کے لئے تم ریا کررہے ہو فقیر اور بادشاہ کا سا ہے تو یہ کام صحیح ہے تو آپ کی نظر میں اگر تمہارے مقابل کوئی بڑی شخصیت ہو جو اس لائق ہو کہ اس کے لئے ریا کی جائے اور تم ریا والے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

ریا کی جڑ:

اب ہم ریا کی جڑ تلاش کرنا چاہتے ہیں، احادیث میں بھی اس مسئلہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، مثال کے طور پر میں نماز پڑھ رہا ہوں "ولا الضالین" کو کچھ لوگوں کی خوشی کے لئے کھینچ کر پڑھتا ہوں تا کہ وہ لوگ کہیں کہ اس کی قرأت اچھی ہے، میں روزہ رکھتا ہوں اس لئے تا کہ لوگ کہیں کہ دیکھو فلاں نے دنیا کی مادیت (خورد و نوش) سے علیحدگی اختیار کر رکھی ہے، یا پھر دوسری مثالیں، جان لینا چاہیے کہ جو شخص لوگوں کو اچھا لگنے کے لئے عمل انجام دیتا ہے اسے چاہیے کہ اس کا ثواب بھی لوگوں ہی سے حاصل کرے۔ خدا کو اپنے لئے کوئی شریک قبول نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی شخص کوئی عمل خدا کے لئے بھی اور لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے بھی انجام دے تو خدا فرماتا ہے: میں سب سے اچھا شریک ہوں اگر کسی نے کوئی عمل میرے لئے انجام دیا ہو اور کسی اور کو اس میں شریک کیا ہو تو میں بھی وہ کام اپنے شریک کو بخش دیتا ہوں، خدا اپنی جانب تمام سیر و سلوک کرنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: "فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا"۔ (سورہ کہف، آیت ۱۱۰) جو بھی اللہ سبحانہ کی ملاقات کا امیدوار ہے وہ عمل صالح (نیک عمل) انجام دے اور اپنی عبادتوں میں شرک اختیار نہ کرے۔

ائمہ علیہم السلام نے مذکورہ آیت میں شرک اختیار نہ کرنے والے جملے کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ریا نہ کرے، تو معلوم ہوا کہ ریا شرک کے برابر ہے، خدا بھی تمام گناہوں کو بخش دے گا سوائے شرک کے۔ "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا"۔ (سورہ نساء، آیت ۴۸) (بے شک اللہ شرک کو نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ تمام گناہوں کو بخش دے گا جس کو چاہے گا، اور جو اللہ کا شرک اختیار کرتا ہے وہ بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے)

اس بناء پر جو کام بھی ریا کے ساتھ ہو شرک بھی اس میں چھپا ہوا ہوتا ہے اور اگر شرک کا وجود ہوگا تو وہ عمل باطل ہوگا۔

"شرک" وہ عمل ہے جو تمام اعمال کے باطل ہونے کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اس میں ریا کا وجود ہوتا ہے اور غیر خدا کا اس میں عمل دخل ہوتا ہے۔

خود بینی اور ریا:

بعض اوقات ہم خود کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور بس خود کو ہی دیکھتے ہیں، لیکن کبھی ایک بزرگ شخص کو دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ایسا شخص جو بڑے نفس کا مالک ہے، جس نے میرے وجود میں بھی تاثیر قائم کی ہے، در حقیقت وہ شخص اتنا عظیم اور معزز ہے کہ ہم سارے کام اسی کی خاطر اور اسی کے لئے انجام دینے لگتے ہیں تا کہ اسے اچھا لگے، یہ مسئلہ وہی غیر خدا کو دیکھنا ہوا، لیکن اگر صرف خدا ہو اور غیر خدا نہ ہو تو اسے "اخلاص" کہتے ہیں لہٰذا ہر عمل جو ریا ہو وہ شرک ہے اور وہ نیک صفت جو ریا کے نہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے وہ "اخلاص" ہے۔ اخلاص جو آ جائے تو شیطان کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے۔ "قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (۳۹) إِلَّا عِبَادَكَ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

مِنهُمُ الْمُخْلَصِينَ "۔ا۔(سورہ حجر آیت ۳۹۔۴۰)(شیطان نے کہا: پروردگار! تو نے مجھ سے ہدایت سلب کرلی تو میں زمین میں اولاد آدم کے لئے (چیزوں) کو زینت دے کر پیش کروں گا اوران سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جوان میں اخلاص والے ہوں گے)

اب ہم زیادہ مکمل نتائج تک پہونچ رہے ہیں، جو شخص کوئی عمل اپنے دل کے لئے انجام دیتا ہے اور خود کو بڑا دیکھتا ہے وہ خیالات کی دنیا میں ہوتا ہے، وہ اپنے خیال کے اندر بہت بڑا ہوگیا ہے، وہ شیطانی افکار رکھتا ہے وہ کسی اور کو نہیں دیکھتا ہے جبکہ خدا شیطان سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:" فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي "۔ا۔(سورہ حجر، آیت ۲۹) میں نے اپنی روح اس میں پھونکی ہے، خاک کو نہ دیکھو، مجھے دیکھو! بعض اوقات ہم پیسے والے کو تھوڑا زیادہ زور سے سلام کرتے ہیں، زیادہ اس سے ملنے کو جاتے ہیں، کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس نے آگاہی، پیسہ، پوسٹ اور مقام کو خود حاصل کیا ہے، اور خود اس کی وجہ سے یہ چیزیں اس تک پہونچی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، اُسے آگہی، دولت، ثروت پوسٹ اور مقام اللہ سبحانہ سے حاصل ہوا ہے۔

بادشاہ کے لئے ریا کرنا:

کہتے ہیں کہ ایک جوان جنگل میں کانٹے چنا کرتا تھا، ایک دفعہ بادشاہ کا قافلہ وہاں سے گذرا اس جوان کی نگاہ بادشاہ کی لڑکی پر پڑی اور اسے دل دے بیٹھا، خلاصہ یہ کہ اس دن کے بعد سے اس کی حالت بگڑگئی اور بے چین رہنے لگا، بڑی مشکل سے کسی طرح اس نے خود کو بادشاہ کے وزیر تک پہونچایا اور اس سے بولا! مجھے ایک کام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم میرا کام کرسکتے ہو، میں شاہ زادی کا عاشق ہوگیا ہوں، وزیر نے بڑی نرمی و مہربانی سے اسے جواب دیا: تمہارے پاس نہ علم و ہنر ہے، نہ مال و ثروت، تم تو ایک

خارکن (کانٹے چننے والا) ہو جو جنگل بیابان میں کام کرتے ہو، چند روز کے بعد وزیر نے اس سے کہا کہ پہاڑ کے اوپر ایک کمرہ تیار کرو، اور نماز وعبادت میں مشغول ہوجاؤ، اور اس قدر نماز پڑھو کہ ایک عبادت گذار انسان بن جاؤ، اگر تم ایسا کرسکو تو تمہارے لئے کچھ کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ جو عاشق ہوجاتا ہے وہ اپنے عشق ومحبت کی راہ میں ہر وہ کام انجام دے ڈالتا ہے جو اسے معشوق سے نزدیک اور قریب کردے۔ ضرب المثل ہے کہ ایک چیونٹا جو مٹی کھود رہا تھا اور اسے ایک ٹیلے سے دوسرے ٹیلے تک لے جارہا تھا اس سے کہا گیا: تو یہ کام کس لئے کررہا ہے؟ بولا: میں ایک چیونٹی کا عاشق ہوگیا ہوں اور اس نے اس ٹیلے کو یہاں سے وہاں منتقل کرنے کو اپنا حق مہر قرار دیا ہے۔ اس سے کہا گیا: تیری عمر تو اتنی نہیں ہے کہ تو وصال تک پہونچ سکے تو پھر کیوں یہ کام انجام دے رہے ہو۔ اس نے جواب دیا: میں خود یہ بات جانتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ اپنے عشق کی راہ میں مجھے موت آئے۔

خلاصہ یہ کہ جوان گیا اور اس نے عبادت کرنا شروع کی، کچھ مدت گزری تو ایک دن وزیر نے بادشاہ سے گفتگو کی کہ فلاں جگہ پہ ایک عابد رہتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، بہتر ہے ہم اس سے ملاقات کو چلیں، بہر کیف بادشاہ کو شکار کے بہانے اس جگہ پر لے گیا، ادھر اس جوان کو کہلا بھیجا کہ اگر ہم آئیں تو کسی طرح کے ردعمل کا مظاہرہ نہ کرنا، بس نماز پڑھتے رہنا تم سے جتنا بھی کہا جائے کہ یہ بادشاہ سلامت ہیں، تم کوئی دھیان نہ دینا، اور اپنا کام کرتے رہنا، بادشاہ وہاں پہونچا اور دروازے کے باہر بڑی دیر تک منتظر رہا لیکن وہ عابد باہر نہیں نکلا۔ وزیر بولا: میں خود جاکر اسے باہر لارہا ہوں، وزیر نے اندر جاکر عابد سے کہا: عابد! اب بس کرو اور آجاؤ، پھر بھی وہ باہر نہیں آیا تو وزیر نے کہا: اب وقت آن پہونچا ہے باہر آجاؤ، لیکن وزیر کے بہت اصرار کے باوجود بھی اس

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

جوان نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنی عبادت جاری رکھی، خلاصہ یہ کہ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے کیونکہ وہ جوان سچ مچ بدل چکا تھا، وزیر نے اس کے وہاں پیغام بھیجا کہ تم نے بہت برا کیا! میری ساری محنت برباد کردی، عابد نے جواب دیا کہ میں اس وقت تک بادشاہ کے لئے ریا کی صورت میں اٹھک بیٹھک کررہا تھا اور میں نے دیکھا کہ میرا یہ ظاہری عمل دنیا کے بادشاہ کو میرے دروازے تک لے آیا تو اب میں نے طے کرلیا ہے کہ واقعاً اللہ سبحانہ ساری کائنات کے بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر رہوں۔

بادشاہ کے سامنے اٹھک بیٹھک لگانا تو کوئی ہنر نہیں ہے، یہ کام تو سبھی کرلیتے ہیں، اگر تم سچے ہو تو شاہ مرداں امیرالمومنین علی علیہ السلام کی پیروی کرو۔

امیرالمومنینؑ وہ ہیں کہ نماز کے عالم میں تیر آپ کے پاؤں سے نکال لیا گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی، اس اخلاص کی طرف انشاءاللہ خدا ہمیں متوجہ کردے اور اس گناہ (شرک) کو ہم سے دور کردے جو ہمارے سامنے اعمال کو باطل کررہا ہے، ہمارے پاس بڑی بڑی نعمتیں ہیں جو اللہ نے ہمارے اختیار میں دی ہیں۔

ریا کے ذریعہ عمر اور سرمایہ کا ضائع ہونا:

آپ نے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ کبھی اپنے سونے کو اخروٹ سے بدل لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اخروٹ زیادہ اچھا ہے، ہمارے یہاں ایک مہمان آئے ہوئے تھے ان کا ایک شرارتی بچہ تھا، اچانک میری ماں کی نظر پڑی کہ ان کے ہاتھ کی گھڑی نہیں ہے، کچھ گھنٹے بعد وہ بچہ آیا اور بولا: وہ گھڑی میں نے اٹھائی ہے، میں گلی میں تھا ایک لڑکا سائیکل چلا رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ ایک چکر مجھے بھی اپنی سائیکل چلا لینے دو، لیکن اس نے نہیں سنا، تو میں نے آپ کی گھڑی اس کو دیدی اور پھر اس نے ایک دو چکر لگانے کے لئے مجھے اپنی

سائیکل دیدی، دیکھیئے دوسروں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے ہم خدا کے حاضر وناظر ہونے کو کس طرح سے نظرانداز کرتے ہیں اور بچوں جیسی حرکتیں انجام دیتے ہیں۔

اب دنیا پر توجہ رکھنا بھی اسی طرح ہے، ہم اپنی عمر جیسی قیمتی چیز دے دیتے ہیں تاکہ ایک دو چکر کھیل کود کرسکیں، بعض اوقات ہم اتنی زحمت جو اٹھاتے ہیں وہ سب کی سب ریاکاری ہوتی ہے اور اس سے بدتر یہ ہے کہ صرف ہم خود کو دیکھتے ہیں، یہ کام ہم کس لئے انجام دیتے ہیں؟ کیا اس لیے کہ ہماری چشم دل وا ہو جائے؟!

بس خدا کو دیکھنا:

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پڑھی کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں: جو کوئی چالیس دن خالصتاً خدا کے لئے کوئی عمل انجام دے اور گناہ نہ کرے تو اس کے دل میں حکمت موجیں مارنے لگتی ہے اس شخص نے چالیس دن عمل انجام دیا لیکن دیکھا کہ کچھ نہیں ہوا، پھر اس نے سند حدیث کی چھان بین کی، دیکھا سند حدیث صحیح ہے، اپنے کام کی تفتیش کی، دیکھا کہ کوئی کوتاہی نہیں کی، خلاصہ یہ کہ اپنے دوستوں کے پاس گیا اور ان سے ماجرا بیان کیا۔ اس کے دوست جو کہ زیادہ بصیرت رکھتے تھے، بولے: تم نے یہ چالیس دن اپنے قلب مبارک سے حکمت پھوٹنے کے لئے عبادت کی ہے نہ کہ خدا کے لئے، تم نے بس خود کو دیکھا ہے اور یہ ریا اور شرک ہے۔ خود بینی، بدترین شرک ہے، خدا فرماتا ہے: "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"۔ (سورہ عنکبوت، آیت ۶۹) جو کوئی ہماری راہ میں ہوتا ہے ہم اسے صحیح راستے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ انصاف تو یہ ہے کہ زیب نہیں دیتا ہے کہ ہم خود کو اتنے سستے میں اور اس قدر آسانی سے بیچ دیں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ سبحانہ کی طرف سے خطاب پہونچتا ہے کہ اے فرزند آدم! میں نے ساری چیزوں کو تیرے لئے اور تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے، لہٰذا ہر چیز

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

تیرے لئے ہے اور تو میرے لئے۔

حدیث قدسی ہی میں اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم زمین و آسمان کو ملا دیں پھر بھی ان میں میری (اللہ سبحانہ کی) گنجائش نہیں بن سکتی ہے لیکن خدا کی مومن کے دل میں گنجائش بن جاتی ہے، یہ بڑی اہم بات ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کو دیکر ایک دو چکر سائیکل چلانے کے لئے کھیل میں لگ جائیں۔

ریا کرنے والے کی علامتیں:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ریا کار انسان کی تین علامتیں ہیں:

۱۔ جب لوگوں کو دیکھتا ہے تو نہایت چاق و چوبند ہو جاتا ہے۔

۲۔ جب تنہا ہوتا ہے نہایت سست اور پژمردہ ہوتا ہے۔

۳۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کے تمام کاموں کی تعریف کی جائے۔

ہم جب باہر نماز پڑھتے ہیں تو ہماری نماز طول و تفصیل کے ساتھ ہوتی ہے لیکن جب اکیلے میں نماز پڑھتے ہیں تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ آیت اللہ بروجردی کے ایک شاگرد کہتے ہیں: جب نماز جماعت سے ہوتی تو آقائے بروجردی بہت جلد نماز پڑھتے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، وہ کہتے ہیں: میں ان کے گھر پہ گیا، انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ میں کمرے میں ہوں، وہ نماز پڑھ رہے تھے، خلاصہ یہ کہ میں بیس منٹ وہاں پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ان کی نماز تمام ہوئی، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ آخر تھکتے کیوں نہیں؟

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "جب ہم کوئی کام انجام دیتے ہیں تو ہمیں خواہش رہتی ہے کہ ہماری تعریف کی جائے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ ایک فطری بات ہے، لیکن ہر کام میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"

ہمارے کاموں کا تعلق ہماری نیتوں سے ہوتا ہے، شرک اور ریا ہمارے وجود اور قلب میں نفوذ کر جاتی ہے، لیکن اخلاص اور نیکی سب کی سب معرفت کے محور پر گردش کرتی ہے۔

معرفت اور ریا کو برطرف کرنے میں اس کا اثر:

حضرت آیت اللہ بہجت سے سوال کیا گیا: تکبر، ریا، خود پسندی اور شہرت طلبی وغیرہ کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ ساری اخلاقی برائیاں معرفت خدا کی کمی سے وجود میں آتی ہیں جو کہ اُنس حاصل کرنے والوں کے مونس (خدا) کے ساتھ عبادت میں اُنس پیدا کرنے سے برطرف ہو جاتی ہیں۔" (بہ سوئے محبوب، ص/ ۶۹، ترجمہ کی صورت میں)

ہماری توحید کمزور ہے، ان بیماریوں کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ بس اسی کو نظر میں رکھیں اور اسی سے اُنس پیدا کر دیں، اس وقت خدا جلوہ گر ہوگا، کیونکہ سارا عالم، اللہ سبحانہ کی جلوہ گاہ ہے۔ "اللهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ"۔ (سورہ نور، آیت ۳۵) خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے، آپ جدھر بھی نظر ڈالیں گے سب سے پہلے خدا کا نور اور تجلی نظر آئے گی، ہماری پریشانی یہ ہے کہ ہم خدا کو نہیں دیکھتے، خود کو دیکھتے ہیں۔ انشاء اللہ ہم خدا بین (خدا کو دیکھنے والے) ہو جائیں اور اللہ سبحانہ کی مرحمت ہمارے شامل حال ہو۔

ایک شخص کا کہنا تھا کہ میں ہمیشہ نماز جماعت میں جاتا اور پہلی صف میں کھڑا ہوتا، ایک دن نماز میں دیر سے پہونچا، نماز کے آخر تک میرا ذہن اسی بات کو لے کر پریشان رہا! پھر میں نے اپنے دل میں کہا: ارے تم پوری زندگی تو پہلی صف اور غیر خدا کے لئے نماز پڑھتے رہے، پھر خدا کا مقام کہاں رہا؟ پھر اس شخص نے اس توجہ اور شبہہ کو لے کر اپنی کئی برس کی ساری نمازیں دوبارہ قضا کے عنوان سے پڑھیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

اعمال میں ہوائے نفسانی کی بو:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی جاڑے کے موسم میں مٹی کے تیل کے کام پر مامور تھا اور تیل تقسیم کرتا تھا، اچھا آدمی تھا محلّہ کے سارے لوگ اسے دوست رکھتے تھے، ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ انقلاب اور اسلامی جمہوری نظام کی برکت سے گھروں میں گیس کی پائپ لائن بچھادی گئی اور پھر تیل کی ضرورت ختم ہوگئی ایک روز وہ تیل بیچنے والا آدمی اس محلّہ سے گذرا اور وہاں کے ایک شخص کو دیکھا اور اس کو سلام کیا، لیکن اس شخص نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کی جانب کوئی توجہ دی، دوسرے دن وہ ہمارے ایک پڑوسی کے وہاں گیا اور گلہ کرنے لگا کہ تم لوگ ایک مدت تک تیل کی خاطر مجھے سلام کرتے رہے اور اب جبکہ تیل کی ضرورت نہیں رہی تو نہ صرف یہ کہ مجھے سلام نہیں کرتے ہو بلکہ میرے سلام کا جواب بھی بڑی مشکل سے دیتے ہو، اور پہلے جیسی مزاج پُرسی بھی نہیں کرتے۔

ہم ایک مدت تک سلام کرتے ہیں تیل کی خاطر، اس لئے نہیں کہ سلام مستحب ہے در واقع ہمارا سلام کرنا خدائی بو نہیں بلکہ ہمارے اعمال ہوائے نفس کی بو دیتے ہیں، اگر ہماری عبادت شرک اور ریا کے ساتھ ہو تو باطل ہے۔

خدایا! ہم تجھے حضرت فاطمہ معصومہؑ کا واسطہ دیتے ہیں کہ گناہ اور فکر بد کو ہمارے دل سے نکال پھینک۔ شرک وریا کو ہمارے وجود سے دور فرما! اور ہمیں اخلاص اور اپنی جانب توجہ نصیب فرما!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آٹھویں گفتار

نماز شب اور خدا کے ساتھ خلوت:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد و آله الطاهرين المعصومين.

مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی السلام کے ایام ضربت کی ہم آپ کی خدمت میں پیشگی تعزیت وتسلیت عرض کرتے ہیں؛ انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم شب قدر کو درک کرسکیں۔

تہجد اور نماز شب:

گذشتہ بحثوں کو جاری رکھتے ہوئے حضرت آیت اللہ بہجت نماز شب کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

"عبادت میں ہم سے پہاڑ توڑنے اور طاقت استعمال کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے، عبادات میں سب سے زیادہ سخت نماز شب کا پڑھنا ہے، جو درحقیقت سونے کے وقت میں تبدیلی کرنے کا متقاضی ہے نہ کہ بالکل نہ سونے کا"۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/٦٦)

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

قرآن مجید میں جو کہ خدا کے نورانی کلمات سے عبارت ہے نماز شب کو ایک خاص شکل میں پیش کیا گیا ہے، اگر ہم واقعاً چاہتے ہیں کہ کسی منزل کو پہونچ جائیں تو ہمیں نماز شب کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

آیت اللہ ملا حسین قلی ہمدانی جو کہ عرفان میں ایک بزرگ اور نہایت عظیم شخصیت ہیں، اپنے شاگرد مرحوم مرزا جواد ملکی تبریزی سے فرماتے ہیں: ''صرف تہجد گزار افراد ہوتے ہیں جو درجات و مقامات پہ فائز ہوتے ہیں۔'' تہجد گزار وہ لوگ ہوتے ہیں جو شب زندہ دار ہوتے ہیں، سحر کے وقت اٹھتے، نماز شب پڑھتے اور مناجات کرتے ہیں، لہٰذا شب کی تاریکی ہی وہ شئے ہے جو انسان کو کسی منزل تک پہونچاتی اور کسی مقام تک اسے لے جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں: جو لوگ بھی دین کے درجات و منازل میں کسی مقام تک پہونچے ہیں وہ سب کے سب سحر خیز تھے۔

نماز شب ایک بہت اونچا زینہ ہے کہ انشاء اللہ خدا توفیق دے ہم وہاں تک پہونچ سکیں، درواقع، حضرت آیت اللہ بہجت فرمارہے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے ہیں کہ تم سوؤ ہی نہیں، بلکہ ہماری گفتگو یہ ہے کہ اپنے سونے کا ٹائم بدل دو، ہم نماز صبح سے آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ پہلے اٹھتے ہیں، اپنی تھوڑی سی نیند کم کردیتے ہیں، اور اس کے بدلے میں دن میں سوجاتے ہیں، کسی انہونی اور عجیب وغریب چیز کا ہم سے تقاضا نہیں کیا گیا ہے۔

رات کا خاص ماحول اور فضا:

یہاں پہ چند باتیں قابل ذکر ہیں، ایک تو رات کی خاص فضا سے متعلق ہے کہ کیوں نماز شب کی اسقدر تاکید کی گئی ہے؟! ہم دن میں بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن یہ کیسے ہوتا ہے کہ نماز شب اس قدر جلوہ دکھاتی ہے؟! خدا فرماتا ہے: ''سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ

لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى'' (سورۂ اسراء، آیت ۱)

''منزہ اور پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندہ کو رات میں لے گیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب'' کہ درحقیقت وہی پیغمبر اکرمؐ کی معراج ہے، یہ واقعہ کس وقت پیش آیا؟ رات کی تاریکی میں، تو رات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ رسول خداؐ کی معراج اس میں واقع ہوئی۔

روایت میں آیا ہے کہ معراج میں جو کہ قرب الٰہی کی سب سے اونچی اور آخری منزل ہے۔ رسول خداؐ کو حکم ہوتا ہے کہ خدا سے کچھ مانگیں، ظاہر ہے وہاں پہ رسول خداؐ اپنی سب سے بڑی خواہش کا تقاضا کریں گے، آپ نے فرمایا: میں عبد رہنے کا تقاضا کرتا ہوں، اور یہی ان کی سب سے بڑی آرزو ہے، جس کی حضرت رسول خداؐ درخواست کرتے ہیں۔ ہم قدر کے دن اور رات کا سامنا کررہے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ تین راتیں (انیسویں، اکیسویں، اور تیئسویں رات) شب قدر ہیں، خدا فرماتا ہے: ''إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ'' ''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا، رات کی بڑی خصوصیت ہے، دنیا کی سب سے اہم اور عظیم شئے رات میں پیش آئی اور شب میں اس کی تجلی ہوئی، شب قدر جو ظاہری صورت میں تاریک ہے لیکن وہ درجاتِ نور الٰہی کے نزول کی فضا اور ظرف ہے، دوسرے لفظوں میں، اتنی ساری راتوں میں صرف ایک رات ہے جس کا نام شب قدر ہے یہ شب، نزول قرآن کی شب ہے، یہ شب امام زمانہ علیہ السلام کی شب ہے، خدا کے ساتھ ارتباط برقرار کرنے کی شب ہے۔

خدا اپنے رسول سے فرماتا ہے: ''إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا''۔ (سورۂ مزمل، آیت ۶) سحر کے وقت خدا کے ساتھ خلوت کرو کہ یہ ثابت قدم اور پائیدار ہونے کی نشانی ہے، کیونکہ دن میں انسان کی دوسری مشغولیات بھی ہوتی ہیں اور دنیا کے روزمرہ کے کام بھی انجام دیتا ہے، گوکہ پیغمبر اکرمؐ کے سارے کام خدا کے لئے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہیں، لیکن تاریکیٔ شب میں براہ راست ارتباط، اجتماعی اور سماجی سرگرمیوں سے فرق کرتا ہے، کیونکہ ان میں غیر خدا کا بھی کچھ جلوہ آجاتا ہے چنانچہ خدا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ ہم نے شب کو تمہارے لئے رکھا ہے۔

رات اسی لئے ہے کہ ہم خدا سے اُنس پیدا کریں، اس کی بارگاہ میں رہیں، اور یہ ظرفِ زمان، بہت عظیم اور مستحکم ہے۔ یہ ایام، امیر المومنینؑ کی شہادت کے ایام ہیں، حضرت علی علیہ السلام انہیں راتوں میں کھانے کا گٹھر کندھے پر لادتے اور یتیموں کی خبر گیری کرتے تھے، رات ہی میں حضرت علیؑ کنویں میں اپنا سر کر لیتے تھے، رات کی ملکوتی اور معنوی فضا ہوتی تھی کہ امام علیؑ نمازوں میں غش کر جاتے تھے، انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم حضرت علیؑ کی عبادات کو سمجھ سکیں۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کہ نماز شب پڑھنے کی ہمیں توفیق حاصل ہو، اس سلسلہ میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں گناہ نہیں کرنا چاہئے۔ گناہ خدا سے اُنس حاصل کرنے میں رکاوٹ ہے۔

نماز شب پڑھنے سے محرومی کی وجہ:

ایک شخص کہتا ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا: مولا! میں نماز شب سے محروم ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تمہیں تمہارے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے۔"۔ا۔ (بحار الانوار، ج/ ۸۷، ص/ ۱۴۶) اگر آپ گناہ نہ کریں تو آپ کو نماز شب پڑھنے کی توفیق حاصل ہوگی، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص گناہ کرتا ہے وہ نماز شب سے محروم رہتا ہے۔ اس لئے کہ برائی کرنے والے میں بُرائی گوشت میں چُھری سے زیادہ جلد اثر

کرتی ہے۔ (میزان الحکمۃ، ج/ ۵، حدیث/ ۱۰۶۷)

خدا قرآن میں پیغمبر اکرمؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: "ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں، بے شک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے"۔ (سورۂ مزمل، آیت ۵۔۶)

رات اور حضرت حق کی بارگاہ تک رسائی:

ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں ہیں۔ سورہ مزمل میں آیا ہے: "يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۱) قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلاً (۲) نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلاً"۔ (سورہ مزمل، آیت ۱، ۲، ۳) اے میرے چادر لپیٹنے والے، رات کو اٹھو مگر ذرا کم، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر دو، بہر حال رات کی تاریکی میں بڑے واقعات پیش آتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی معراج میں خدا سے چاہتے ہیں کہ اسی کے بندے رہیں اور بندگی کرتے رہیں۔ جب پیغمبر اکرمؐ کی معراج تمام ہوگئی، تو ایک آیت نازل ہوئی اور خدا نے فرمایا: "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى"۔ (سورہ اسراء، آیت ۱) پاک و منزہ ہے وہ خدا جو ایک مبارک شب میں اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے چاروں طرف برکت ہی برکت ہے تاکہ اسے اپنی نشانیاں دکھائے۔

خدا اس طرح واضح کر رہا ہے کہ معراج کس فضا اور ماحول میں واقع ہوئی اور ایسے اس نے اپنے پیغمبر کی دعا مستجاب فرمائی اور انہیں مقام عبودیت عنایت فرمایا: "أَسْرَى بِعَبْدِهِ "اشهد ان محمداً عبده ورسوله۔" معراج، شب میں واقع ہوئی، خدا کے لئے فرق نہیں پڑتا ہے کہ رات ہو یا دن، لیکن انسان کے لئے فرق پڑتا ہے، کیونکہ رات میں زیادہ آمادگی

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

وجود رکھتی ہے، آپ رات کی تاریکی میں ہر جگہ سے کٹے ہوئے ہیں، خواب سے بیدار ہوئے ہیں، اور اس خلوت میں آپ کی توجہ خدا کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، عالم بالا کے نیچے ایک سایہ ہوتا ہے اور یہ جو کچھ ہم یہاں دیکھ رہے ہیں یہ اس کے طبقات اور مراتب کا سایہ ہے۔

رات اور اس کا ایام قدر اور شفاعت سے رابطہ:

بعض حضرات نے فرمایا ہے: یہ خیال نہ کرو کہ شب قدر اذان مغرب سے لیکر اذان صبح تک ہوتی ہے شب قدر ۲۴ گھنٹے ہوتی ہے، انشاء اللہ ہم جب مریں گے تو وہاں قیامت کا دن ہوگا، جبکہ یہاں رات ہی رات ہوگی، خدا فرماتا ہے: رات کی ملکوتی فضا دو خصوصیتیں رکھتی ہے، قرآن شب قدر میں نازل ہوا ہے۔ ''إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ''۔ (سورہ قدر، آیت ۱،۲) بیشک قرآن کو ہم نے شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟! شب قدر وہ شب ہے جس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ہم امام زمانہؑ کے محضر میں ہوتے ہیں۔

ایک لطیف نکتہ ہے، جو لوگ عاشق ہوتے وہ جس چیز پر نظر ڈالتے ہیں انہیں اپنا معشوق نظر آتا ہے۔ مجنوں سے کہا گیا: تم کیوں اس قدر لیلیٰ لیلیٰ کرتے رہتے ہو اور اس کے نام میں مگن رہتے ہو؟ مجنوں بولا: جتنے لوگ بھی کسی مقام اور منزل تک پہونچے ہیں وہ سب رات کے وقت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، اب تم جانتے ہو کہ یہ رات کیوں ہوئی؟ کیونکہ رات کو لیل کہتے ہیں اور میرے معشوق کا نام بھی لیلیٰ ہے۔ اس بناء پر سارے اچھے لوگ لیل کا نام لیتے ہیں، چہ جائیکہ میں جو کہ اس کا عاشق اور فریفتہ ہوں، خدا اپنے رسول نبی اکرمؐ سے فرماتا ہے: ''وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا''۔ (سورہ اسراء، آیت ۷۹) رات کے ایک حصے میں تہجد اور نماز شب کے لئے اٹھا کرو، امید ہے کہ خدا تمہیں مقام محمود پہ مبعوث

پردہ نشین

کرے، مقام محمود وہی شفاعت کبریٰ ہے کہ شفاعت کے باب میں ائمہؑ فرماتے ہیں کہ تم شفاعت حاصل کرنے کی لیاقت پیدا کرو، ہم تمہاری شفاعت کریں گے، اور یہ خدا کی بے پایاں رحمت ہے اور یہ رحمۃ للعالمین کی تام وتمام تجلّی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: شب میں دو رکعت نماز پڑھنا مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب اور عزیز ہے۔ (بحار الانوار، ج/۸۷، ص/۱۴۸) لہٰذا نماز شب بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

نماز شب، سچی محبت کی پہچان:

حضرت ابراہیمؑ کا مرتبہ رسول خداؐ کے بعد سب سے بلند ہے، رسول خداؐ نے جابر بن عبداللہ سے فرمایا: جابر! جانتے ہو کیوں خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست (خلیل) منتخب کیا؟ ایک تو یہ کہ وہ فقراء کو کھانا کھلایا کرتے تھے، اور دوسرے یہ کہ نماز شب پڑھا کرتے تھے۔ (حوالہ سابق) اسے کہتے ہیں عاشق کا معشوق کے حضور میں حاضر ہونا۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا: جھوٹ کہتا ہے وہ شخص جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے لیکن شب کی تاریکی میں خواب سے بیدار ہو کر نماز شب میں مشغول نہیں ہوتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''شرف المومن صلاته باللیل''۔ (حوالہ سابق، ص/۱۴۱) مومن کا شرف اس میں ہے کہ وہ نماز شب پڑھے۔ روایت میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے نیک اعمال کا ثواب قرآن میں معین کر دیا ہے، سوائے نماز شب کے، اس لئے کہ اس کی منزلت وعظمت خدا کے نزدیک بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے اس کا ثواب معین نہیں کیا ہے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

خدا فرماتا ہے: ''تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ''۔ (سورۂ سجدہ، آیت ۱۶) وہ رات کی تاریکی میں بستر خواب پر اپنے پہلو ہلاتے ہیں، خوف وامید کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں، کوئی نہیں جانتا کہ ان کے نیک عمل کا ثواب کتنا ہے۔

ہم نے عالم غیب میں بے انتہا ثواب کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ (وسائل الشیعہ، ج/۵، ص/۲۸۱)

نماز شب کی توفیق:

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم کیا کریں کہ نماز شب پڑھنے کی ہمیں توفیق حاصل ہو جائے؟

ایک استاد فرما رہے تھے کہ چند سال سے میری آرزو تھی کہ نماز شب پڑھوں لیکن توفیق حاصل نہیں ہوتی تھی۔ کبھی کبھی اس کے لئے اٹھ جاتا تھا لیکن پابندی سے نہیں پڑھ پاتا تھا۔ ایک دن ایک بس میں بیٹھا ہوا تھا، میں بس کے آگے کے حصے میں تھا اور واٹر کولر بھی میرے نزدیک ہی تھا، ایک بچہ کو جو گاڑی میں تھا پیاس لگی، مجھ سے کہنے لگا اگر زحمت نہ ہو تو تھوڑا سا پانی دے دیجئے، میں نے گلاس پانی سے بھرا اور جب وہ گلاس اس بچہ کو دینا چاہا اسی وقت میں نے نیت کی اور دل میں کہا: خدایا! اس ایک گلاس پانی کا ثواب میرے والد کی روح کو پہونچے، اس شب کے بعد سے معجزاتی طور پر مجھے نماز شب پڑھنے کی توفیق مل گئی۔ البتہ بس خدا جانتا ہے کہ اس ایک گلاس پانی اور نماز شب میں کیا رابطہ ہو سکتا ہے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں آیت اللہ بہجت کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا: حضور! مجھے نماز شب کی توفیق حاصل نہیں ہو رہی ہے، مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کروں؟ حضور نے میری طرف ایک نگاہ کی اور فرمایا: تم کتنے بجے اٹھنا چاہتے ہو؟ میں

نے کہا: تین بجے شب میں، آپ نے فرمایا: اب اس کے بعد سے اٹھ جایا کروگے۔ چنانچہ پھر اس کے بعد سے میں ہر رات تین بجے بیدار ہو جاتا ہوں۔

جب اس طرح کی بات کسی سے سرزد ہوتی ہے تو ضرور اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے کہ اس طرح سے اس کی بات پوری ہو جاتی ہے اسی صورت میں جیسا کہ اس نے کہا ہے۔

نماز شب کی توفیق پیدا کرنے کے اسباب وعوامل:

ہم نے کتاب ''پرہائے صداقت'' میں بیان کیا ہے کہ جس زمانے میں آقائے قاضی (سید علی قاضی) نجف میں رہتے تھے قاسم نامی ایک شخص جو چور اور ڈاکو کے عنوان سے مشہور ومعروف تھا۔ اور وہ بھی اس حد تک کہ اگر کوئی آدمی اس کو سڑک کے ایک طرف دیکھتا تو احتیاط سے دوسری طرف سے راستہ چلنے لگتا۔ قاسم کی بس ایک اچھی خصوصیت یہ تھی کہ اسے سید العارفین حضرت آیت اللہ قاضی سے بڑی عقیدت تھی، اس حد تک کہ روزانہ غروب آفتاب کے وقت آقائے قاضی کے جانے کے راستے میں چھپ کر بیٹھا رہتا اور جیسے ہی آقائے قاضی وہاں سے گذرتے قاسم دیوار کے پیچھے سے سامنے آتا آقا کو سلام کرتا اور احترام سے ان سے پیش آتا۔

آقائے قاضی کے شاگردوں نے جب دیکھا کہ یہ شخص تو ہر روز استاد سے دعا سلام کرتا ہے تو وہ اپنے استاد کی شخصیت کے حوالے سے فکر مند ہو جاتے ہیں اور آقا سے عرض کرتے ہیں کہ یہ شخص وہ ہے کہ سارے لوگ اسے فاسق وفاجر اور چور کی حیثیت سے پہچانتے ہیں اور اگر یہ سلام ودعا کا سلسلہ یونہی روز جاری رہا تو لوگ خیال کریں گے آپ کے اور قاسم کے بیچ کوئی رابطہ پایا جاتا ہے اور یہ بات آپ کے ایسے عالم وعارف ومجتہد کی شان کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

آقائے سید علی قاضی شاگردوں کی بات پر کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں، شاید اس ہر روز کی ملاقات اور مختصر آشنائی حاصل ہو جانے کے کئی ماہ بعد ایک روز آقائے قاضی نے قاسم کو مخاطب کر کے فرمایا: قاسم! اگر میں تم سے ایک کام انجام دینے کی درخواست کروں تو کیا تم اسے انجام دو گے؟

آقا نے فرمایا: وہ ایسا کام ہے جو تم کر بھی سکتے ہو، اس میں کوئی خرچ بھی نہیں ہے اور اس میں تمہارا زیادہ وقت بھی نہیں لگے گا۔

قاسم عرض کرتا ہے: تو فرمایئے! دیکھوں کیا کام ہے کہ اگر میرے بس میں ہوگا تو انجام دوں گا۔ آقا کہتے ہیں: پہلے تم وعدہ کرو کہ اسے ضرور انجام دو گے۔

قاسم جواب دیتا ہے: جس کام کو میں جانتا ہی نہیں کہ ہے کیا تو پھر وعدہ کیسے کر سکتا ہوں، بہر حال طویل گفتگو اور آقائے قاضی کے شاگردوں کے اصرار کے بعد قاسم وعدہ کر لیتا ہے، حضرت آیت اللہ قاضی فرماتے ہیں: آج آدھی رات کو اٹھو اور نماز شب پڑھو، قاسم کی آنکھوں میں بجلی کوندنے لگتی ہے، عرض کرتا ہے: حضور! میں واجب نمازیں بھی نہیں پڑھتا ہوں اور پھر یہ کہ اصلاً رات کے اس ٹائم میں میرے لئے اٹھنے کا امکان نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ ہمارا روز کا معمول ہے کہ آخر شب تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکٹھا ہوتے ہیں اور عیش و نوش میں مشغول رہتے ہیں اور جب سوتے ہیں تو دوپہر تک چٹان کی ٹکڑے کی طرح ہلتے بھی نہیں ہیں۔

آقائے قاضی فرماتے ہیں: پہلے تو یہ کہ تم نے وعدہ کیا ہے اور دوسرے یہ کہ تم اس ٹائم اٹھنے کے لئے فکر مند نہ رہو، بس سونے سے پہلے نیت کر لو کہ کس ٹائم تمہیں اٹھنا ہے، میں خود تمہیں بیدار کر دوں گا، جب قاسم کے پاس آقائے قاضی کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا ہے تو وہ آقائے قاضی کے شاگردوں سے نماز پڑھنے کا

طریقہ سیکھتا اور گھر چلا جاتا ہے،

قاسم بیان کرتا ہے کہ میں نے رات کے آخری حصے میں ہمیشہ کی طرح سونے کا ارادہ کیا تو مجھے اپنا وعدہ اور پیمان یاد آ گیا، میں نے نیت کی اذان صبح سے ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہو جاؤں، مجھے نیند آ گئی اور تھوڑی دیر بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا اور پھر میں نے بہت کوشش کی مگر مجھے نیند نہ آئی، اب مجھے احساس ہوا کہ یہ وہی ٹائم ہے جس میں اٹھنے کی میں نے نیت کی ہے، اب یہ آقائے قاضی کا کیسا تصرف تھا کہ قاسم کو شہر کے اس کنارے سے اس کے گھر میں بیدار کر دیتے ہیں؟

قاسم اٹھ جاتا ہے اور وضو کرنے کی نیت سے گھر کے صحن میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں نے دالان کا دروازہ کھولا اور میری نظر صحن کے بیچوں بیچ حوض پر پڑی جو کہ پانی سے بھرا ہوا تھا اور کامل چاند کا عکس اس حوض میں پڑ رہا تھا تو چاند کی چاندنی میرے چہرے اور سینے سے لگی اور ناگاہ مجھے اپنے جسم میں لرزہ کا احساس ہوا، اور غیر شعوری طور پر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور میں گریہ وزاری اور توبہ واستغفار کرنے لگا کہ اے خدا! ان حضرات کے صدقے میں جو ابتدائے عمر سے تیری بارگاہ میں حاضر رہے ہیں مجھے جو کہ آج کی رات سے ہی حاضر ہوا ہوں اپنی بارگاہ میں منظوری دیدے۔

قاسم اسی وقت اپنا رویہ بدل دیتا ہے اور اس منزل کو پہونچ جاتا ہے کہ لوگوں کے درمیان ایک ولی خدا کے عنوان سے مشہور ہو جاتا ہے، اور اگر کسی کے یہاں کوئی بیمار اور مریض ہوتا تو وہ شفا کے قصد سے قاسم کا جھوٹا پانی پیتا کہ اچھا ہو جائے اور واقعاً وہ شفایاب بھی ہو جاتا تھا۔

مرحوم علامہ طباطبائی فرماتے ہیں: ایک روز میں مدرسۂ نجف میں تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا آقائے قاضی ہیں، انہوں نے فرمایا: بیٹے! اگر دنیا چاہتے ہو، نماز شب پڑھو، اگر آخرت چاہتے ہو نماز شب

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

پڑھو! حضرت علامہ کہتے ہیں کہ اس جملے نے میرے اندر اس درجہ اثر کیا کہ ان چند سالوں میں جو میں نے نجف میں گذارے مرحوم آقائے قاضی سے میرا مستقل ارتباط رہا۔ آپ دیکھئے کہ ولی خدا کا ایک جملہ کیسی تاثیر رکھتا ہے، اب اگر یہی جملہ امام زمانہؑ آپ سے کہہ دیں تو کیا صورت پیش آسکتی ہے۔

حضرت آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: سورہ کہف کی آخری آیت پڑھنے اور اس کا اہتمام برتنے سے اگر مسئلہ حل نہیں ہوا تو یہ وقت کو نصف شب میں بدل دو اور نماز شب کو نصف شب سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ (بہ سوئے محبوب، ص/۷۷، قدرے تصرف کے ساتھ)

حدیث میں ہے کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ نماز شب کے لئے بیدار نہیں ہوسکو گے تو نماز پڑھ کے سویا کرو۔

آقائے بہجت سے سوال کیا گیا۔ حضور! ہم نماز شب پڑھنے اور سحر کے وقت اٹھنے کے سلسلہ میں کاہل ہیں۔ برائے مہربانی رہنمائی کیجئے، آپ نے فرمایا: نماز شب کے سلسلہ میں کاہلی اس طرح سے دور ہوسکتی ہے کہ طے کرلو کہ جس رات نماز شب پڑھنے میں کامیاب نہ ہوئے اس دن اس کی قضا بجالاؤ گے۔

نماز شب کی عظمت میں احادیث:

آیت اللہ بہجت فرماتے تھے: اگر ترک معصیت کا پختہ ارادہ رکھتے ہو اور اس کے آثار سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو نماز شب ترک نہ کرو، اور آپ نے فرمایا: ترک معصیت کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے اور تمام توفیقات کی کنجی نماز شب ہے۔

اس بناء پر آپ جیسا کہ متوجہ ہوگئے۔ نماز شب کو حذف نہیں کیا جاسکتا ہے، رسول خدا بیان کرتے ہیں۔ کہ خدا فرماتا ہے: میں اس انسان پہ جو اپنی ترک شدہ نماز شب کی دن میں قضا کرتا ہے مباہات کرتا ہوں اور فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے فرشتو! میرا بندہ اس

چیز کی قضا بجالا رہا ہے جسے میں نے اس پر واجب نہیں کیا ہے۔ لہٰذا تم گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا۔ (بحار الانوار، ج/۸۷، ص/۲۰۲)

نماز شب اس شخص کے لئے جو اسے بجالاتا ہے ظاہری و باطنی آثار و برکات کے علاوہ دنیوی اور اخروی آثار و برکات بھی اپنے دامن میں رکھتی ہے۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: تمہیں نماز شب کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ وہ تم سے پہلے کے صالحین کی سیرت رہی ہے، شب کی بیداری انسان کو خدا سے قریب کرتی ہے، گناہ سے باز رکھتی ہے، گناہوں پر پردہ ڈالتی ہے اور جسم سے بیماری کو دور کرتی ہے (کتاب سابق، ص/۱۴۳)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: شب کی بیداری، بدن کی سلامتی، اور پرودگار کی خوشنودی کا باعث ہوتی ہے، نماز شب خدا کے لطف و رحمت کے سایہ میں قرار پانا اور انبیاء کے اخلاق سے متمسک ہونا ہے۔ (کتاب سابق، ص۱۴۴)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نماز شب انسان کو خوبصورت، خوش اخلاق، اور خوشبودار بناتی ہے۔ (کہ یہ ظاہری چیزیں ہیں) روزی کو زیادہ، قرض کو ادا، انسان کی آنکھوں کو نورانی اور غم کو دل سے برطرف کرتی ہے۔ (وسائل الشیعہ، ج/۵، ص/۲۷۲)

اگر تمہاری آنکھ کمزور ہے تو نماز شب پڑھو، اگر تمہاری روزی کم ہے تو نماز شب پڑھو اگر تمہارا اخلاق برا ہے، اگر تمہیں غم واندوہ زیادہ ہے تو نماز شب پڑھو، سارے درد کی دوا، شب کی تاریکی میں ہے۔

امام سجاد علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جو شخص نماز شب پڑھتا ہے اس کا چہرہ کیسے خوبصورت ہو جاتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: کیونکہ تہجد گزار اپنے خدا سے خلوت کرتے ہیں اور خدا انہیں اپنے نور سے ڈھانپ لیتا ہے لہٰذا وہ اللہ سبحانہ کی نورانیت کی فضا میں واقع ہوتے ہیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ایک حدیث میں آیا ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: وہ گھر جہاں نماز شب پڑھی جاتی ہے اس کا نور اسی طرح آسمان والوں کے لئے چمکتا ہے جس طرح ستاروں کا نور لوگوں کے لئے چمکتا ہے۔۲۔ (بحارالانوار، ج/۸۷، ص/۱۶۱)

ظاہر ہے جب فرشتے نازل ہوتے ہیں تو نور کے پیچھے جاتے ہیں جیسا کہ شیطان گناہ کے پیچھے جاتا ہے۔

حافظ شیرازی کہتے ہیں،

ہر گنج سعادت کہ خداداد بہ حافظ
از یمن دعائے شب وورد سحری بود

(جو سعادت کا خزانہ بھی خدا نے حافظ کو دیا وہ شب کی دعا اور سحر کے ذکر کی برکت سے تھا)

یہ اولیاء اللہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تم اگر نماز شب نہیں پڑھتے تو کہیں کے نہیں رہ جاتے، کیوں بسا اوقات ہم نماز شب پڑھتے ہیں لیکن وہ خاص حال اور کیف پیدا نہیں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ وہ گناہ اور نامناسب باتیں ہیں جو دن میں انسان کے لئے پیش آجاتی ہیں۔

آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: ترک محرمات شرط اول وآخر ہے اور نماز اول وقت، اور اگر روح بلند ہو تو نماز شب بھی، آپ نے فرمایا کہ تم دوسری نمازوں کو اول وقت ادا کرو تو نماز صبح کے لئے بیدا ہونے کو میرے اوپر چھوڑ دو میں نے ایسا کیا ہے، آدھی رات کے بعد مدرسہ کے کمرے میں سویا ہوا تھا کہ آواز میرے کان میں آئی میں بیدا ہوا تو کوئی نہ تھا، کھڑکی کی طرف دیکھا تو ابھی اذان بھی نہیں ہوئی تھی۔

مقدس اردبیلی اور نماز شب:

مرحوم علامہ اردبیلی جو کہ مقدس اردبیلی کے نام سے مشہور ہیں ان بزرگ ہستیوں میں سے ہیں کہ امام زمانہؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے ہیں۔ ان کے بڑے دلچسپ واقعات ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار جو میں نماز شب پڑھنے اٹھا اور ایک کنویں کے پاس گیا۔ ڈول کنویں کے اندر ڈالا کہ پانی کھینچوں مگر جب ڈول کو اوپر کھینچا تو دیکھا پانی کی بجائے ڈول سونے سے بھرا ہوا ہے، ہم اس فکر میں رہتے ہیں کہ نماز شب پڑھیں تا کہ ہمارا رزق زیادہ ہوجائے، ہماری پریشانی حل ہوجائے، ہمارا غم واندوہ برطرف ہوجائے، ہم اگر دیکھ لیں کہ وہ ڈول سونے سے بھرا ہے تو سارا سونا اٹھالیں گے اور ڈول دوبارہ ڈالیں گے تا کہ پھر سونا ہاتھ آجائے۔ لیکن وہ ہیں کہ سونے کو پھینک دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں خدایا! میں پانی چاہتا ہوں کہ وضو کروں اور تیرے حضور میں نماز شب پڑھوں، لیکن جب دوبارہ ڈول اوپر کو کھنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ پھر وہ سونے سے بھرا ہوا ہے، تیسری دفعہ بھی ڈول سونے سے بھرا ہوا اوپر آتا ہے، تو ایک مرتبہ وہ گریہ کرنا شروع کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ میں گنہگار ہوں جو خدا نے مجھ سے نماز شب پڑھنے کی توفیق سلب کرلی ہے، اور اب جو ڈول اندر ڈالتے ہیں تو اس دفعہ ڈول پانی سے بھرا ہوا اوپر آتا ہے۔

دن میں گزری ہوئی باتیں شب کے اعمال میں اثر انداز ہوتی ہیں، مثال کے طور پر جو چیز گھر میں دوسری چیزوں سے زیادہ گرد وخاک کو نمایاں کرتی ہے وہ آئینہ ہے، کیونکہ اس میں صلاحیت ہے کہ گرد وغبار کو اجاگر کرے، اس لئے کہ آئینہ بہت لطیف اور نازک ہوتا ہے، اور چونکہ تاریکئ شب نہایت لطیف ہوتی ہے۔ لہذا بہت سی چیزوں کو نمایاں کرتی ہے، اگر چھوٹی سے چھوٹی تم نے خطا کی ہوگی اور رات میں اٹھنا چاہو گے تو تمہیں اس وقت پتہ چل جائے گا۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

نماز شب پڑھنے کی امام زمانہؑ کی تاکید:

مفاتیح الجنان میں آیا ہے کہ امام زمانہؑ نے تین بار سید رشتی سے فرمایا: نافلہ، نافلہ، نافلہ، کہ اس سے مراد نماز شب ہے، اسی طرح تین مرتبہ فرمایا: عاشورا، عاشورا، عاشورا۔ کہ مراد زیارتِ عاشورا ہے۔ اور تین دفعہ فرمایا: جامعہ، جامعہ، جامعہ، کہ اس سے مراد زیارت جامعۂ کبیرہ ہے۔

سید رشتی کی داستان مفاتیح الجنان میں ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت امام عصرؑ نے ایک ملاقات میں انہیں یہ ہدایات فرمائی ہیں۔ ایسے میں امام زمانہؑ کے حضور مشرف ہوتے ہیں، اس شرفیابی میں باریک نکتہ یہ ہے کہ اگر تم راستہ بھٹک جاؤ تو زیارت عاشورا پڑھوتا کہ تمہیں راستہ مل جائے۔ جامعۂ کبیرہ اور نماز شب پڑھوتا کہ تمہیں راہ حق نظر آجائے۔ تا کہ تم صراط مستقیم پر گامزن رہو۔

اے وہ کہ جو دنیا میں راہ سے بھٹک چکا ہے، نماز شب، زیارت عاشورا اور زیارت جامعۂ کبیرہ پڑھے تا کہ اسے سیدھا راستہ مل جائے۔

آقائے بہجت سے سوال کیا گیا کہ نماز شب اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق پانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: توفیق کے اوقات میں تساہلی نہ کریں، تا کہ دیگر اوقات میں توفیق ملتی رہے، یہی توفیق ہے، تم اچھے کام انجام دو وہ اچھے کام توفیق پیدا کرتے ہیں، انشاء اللہ خدا اپنے لطف ورحمت کو ہمارے شامل حال کرے۔

خدایا! ہمیں نماز شب پڑھنے کی توفیق عنایت فرما!

خدایا! پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ ھدیٰ علیہم السلام سے ہم کو نزدیک ہونے کی ہمیں توفیق عطا فرمایا:

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نویں گفتار

سیر وسلوک الی اللہ میں حضرت حق سے دعا وارتباط:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ الطاهرین المعصومين.

دعا اور اس کا طریقہ:

حضرت آیت اللہ بہجت کے ہدایات اور نورانی کلمات کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آپ فرماتے ہیں: صلوات کا ترک کرنا اور شخصی دعائیں کرنا ایسا ہی ہے جیسے سرچشمہ کو چھوڑنا اور نالے اور حوض کے پیچھے بھاگنا۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۷۷)

اگر کوئی کہے کہ ہم دعا کے وقت چاہتے ہیں کہ اپنے لئے دعا کریں اور جب کہتے ہیں "الھم صلی علی محمد وآل محمد"، تو درحقیقت، پیغمبرؐ اور آل پیغمبر کے لئے دعا کرتے ہیں جبکہ ہمارا مقصد یہ نہیں تھا۔ حضرت آقائے بہجت اس سلسلہ میں فرماتے ہیں جو شخص ایسا کرے وہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ اس نے سرچشمہ کو چھوڑ دیا ہے اور چھوٹے چھوٹے نالے اور حوض کی تلاش میں ہے، کیونکہ جب واسطہ کے مرتبہ اور درجہ کی وسعت کے لئے دعا ہو تو اس میں انسان کی اپنی دعائیں بھی موجود ہوتی ہیں، اگر آپ نے غور کیا ہوگا تو معلوم

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہو گا حضرت آیت اللہ بہجت ہمیشہ راہ کو مختصر کر کے بیان کرتے ہیں مثلاً اسی سلسلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں: بس صلوات بھیجا کرو کیونکہ جب تم صلوات بھیجتے ہو تو اس میں تمہاری دعا بھی پوشیدہ ہوتی ہے۔ ہم نے سابق کے جلسوں میں دیکھا کہ جب آپ سے ریا کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: بادشاہ کے لئے ریا کرو، البتہ ان توضیحات کے ساتھ جو ہم نے پیش کیں، ہم نے پوچھا: حضور! ہمارے اندر خشوع نہیں پایا جاتا ہے، ہماری توجہ حاضر نہیں رہتی ہے، فرمایا: ایک ''سورہ فاتحہ'' پڑھ لیا کرو، درحقیقت ایک بظاہر سادہ اور مختصر کام انجام دو، آپ سے پوچھا گیا: ہماری توجہ مرکوز رہنے اور دعائیں مستجاب ہونے کے لئے کن شرائط کا مہیا ہونا ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہیں اس کا خیال رہنا چاہئے کہ کبھی محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنا ترک نہیں کرنا۔

دعا کی زبردست قدرت:

خدا سورہ غافر میں فرماتا ہے: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورہ غافر، آیت ۶۰) مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری دعا مستجاب کروں، تو خدا بہت نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ مجھے پکارو پھر سارے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے، مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری دعا قبول کروں، درحقیقت یہ بات وہ صرف اپنے پیغمبرؐ یا کسی خاص شخص سے نہیں کہہ رہا ہے۔

دعا کی قدرت وقوت کے حوالے سے حدیث میں آیا ہے کہ ''الدعاء یرد القضاء بعدما ابرم ابراماً'' دعا خدا کے فیصلہ کو خواہ وہ مستحکم ہو چکا ہو بدل دیتی ہے، آپ دعا سے قضا وقدر تک کو بدل سکتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ ہم بہت ساری دعاؤں سے کم استفادہ کرتے اور ان سے کم بہرہ مند ہوتے ہیں، ایک روز، ماہ رجب میں ہم آیت اللہ بہجت کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا: یہ خیال نہ کرو کہ جو دعا کسی خاص دن یا خاص جگہ کے لئے وارد ہوئی ہے وہ

کسی دن یا کسی جگہ سے مخصوص ہے، ایسا نہیں ہے، یعنی ہمیں خود کو ماہ رجب اور ماہ رمضان کی دعاؤں سے سال کے دوسرے مہینوں میں محروم نہیں رکھنا چاہئے۔

دعائے شریف مشلول:

ایک دعا جو مفاتیح میں آئی ہے دعائے مشلول ہے، اس دعا کے سلسلے میں روایت ہے کہ حضرت علیؑ، امام حسینؑ کے ساتھ مکہ تشریف لے گئے، طواف کی حالت میں تھے کہ کسی کے دل سوز آہ و نالہ کی آواز امیر المومنینؑ کے کان میں پہونچی، امام حسینؑ کی جانب ایک نگاہ کی اور فرمایا: یہ کس کی آواز ہے جو اس قدر سوز و گداز کے ساتھ مناجات کر رہا ہے؟ امام حسینؑ جب آگے بڑھے دیکھا ایک جوان ہے جو گریہ وزاری کر رہا ہے، یہ بات جا کر اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؑ کو بتائی، آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا: جاؤ اسے بلا لاؤ، امام حسینؑ گئے اور جا کر اس جوان سے کہا کہ حضرت علیؑ تمہیں بلا رہے ہیں، اس کی سعادت کا کیا کہنا، حضرت علیؑ اس کا کام بنانا چاہتے ہیں یہ ماہ رمضان ہے۔ حضرت علیؑ کا ایک کام یہ تھا کہ کھانے کا گٹھر کندھے پر رکھتے اور یتیموں کے گھر جاتے اور انہیں کھانا پہونچاتے، کیا ہم امیر المومنینؑ کے اس عمل پر عمل کرتے ہیں؟ انشاء اللہ کہ ہم ان راتوں میں جو کہ شب قدر سے نزدیک ہیں، آنحضرتؑ کے معنوی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوں، بہر حال وہ جوان اپنے مفلوج پاؤں کے ساتھ چلا اور حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا، اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میں اپنے والد کا احترام نہیں کرتا تھا، ایک روز میں اس نیت سے گیا کہ اپنے والد کا پیسہ چوری کرلوں اتنے میں میرے والد آ گئے انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہماری آپس میں ہاتھا پائی ہوگئی اور اسی میں میں نے اپنے والد کو دھکا دے دیا اور وہ زمین پر گر پڑے اور اٹھ نہ سکے، میں گیا اور ان کے پیسے لے لیے میرے اس عمل سے میرے والد مجھ سے بہت ناراض تھے، چند دن کے بعد ہی حج کے مراسم تھے وہ مکہ آئے اور خانۂ کعبہ کے پاس جا کر میرے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

لئے بد دعا کی، اور اس کے فوراً بعد ہی میرے بدن کا ایک حصہ بے حس و حرکت ہوگیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے اپنے والد سے بڑی التماس کی کہ مجھے معاف کر دیں، لیکن تین سال تک انہوں نے مجھے معاف نہیں کیا، اور پھر انہیں میرے حال پہ رحم آیا اور بولے، انشاء اللہ امسال حج پہ جاؤں گا تو تمہارے لئے دعا کروں گا، مگر اس ارادے سے وہ مکہ کی جانب آ رہے تھے تو جس گھوڑے پر وہ سوار تھے وہ گھوڑا بگڑ گیا اور میرے والد کو زمین پر پھینک دیا جس سے ان کا انتقال ہوگیا، میں نے انہیں اسی جگہ دفن کر دیا۔

اس کے بعد سے کئی دفعہ میں مکہ آیا اور خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی، لیکن مجھے شفا نہیں ملی، حضرت علیؑ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے والد تم سے راضی ہوگئے ہیں، اب میں تمہیں ایک دعا تعلیم کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں شفا مل جائے گی، یہ دعا پیغمبر اکرمؐ نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اللہ ضرور تمہاری فریاد سنے گا، اس دعا میں اسم اعظم ہے اور جو مجبور، لاچار یا بیمار اسے پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی، مختصر یہ کہ حضرتؑ نے وہ دعا اس جوان کو تعلیم کی اور فرمایا: اس دعا کو دسویں ذی الحجہ کو شب (شب عید قربان) میں پڑھنا اور صبح کو میرے پاس آنا۔ جوان نے وہ دعا حضرت علیؑ کی ہدایت کے مطابق پڑھی اور اسے شفا مل گئی، پھر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرتؑ نے اس سے فرمایا: کیا حال ہے؟ جوان کہتا ہے، دسویں ذی الحجہ کی شب میں جو دعا آپ نے بتائی تھی میں نے پڑھی اور بہت رویا اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی جب میں نے چاہا کہ دوبارہ اسے پڑھوں تو غیب سے میں نے ایک آواز سنی کہ اے جوان! بس کرو، تم نے خدا کو اسم اعظم کی قسم دی ہے، اسی وقت مجھے نیند آ گئی، خواب میں رسولؐ خدا تشریف لائے اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا: تمہیں شفا مل گئی ہے، اٹھ جاؤ، چونکہ یہ جوان مفلوج و مشلول تھا، لہٰذا وہ دعا دعائے مشلول کے نام سے مشہور ہوگئی۔

دعائیں شیعوں کا سرمایہ:

یہ (دعائے مشلول) ان بہت ساری دعاؤں میں سے ایک ہے جو کہ مفاتیح الجنان میں آئی ہیں، یہ دعائیں اہلبیت علیہم السلام کی یادگار ہیں، لیکن عام طور سے ہم ان سے بے بہرہ ہیں، انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم بہرہ مند ہوں، امام خمینیؒ فرماتے ہیں: "ہمیں افتخار ہے کہ حیات بخش دعائیں جنہیں قرآن صاعد (اوپر جانے والا قرآن) کہتے ہیں ہمارے ائمہ معصومینؑ سے وارد ہوئی ہیں۔"

قرآن، اللہ سبحانہ کا کلام ہے جو اوپر سے اترا ہے، ائمہ اطہارؑ کا کلام بھی کلام حق کی طرح بلند مرتبہ کا حامل ہے جو اس شکل، حروف اور کلمات کے قالب میں ظاہر ہوا ہے، قرآن فرماتا ہے کہ رسول اللہؐ وہ ہیں جو ہوائے نفسانی سے کلام نہیں کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (٣) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (سورہ نجم آیت ۳۔۴) اس بناء پر دعائیں، قرآن صاعد ہیں۔

صلوات اور دعا قبول ہونے کا اثر:

صلوات کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر اپنی دعاؤں سے پہلے اور بعد میں تم صلوات بھیجو تو ضرور تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، روایت میں بھی ہم نے پڑھا کہ دعا الٰہی قضاء و قدر کو بدل دیتی ہے، اس بات کی جانب بھی ہم اشارہ کر دیں کہ دعاؤں سے قضاء الٰہی بدلتی ہے نہ کہ قدر الٰہی، جب قضائے الٰہی بدلتی ہے قدر الٰہی بھی ویسے ہی بدل جائے گی، "قضائے الٰہی" یعنی اللہ سبحانہ کا امر اور حکم کہ جسے انجام پانا ہی ہے، اور جب امر خدا کا نفاذ ہوگیا تو یہ قدرت خدا کی نشانی ہے اور جب خدا قدرت نمائی کرتا ہے تو اسے "قدر" کہتے ہیں۔ اس بناء پر قضائے الٰہی جو نازل ہوتی ہے وہ قدر میں تبدیل ہو جاتی ہے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

لہٰذا ہمیں دعا کے وقت خدا سے مانگنا چاہیے کہ وہ قضا کو بدل دے۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے: "إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"۔ (سورۂ احزاب، آیت ۵۶) بیشک خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے صاحبان ایمان! تم بھی صلوات بھیجو اور ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہو۔

ہماری ایک گفتگو جس کی طرف پہلے ہم اشارہ کر چکے ہیں یہ تھی کہ خدا کے سارے کام خوب اور خیر ہوتے ہیں اور اچھا کام رکتا نہیں ہے۔ قرآن کی یہی آیت بتاتی ہے کہ صلوات دائمی طور پر پیغمبر اسلام پر نازل ہوتی رہتی ہے، علم صرف ونحو میں ہم پڑھتے ہیں کہ فعل مضارع دوام پہ دلالت کرتا ہے اور ہمیشگی کو بتاتا ہے، یعنی خدا ہمیشہ اور مسلسل صلوات بھیج رہا ہے، یعنی نبی اکرمؐ واسطۂ فیض ہیں، اور جو چیز عالم میں نفاذ پانا چاہتی ہے اس کام کو وسیلے سے انجام دیتے ہیں، جیسا کہ روایت میں ہے کہ: "أبى الله ان يجرى الامور الا باسبابها" خدا کو منظور نہیں ہے کہ امور کو بغیر واسطوں کے انجام دے، اور ارادۂ الٰہی کے واسطے حضرت رسول خداؐ اور اہل بیتؑ عصمت وطہارت ہیں، جب خدا کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنا درود وسلام محمد وآل محمدؐ پر نازل کرتا ہے کہ درحقیقت قضائے الٰہی کا محمد وآل محمد کے واسطے سے نفاذ ہوتا ہے، اور یہ حضرات، اللہ سبحانہ کے مظہر ہیں، اس بناء پر صلوات بھیجنا خدا کے ارادہ سے تعلق رکھتا ہے جو کہ قدرت وقدر الٰہی سے عبارت ہے۔

جب ہم صلوات بھیجتے ہیں تو دراصل ہم خدا سے طلب کرتے ہیں کہ محمد وآل محمدؐ پر درود بھیج، بس لازم ہے کہ صلوات کے ترجمہ پر توجہ رہے تو یہ بات پورے طور سے ہمیں سمجھ میں آجائے گی۔

جب فرشتے صلوات بھیجتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ائمہ کی اطاعت کرتے ہیں لہٰذا یہ حضرات، وسیلۂ فیض ہیں، اب ہمارا صلوات بھیجنا ہے کیا؟ کہتے ہیں بڑا خیال رکھو کہ ابتر اور ناقص صلوات نہ بھیجو بلکہ ضرور آل محمد کا اضافہ کرلیا کرو، اور جو صلوات بھیجتا ہے وہ خدا کے ہمراہ ہوجاتا ہے کیونکہ خدا محمد وآل محمدؐ پر برابر صلوات بھیجتا رہتا ہے، ایسے میں ہم خدا کی ولایت اور اس کے ارادہ کے مجموعے کے تحت واقع ہوتے ہیں اور اگر ایسا ہوگا تو ضرور ہماری دعا قبول ہوگی، آقائے بہجت ایک لطیف اور خوبصورت جملے میں فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص صلوات کو ترک کرے اور کہے کہ میں اپنے لئے دعا کرنا چاہتا ہوں تو درواقع یہ شخص سرچشمہ کو چھوڑ کرنالے اور چھوٹے چھوٹے حوض کے پیچھے چلا گیا ہے، تمہیں یہ بات جان لینا چاہئے کہ جب تم واسطۂ فیض کے لئے مقام ومنزلت اور وسعت کی دعا کرتے ہو تو اس میں تمہاری اپنی دعائیں بھی سمودی جاتی ہیں، صلوات میں یہ ساری چیزیں سمودی گئی ہیں کیونکہ وہ حضرات وسیلۂ الٰہی اور عالم کے انتظام کار ہیں۔ آیت اللہ بہجت فرماتے تھے دعا سے پہلے اور بعد میں صلوات پڑھو تاکہ تمہاری دعا قبول ہو۔

اجابت دعا کے لئے واسطہ لازم ہے:

ایک صحابی جابر ابن عبداللہ رسول خداؐ سے سوال کرتے ہیں، یا رسول اللہؐ! سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے جابر! تمہارے پیغمبر کے نور کو، پھر اسے خدا نے اپنے مقام قرب میں رکھا، اور خدا جانتا ہے کہ وہاں کتنی مدت تک اسے رکھا، پھر اس نور کے چند حصے کئے، عرش وکرسی اور حاملان عرش کو اس کے تین حصوں سے پیدا کیا، اور چوتھے حصے کو مقام حُبّ میں رکھا، پھر اس کے چند حصے کئے اور لوح وقلم اور بہشت کو اس کے تین حصوں سے پیدا کیا اور چوتھے حصے کو مقام خوف میں رکھا، اور ملائکہ اور آفتاب وماہتاب کو اس سے پیدا کیا اور چوتھے حصے کو مقام رجا میں رکھا اور عدل، حلم اور

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

علم کو اس سے پیدا کیا اور پھر چوتھے حصے کو مقام حیا میں رکھا اور ہیبت کی نگاہ سے اس پر نظر ڈالی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے اس سے جدا ہوئے اور ہر قطرے سے ایک رسول پیدا کیا۔ پھر اولیاء، شہداء اور صالحین کی روحوں کو اور سارے عالم کو خلق کیا۔
(المیزان، ج/۱، ص/۲۲۹)

اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ سبحانہ کی براہ راست عنایت اور توجہ صرف حضرت رسول خداؐ سے مخصوص ہے اور الٰہی فرامین کا انجام دینا اور انہیں منزل عمل میں لانا آنحضورؐ کا کام ہے۔ قرآن میں آیا ہے: ''فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ''۔ (سورہ ہود، آیت ۱۱۲) اللہ سبحانہ کی راہ میں تم ثابت قدم رہو اور وہ لوگ جو تمہارے ساتھ خدا کی بارگاہ میں پلٹ آئے ہیں، اس بناء پر سارا عالم، اللہ کے رسولؐ سے ہے اور خدا ان سب کی ثابت قدمی کا بھی انہیں سے مطالبہ کر رہا ہے۔

صلوات کی عظمت:

صلوات ایک باشرف اور عظیم ذکر ہے، بعض احادیث میں آیا ہے کہ انبیائے سلف اپنی امتوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہیں ایک ایسا ذکر تعلیم کرتے ہیں کہ تمہیں ہر جگہ اسے پڑھنے کا حق حاصل نہیں ہے اگر کہیں تم مجبور ہو گئے اور سخت مسائل تمہارے لئے پیش آ گئے تو اُس وقت تمہیں اجازت ہے کہ اس ذکر کو پڑھو، وہ ذکر اسرار الٰہی میں سے ایک ہے، اسے ہر کسی کے ہاتھ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اتنی تاکید کے بعد وہ عظیم صلوات انہیں تعلیم کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے انبیاء صلوات بھیجنے کی انہیں تاکید اور ہدایت کرتے تھے، لیکن افسوس کہ ہم اللہ کی اس عظیم نعمت سے جو ہمارے پاس ہے بے بہرہ ہیں بسا اوقات ہم اپنی کوتاہ اور ناقص فکر کو لیکر بات کرتے ہیں یا کوئی دعا کرتے ہیں لیکن جب

ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہو رہی ہے تو اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ دعا جو صلوات کے ہمراہ تھی کیوں قبول نہیں ہوئی ؟!

قبولیت دعا میں تاخیر کی وجہ:

بعض اوقات، قبولیت دعا میں تاخیر، عالم بالا (عالم امر) کی بحث سے مربوط ہوتی ہے یعنی عالم بالا اور ملکوت میں دعا قبول ہو چکی ہے لیکن عالم خلق میں جو کہ ظاہری علل واسباب سے وابستہ ہے کچھ تاخیر ہو جاتی ہے۔ خدا نے ارادہ کیا کہ حضرت یوسفؑ کو علم وحکمت کی تعلیم دے اور حضرت یوسفؑ اسے خواب میں دیکھتے ہیں: خدا قرآن میں فرماتا ہے: عزیز مصر ہو جانے کے چالیس سال بعد ایسا ہوا اور معاذ اللہ خدا پشیمان تو ہوا نہیں۔ لہٰذا کچھ وقت لگتا ہے اور جب تک دعا کرنے والا اپنی لیاقت کو نہیں پہونچ جاتا حکم خدا ظہور نہیں کرتا ہے۔ جب فعل خدا، نفاذ کی منزل میں آنا چاہتا ہے تو کچھ وقت لگتا ہے اور اس کے لئے اسباب وعلل درکار ہوتے ہیں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ بسا اوقات آپ جس چیز کو بہت دوست رکھتے ہیں وہ آپ کے لئے شر ہوتی ہے اور آپ خود نہیں جانتے ہیں۔ ''وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ''۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۱۶) ہم نے محمدؐ و آل محمدؐ ایسے حضرات کو وسیلہ قرار دیا ہے اور یہ حضرات خدا کے فیض ورحمت کے مظہر ہیں۔ خدا کی رحمانیت کے مظہر ہیں، یہ حضرات ان چیزوں کو جو آپ کے حق میں بہتر نہیں ہیں اور آپ کے کسی فائدہ کی بھی نہیں ہیں آپ سے دور کرتے ہیں، آپ جو دعا بھی کرتے ہیں یقینی طور پر آپ اس سے بہرہ مند ہوں گے۔

آیت اللہ بہجت کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آیت اللہ بہجت نے درس شروع کرنے سے پہلے دعا اور اس کی قبولیت کی کیفیت کے متعلق کچھ باتیں بیان

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کیں پھر فرمایا: ہم کام کے انجام سے بے خبر ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جو بات ہم مانگ رہے ہیں اور جس کا ہم سوال کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے باعث ضرر ہو، اور ہوسکتا ہے آپ کے مزاج کے لئے سخت ہو، جیسے کوئی دوا پینا کہ اگرچہ تلخ ہو لیکن شفا بخش ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ دعا قطعی طور پر ہمارے لئے کوئی نتیجہ ضرور برآمد کرتی ہے۔

مرحوم شیخ رجب علی خیاط کے ایک شاگرد کہتے ہیں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں استاد کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ فرماتے کہ لوگوں کو کوئی حاجت یا پریشانی درپیش ہوتی ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں۔ میں انہیں ہدایات دیتا ہوں اور کچھ عرصے بعد وہ مجھے آکر بتاتے ہیں کہ ہماری حاجت پوری ہوگئی، بعض اوقات وہی پریشانی مجھے پیش آجاتی ہے مگر میری دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔

وہی شاگرد کہتے ہیں کہ میرے استاد رحمت خدا سے جا ملے، یعنی ان کا انتقال ہوگیا۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھا، حضرت شیخ نے فرمایا: کہ جب میں یہاں آیا تو سمجھ میں آیا کہ کتنا اچھا ہوا کہ میری دعائیں قبول نہ ہوئیں، اے کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی، اب جو میں یہاں آیا ہوں تو دیکھ رہا ہوں کہ بہت کچھ میرے قبضے میں ہے۔ میں نے پوچھا یہ سب نعمتیں مجھے کس بات پہ عنایت ہوئی ہیں، جواب ملا، وہی دعائیں جو دنیا میں تمہاری قبول نہیں ہوئی تھیں۔ ہم نے انہیں یہاں تمہارے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے، یہاں تک کہ ہمارے بعض حرکات وسکنات بھی اسی طرح ہوتے ہیں، جب ہم کمسنی سے آگے بڑھتے ہیں تو ہمیں اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ بچپن میں ماں باپ نے فلاں چیز ہم کو نہیں دی تو وہی ہمارے حق میں بہتر تھا، پھر ہمیں پتہ چلتا ہے وہ کام ہماری ترقی میں کس قدر مؤثر ثابت ہوئے ہیں، انشاء اللہ خدا توفیق دے کہ ہم ائمہ معصومینؑ کی تعلیمات کو درک کریں اور الٰہی فعل وارادہ ہمارے وجود میں جاری ہو، پروردگار! ہماری

زندگی کو محمدؐ وآل محمدؐ کے ہمراہ اور ہماری موت کو انہیں حضرات کے ہمراہ مقرر فرما۔

اللهم اجعل محیای محیا محمد و آل محمدؐ و مماتی ممات محمد و آل محمدؐ

(خدایا! ہماری حیات کو محمدؐ وآل محمدؐ کی حیات جیسی اور ہماری موت کو محمدؐ وآل محمدؐ کی موت جیسی قرار دے)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM
Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

دسویں گفتار

سالک الی اللہ کی اجتماعی شخصیت:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاہرین المعصومین.

ہم حضرت علی علیہ السلام کی ضربت اور سوگواری کے ایام کی مناسبت سے حضرت ولی عصرؑ کی خدمت میں تعزیت وتسلیت پیش کرتے ہیں۔ انشاءاللہ مولا علیؑ کی ولایت ہر لحظہ ہمارے قلب میں راسخ تر اور مستحکم تر ہو۔

سالک الی اللہ کی اجتماعی شخصیت:

حضرت آیت اللہ بہجت آگے ارشاد فرماتے ہیں: ایسا نہ ہو کہ ہم دین کے ارکان میں لاپرواہی برتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کریں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ دین کے دشمن ہر زمانے میں کس چیز کو لیکر سازش کرتے ہیں۔ (نکتہ ہائے ناب، ص/۷۲)

ایک مسئلہ جس پہ ہمیں غور کرنا چاہیے خاص طور سے ہم جو شناخت اور عرفان کی گفتگو کرتے ہیں سیر وسلوک الی اللہ کا دم بھرتے ہیں، وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی خود کو سالک الی اللہ جانتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اجتماعی فریضہ کو بھی سمجھے، نہ یہ کہ بعض

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM
Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ادیان جیسے کہ مسیحیت کی طرح ہوجائیں کہ جن کا عرفان ومعنویت، اور رہبانیت گوشہ نشینی ہے اور وہ اجتماعی امور سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں۔

اسلام کے احکام اسلام میں ایک مومن کا اجتماعی پہلو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: جو شخص مسلمانوں کے امور میں اہتمام نہ برتے وہ مسلمان نہیں ہے۔ا۔(اصول کافی، کتاب ایمان وکفر)

ایسا شخص خود کو کیسے سالک الی اللہ جان سکتا ہے اور رسول خداؐ اور آل رسولؐ کے محضر سے کس طرح بہرہ مند ہوسکتا ہے! لہٰذا ہمیں دین کے ارکان میں لاپرواہی نہیں برتنا چاہئے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمیں معاشرے میں قدم رکھنا چاہئے اور اس کام کے لئے کچھ لوازم بھی درکار ہوتے ہیں، درحقیقت، تھوڑی آگاہی اور دقت عمل درکار ہے تاکہ اسی کے تناسب سے ہم کام کرسکیں، اگر ہم ایک گوشے میں جاکر بیٹھ جائیں اور کسی کو نہ دیکھیں تو فطری بات ہے کہ ہم کبھی غیبت نہیں کریں گے، ہماری نگاہ نامحرم پہ نہیں پڑے گی، اگر ہم کسی سے رابطہ نہ رکھیں تو واضح ہے کہ ہم سے کوئی برا عمل سرزد نہیں ہوگا اور یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اگر ایک اندھا انسان کہے کہ میں نے شروع سے لیکر اب تک کسی نامحرم پہ نظر نہیں ڈالی ہے تو اس نے کوئی کمال نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ تو دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا تھا اور دیکھ ہی نہیں سکتا تھا، دین اسلام کے واضح احکام کی روشنی میں ہم کبھی گوشہ نشینی نہیں اختیار کرسکتے ہیں، مثال کے طور پر شادی کا مسئلہ اسلام کے دستورات میں سے ایک ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: شادی کرو کہ یہ عمل میری سنت ہے اور جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ا۔(حلیۃ المتقین)

پیغمبر اسلام کا یہ ارشاد انسان کو انسانوں کے درمیان لا کھڑا کرتا ہے یعنی رابطہ برقرار کرنا لازم ہے، اللہ کے بندوں کے درمیان ہمارے فریضہ کو بہت واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے، خدا قرآن میں فرماتا ہے: "کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ" (سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

اے امت اسلامی! تم بہترین جماعت ہو کہ تمہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور خدا پر ایمان رکھنے کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

درحقیقت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی خدا پہ اصل ایمان ہے، کیونکہ یہ عمل اس بات کی علامت ہے کہ اگر کوئی شخص برا عمل انجام دے تو تم جو غیرت اسلامی کے تحت اسے اس برے عمل سے روکتے ہو، درواقع تم اپنے ایمان واعتقاد کا دفاع کررہے ہو۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اس درجہ اہمیت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "وما اعمال البر کلها والجهاد فی سبیل الله عند الامر بالمعروف والنهی عن المنکر الا کنفثه فی بحر لجی"۔ (نہج البلاغہ، حکمت ۳۷۴) تمام نیک اعمال راہ خدا میں جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابل میں وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو سمندر کے مقابل میں ایک قطرہ کی حیثیت ہوتی ہے۔

اصل میں تمام نیک کام سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے، سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر واقع ہیں۔

معروف، "مادہ عرف" یعنی شناخت سے بنا ہے اور اچھے اور نیک کاموں کو

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

"معروف" کہا جاتا ہے۔

خدا سورۂ شمس میں فرماتا ہے: "فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"۔ (سورہ شمس، آیت ۸) تمام چیزیں انسان کے وجود کے اندر فطری صورت میں موجود ہیں، جیسے تقویٰ، اچھائی کا ادراک، فجور اور برائی کا ادراک وغیرہ،

اب ہم یہ کیسے تشخیص دے سکتے ہیں کہ کون سی چیز معروف ہے اور کون سی چیز منکر ہے؟ ہر وہ کام جس کے کرنے سے لوگ ناراض ہوتے ہیں اور انسان کا ضمیر اور فطرت اسے ناپسند کرتی ہے وہ منکر ہے۔ اور وہ کام جو عقل و شریعت کی روشنی میں صحیح اور جائز ہے وہ معروف ہے، بس ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض معروف، مستحب ہوتے ہیں اور بعض منکر مکروہ ہوتے ہیں، یعنی وہ واجب یا حرام کے درجہ کو نہیں پہونچے ہیں۔

بسا اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ ایک کام اچھا ہے اگر ہم اسے انجام نہ دیں تو کوئی حرج نہیں ہے، یا ایک کام ناپسندیدہ ہے لیکن اگر اسے انجام دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ پہلے والے کو مستحب اور دوسرے والے کو مکروہ کہتے ہیں۔

اس توضیح سے ہمیں معلوم ہوجاتا ہے کہ امر بالمعروف واجب بھی ہوتا ہے اور مستحب بھی، اور اس کے مراتب ہوتے ہیں، انشاء اللہ ہم پوری توجہ کے ساتھ اس فریضہ پہ عمل کریں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرائط:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کچھ شرائط ہیں، اور ہمارے لئے امر ونہی کا مصداق کا جاننا ضروری ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "صاحب الامر بالمعروف یحتاج الی ان یکون عالما بالحلال والحرام"۔ (مصباح

الشریعہ، ص/۲۷۲) "امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ حلال وحرام کو جانتا اور اس کا علم رکھتا ہو"

حضرت آیت اللہ بہجت سے پوچھا گیا کہ ہم کیونکر سمجھیں گے کہ کون سی چیزیں معروف کی فضا میں اور کون سی چیزیں منکر کی فضا میں واقع ہیں؟ آپ نے فرمایا: "سب جانتے ہیں کہ انہیں توضیح المسائل لینا، پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔ اسی کے مطابق عمل انجام دینا چاہئے اور حلال وحرام کو اسی سے تشخیص دینا چاہئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ توضیح المسائل گھروں میں موجود ہے یا نہیں، اگر ہے تو دوسری کتابوں کی طرح طاق کے اوپر وہ گرد وغبار کھا رہی ہے یا نہیں؟ بہرحال ہمیں حلال وحرام کو اسی رسالۂ عملیہ (توضیح المسائل) سے تشخیص دینا ہوگا۔ یہ توضیح المسائل کوئی معمولی اور عام چیز نہیں ہے، بلکہ ہمارا پورا دین ہے، اس کا لفظ لفظ آیات اور اہل بیتؑ کی احادیث وروایات سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمارا ایک مرجع تقلید ہونا چاہئے۔ ائمہ علیہم السلام کے حکم صریح کے مطابق ضروری ہے کہ ہم مرجع تقلید کے مقلد بنیں اور اس کی توضیح المسائل کے احکام سے واقفیت حاصل کریں۔

دوسری بات (شرط) یہ ہے کہ اس شخص کو احتمال ہو کہ اس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر مؤثر واقع ہوگا، یہ نہ کہئے کہ شاید مؤثر واقع نہ ہو اور آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کریں، یا یہ کہئے کہ اگر انہیں نصیحت کی جائے تو وہ مجھ سے ناراض ہوجائیں گے، اگر کوئی شخص تھوڑا بھی احتمال دے کہ اس کا امر ونہی مؤثر واقع ہوگا تو اسے ضرور یہ کام انجام دینا چاہئے مگر یہ کہ ہم اس شخص کو مکمل طور پر پہچانتے اور جانتے ہوں کہ اگر اسے نصیحت کریں گے تو اس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا تو پھر ایسی صورت میں اسے

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

امر و نہی کرنا واجب نہیں ہے۔

تیسری بات (شرط) یہ ہے کہ یہ کام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے کے لئے کوئی ضرر نہ رکھتا ہو، بعض اوقات اس عمل کی اہمیت کو نظر میں رکھنا ضروری ہے ایسے میں بعض مواقع پر اگر اس شخص کو کوئی نقصان بھی پہونچ رہا ہو پھر بھی اسے امر و نہی انجام دینا چاہئے، بعض اوقات جان بھی دینا پڑے تو دینا پڑے گی، جیسے حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پورے وجود کے ساتھ میدان میں قدم رکھتے ہیں اور اپنا خون دے کر دین کو زندہ کر دیتے ہیں، ہم امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کے ماننے والے ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں تو ہمیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر انجام دینا ضروری ہے۔

چوتھی بات (شرط) جس پہ توجہ دینا ضروری ہے یہ ہے کہ اس راہ میں بہت جلد بازی نہیں کرنا چاہئے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ کو پورے وجود سے برے کام برے لگتے ہوں، جب آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا ہے تو کم سے کم آپ کی پیشانی پہ بل آنا چاہئے جو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ایک علامت ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان افراد کے ساتھ ان کے حسب حال گفتگو کریں اور اس ضرب المثل کے مطابق عمل کریں کہ "موسیٰ بہ دین خود و عیسیٰ بہ دین خود" (یعنی موسیٰ اپنے دین پر اور عیسیٰ اپنے دین پر) جو کہ غلط ہے۔

امر و نہی کے وقت ہمارا طرز عمل:

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا کن افراد سے سروکار ہے۔ خوش اخلاق اور بد اخلاق انسان کے ساتھ یکساں سلوک نہیں ہونا چاہئے، اگر ہمیں معلوم ہے کہ ایک شخص بے ایمان

ہے تو اس سے خفا رہنا چاہئے، یا اسے عزت نہیں دینا چاہئے تاکہ وہ سمجھے کہ وہ برا عمل انجام دے رہا ہے، اور لوگ برے عمل سے ناراض ہوتے ہیں لہذا نہی عن المنکر کی اس کم سے کم منزل سے پہلو تہی نہیں کرنا چاہئے۔

اگر آپ اپنی طرف سے یہ رویہ دکھائیں گے تو اہلبیتؑ کی عنایت ہوگی اور خدا جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے آپ کی مدد کرے گا۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ گفتار (زبان) کا استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اس میں عجیب صلاحیتیں پوشیدہ ہیں، جب حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی (حضرت ہارون) فرعون کے پاس جانا چاہتے ہیں اور اُسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چاہتے ہیں تو اللہ سبحانہ تعالی فرماتا ہے: "اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ، فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى"۔ (سورہ طٰہٰ، آیات ۴۳۔۴۴) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ اس نے سرکشی کر رکھی ہے اور اس سے نرم و آہستہ گفتگو کرو ہو سکتا ہے وہ نصیحت حاصل کرے اور اس کا دل نرم ہو جائے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کیفیت کے سلسلے میں سالکین کا نمونہ عمل:

ائمہ معصومین علیہم السلام کے واقعات و حالات نہایت دل نشین ہیں، آپ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا مشہور واقعہ ضرور سنا ہوگا کہ ان حضرات نے ان ضعیف شخص کو جو وضو غلط کر رہے تھے کس طرح صحیح وضو کرنا سکھایا، انہوں نے نہایت نرمی اور باریکی سے یہ کام انجام دیا کیونکہ ان بزرگ کو ان کی غلطی کی طرف متوجہ کرانا چاہتے تھے۔ اس لئے ان سے فرمایا کہ ہم دونوں وضو کر رہے ہیں آپ ہمیں بتائیے کہ ہم دونوں میں سے کس کا وضو رسول خداؐ کے بتائے ہوئے طریقہ پر درست ہے، وضو تمام ہونے کے بعد بزرگ

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ضرور ہونا چاہئے اور لوگوں کے برے کاموں سے اپنے غیظ و غضب کا اظہار بھی کریں۔

امرونہی کے وقت، اوقات کی معرفت:

پچھلی بحثوں میں یہ بات سامنے آئی کہ مومن غیرت رکھتا ہے، لیکن افسوس کہ بعض اوقات ایسے لوگ میدان میں آنا چاہتے ہیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چاہتے ہیں جو خود بھی ان غلط کاموں میں ملوث ہیں۔ خلیفۂ دوم کا واقعہ ہے کہ ایک روز وہ ایک گھر کے پاس سے گزر رہے تھے انہیں ایک آواز سنائی دی پھر کیا تھا دیوار پہ چڑھ گئے اور چھلانگ لگا کر اندر گئے تو دیکھا ایک مرد اور ایک عورت شراب پی رہے ہیں اور دیکھتے ہی چلا کر بولے کہ تم لوگ چھپ کر گناہ کر رہے ہو؟! تم سمجھتے ہو کہ خدا تمہارے راز کو فاش نہیں کرے گا؟!

صاحب خانہ نے ان سے کہا: جلدی مت کیجئے، اگر ہم نے ایک گناہ انجام دیا ہے تو آپ نے تین گناہ انجام دیئے ہیں، سب سے پہلے یہ کہ خدا فرماتا ہے: ''ولا تجسسوا''۔ (سورہ حجرات، آیت ۱۲) یعنی تجسس نہ کرو، اور آپ نے اس وقت یہ تجسس کر کے گناہ کیا ہے، دوسرے یہ کہ آپ دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوئے ہیں اور خدا فرماتا ہے: ''وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ''۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۸۹) یعنی گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ اور آپ کا تیسرا گناہ یہ ہے کہ آپ نے سلام نہیں کیا، خدا سورہ نور میں فرماتا ہے: '' لَاتَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا ''۔ (سورہ نور، آیت ۲۷) یعنی دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ پہلے اہل خانہ سے مانوس نہ ہولو اور سلام نہ کرلو۔

رسول خداؐ کو خبر ہوئی کہ فلاں گھر میں چوری چھپے مرد و عورت شراب پی رہے

تھے، رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو بھیجا حضرتؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جلد بازی نہیں کی، کیونکہ ایسا کرنے سے وہ لوگ خود کو منظم کرلیں گے، پھر آپ نے یا اللہ یا اللہ کہا اور اپنی آنکھیں بند کرلیں پھر ایک چکر لگایا اور جب اپنی آنکھیں کھولیں تو وہاں پہ کسی کو نہیں دیکھا، البتہ ایسا نہیں تھا کہ شروع ہی سے وہاں کوئی نہ رہا ہو، نہیں بلکہ اتنی دیر میں وہ وہاں سے جا چکے تھے، آپ رسول خداؐ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے وہاں کچھ نہیں دیکھا، مختلف مواقع کو نظر میں رکھنے کے لئے بس کافی ہے کہ امامؑ کے رویے اور پہلی والی حکایت میں ہم موازنہ کریں، البتہ ہمیں انہیں بہانا بنا کر یہ نہیں کہنا چاہئے کہ امیر المومنینؑ نے ایسا رویہ اپنایا تو ہمیں بھی ویسا ہی کرنا چاہیے، نہیں بلکہ ہمیں معلوم ہونا چاہے کہ ہر عمل کے مقابل میں ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

حضرت علی علیہ السلام خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک جوان کو دیکھا کہ کسی نامحرم سے نظر چار کر رہا ہے۔ اور غلط کام انجام دے رہا ہے، وہاں پہ تو ایک مچھر کو بھی نہیں مارنا چاہئے، حضرتؑ نے ایک زوردار طمانچہ اس جوان کو مارا اور اسے تنبیہ کی، وہ جوان خلیفۂ دوم کے پاس گیا اور آپؑ کی شکایت کی، خلیفہ صاحب نے بھی اس سے کہا کہ ارے عین اللہ نے دیکھا اور ید اللہ نے مارا، (اس میں برائی کیا ہے)

امیر المومنینؑ اسلام کے تحفظ کی خاطر ایک دفعہ پچیس سال خانہ نشین ہو کر سکوت اختیار کرتے ہیں اور ایک دفعہ خوارج کو تہہ تیغ کر ڈالتے ہیں۔ امام حسنؑ کے سامنے آپ کے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ کی توہین کی جاتی ہے لیکن آپ خاموشی اختیار کرتے ہیں، مگر آپ کے بھائی امام حسینؑ یزید ملعون کے مقابل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شہادت کے درجہ پر

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

فائز ہوتے ہیں، بہرکیف اجتماعی حالات کی بحث میں تناسب کو مدنظر رکھنا نہایت اہم ہے، ایک نکتہ جس کی طرف آیات وروایات میں اشارہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ انسان کو ہوشیار ہونا چاہئے آج کل امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بڑے ہنر کا کام ہے جس طرح معاشرے میں ربط اور تعلق بنائے رکھنا بڑے ہنر کی بات ہے۔

انشاء اللہ خدا لطف وکرم کرے اور ہمارے وجود میں اہلبیت علیہم السلام کے معارف راسخ ہوجائیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مختصر کلمات

اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ بہجت کی ہدایات:

تیسری فصل

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM
Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

"ذکر الٰہی"

اللہ کے ذکر کی کوئی حد نہیں ہے خواہ وہ قلبی ذکر ہو یا لسانی، بلکہ خواہ وہ جسمانی ذکر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ ساری طاقتیں اور جو کچھ خدا کی رضا و خوشنودی میں داخل ہے وہ ذکر الٰہی ہے۔

"قرآنی توصیف"

خدا نے قرآن اور غیر قرآن میں اس درجہ بہشت اور بہشت والوں کی توصیف کی ہے کہ اگر کوئی اس کے سننے کے شوق میں مر جائے تو بعید نہیں ہے، جہنم سے متعلق آیات کا بھی یہی حال ہے کہ اگر کوئی اپنے گناہوں کو نظر میں رکھتے ہوئے مر جائے تو بھی بعید نہیں ہے۔

"امام کی معرفت"

اگر امام کی معرفت بلندی اختیار کرتی جائے تو خدا کی معرفت بھی بلندی اختیار کرتی جائے گی، اس لئے کہ امام سے بڑھ کر کون سی آیت ہو سکتی ہے؟! امام ایک ایسا آئینہ ہے جو سارے عالم کی حقیقت کو نمایاں کرتا ہے۔

"بلا کا سبب"

جو بلا و مصیبت ہم پر نازل ہوتی ہے وہ اہلبیت علیہم السلام اور ان سے منقول روایات واحادیث سے دوری کے سبب نازل ہوتی ہے۔

یہ فصل، ذیل کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے ترتیب دی گئی ہے:

در محضر بہجت　　گوہر ہائے حکیمانہ　　بہ سوئے محبوب
برگی از دفتر آفتاب　　نکتہ ہائے ناب　　بہارانہ، فیضی
از ورائے سکوت　　بہجت عارفان　　در خلوت عارفان
فریاد گر توحید اور جرعۂ وصال

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

"دلدار کے آنے کی کیفیت"

ائمہ علیہم السلام فرماتے ہیں: تم اپنی اصلاح کرو ہم خود تمہارے پاس آئیں گے، لازم نہیں ہے کہ تم ہمیں ڈھونڈتے پھرو۔

"سب ہلاک ہو جائیں گے۔"

روایت میں ہے کہ آخری زمانہ میں سب ہلاک ہوں گے سوائے اس شخص کے جو ظہور کی دعا کرتا ہے گویا یہی ظہور کی دعا ایک امید اور ایک روحانی ارتباط ہے صاحب دعا کے ساتھ، اور یہی ظہور کا ایک مرحلہ و مرتبہ ہے۔

"امام زمانہ علیہ السلام کے دفتر میں"

خدا جانتا ہے کہ ہم امام زمانہ علیہ السلام کے دفتر میں کن افراد کے زمرے میں ہیں! یہ وہ ذات ہے جس کی خدمت میں بندوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دو دن (دوشنبہ، پنجشنبہ) پیش کئے جاتے ہیں، ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمیں جیسا ہونا چاہئے ویسے نہیں ہیں۔

"واسطۂ فیض"

باوجودیکہ نہ ہم پر وحی ہوتی ہے نہ الہام، ہم اس واسطہ (امام زمانہؑ) کی طرف خود کو متوجہ نہیں کرتے ہیں جس پر وحی بھی ہوتی ہے اور الہام بھی، جبکہ تمام پریشانیوں میں (خواہ معنوی ہوں، یا مادی یا اخروی) اس واسطۂ فیض کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

"دستور العمل"

امام زمانہؑ کے وجود مقدس کو زیادہ سے زیادہ صلوات ہدیہ کیجئے اور ساتھ میں آپ کے ظہور میں تعجیل کی دعا بھی کیجئے۔ اور زیادہ سے زیادہ مسجد جمکران جایا کیجئے اور وہاں امام

زمانہؑ سے مخصوص نمازیں بجالایا کیجئے۔

"عبودیت کا مظہر"

نماز، عبودیت کا سب سے عظیم مظہر ہے کہ جس میں اللہ سبحانہ کی جانب توجہ ہوتی ہے۔

"نماز شب"

نماز شب پڑھنے والے خاموش رات کی تاریکی میں میدان جیت گئے۔

"حضور قلب کے عوامل"

حضور قلب کے اسباب وعوامل میں سے ایک یہ ہے کہ پورے چوبیس گھنٹے اپنے پانچوں حواس کو ہم اپنے کنٹرول میں رکھیں، کیونکہ حضور قلب حاصل کرنے کے لئے مقدمات کا فراہم کرنا ضروری ہے، ہمیں چاہئے کہ پورے دن اپنی آنکھ، کان اور دیگر اعضاء وجوارح پر خاص توجہ دیں۔

"ناقص عقلیں"

سیر وسلوک اور کمال سے متعلق قرآن واحادیث میں اس قدر راغب کرنے والی آیتیں اور احادیث کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی ان سے بہرہ مند نہ ہو تو اس کی عقل میں نقص اور خلل ہے، نماز پڑھنا اہل نماز کے لئے حلوا کھانے جیسا ہے۔ اسی لئے وہ نماز پڑھنے سے خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔

"توجہ کے ساتھ نماز اور اس کا اثر"

اصلی معیار، نماز ہے، یہ نماز سب سے برتر ذکر ہے، سب سے شیریں ذکر ہے، سب سے بلند چیز ہے ہر چیز نماز کی تابع ہے، ہمیں سعی اور کوشش کرنا چاہئے کہ نماز کو باقاعدہ صحیح

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

کریں، جب نماز صحیح ہوگئی، توجہ اور حضور قلب سے ہوگئی، تو انسان انسان ہوگیا، بالآخر معیار نماز ہے!

''خلوت''

خدا جانتا ہے کہ معنوی مقامات کے حامل افراد کا خلوت ومناجات کے اوقات میں کیا حال رہتا ہے، اور فکر کی خاموشی، انوار الٰہی کے مشاہدے کے نتیجے میں کیسے انہیں سوز و گداز میں مبتلا رکھتی ہے چاہے تھوڑی ہی مدت کے لئے۔

''آپ کس کے دوست ہیں''

ہم طاعت کا عزم کرتے ہیں تو بے نیاز، قادر، علیم اور کریم کی رفاقت، دوستی اور ہم نشینی کا عزم کرتے ہیں اور معصیت کا عزم کرتے ہیں تو نیاز مند، عاجز، جاہل اور لئیم کی رفاقت وہم نشینی کا عزم کرتے ہیں۔

''طالب معرفت''

اگر کوئی اہلیت رکھتا ہو یعنی طالب معرفت ہو اور اس طلب میں سنجیدگی اور خلوص رکھتا ہو تو اللہ کے اذن سے درودیوار اس کے معلّم ہو جاتے ہیں۔

''صلاحیت کس حد تک؟''

انسان میں صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ انبیاء کے مقامات مختصہ کو چھوڑ کر انبیاء کے مقامات مطلقہ پر فائز ہوسکتا ہے۔

''بے توجہی ہرگز نہ ہو''

کیا ہم اپنا سامان منزل تک صحیح سلامت لے جاسکتے ہیں جبکہ مسلمانوں اور ایمان

والوں کے امور کی طرف سے بے توجہی برتیں؟! کیا ممکن ہے کہ مسلمانوں کے حالات کی فکر کیے بغیر ہم منزل مقصود تک پہونچ جائیں۔

''اولاد کی آئندہ زندگی کی ضمانت''

بعض علماء اول وقت کی نماز یا نماز شب کی تاکید کر کے اپنے فرزندوں کی آنے والی زندگی کی ضمانت دیتے تھے۔

''دعا، باعث نور''

ہمارے ائمہ علیہم السلام نے دعائیں ہمارے حوالے کی ہیں تاکہ وہ ہمیں نور میں غرق رکھیں۔

''ہم متوجہ رہیں''

نااہل افراد کی بدزبانی اور توہین سے ہمیں خفا نہیں ہونا چاہئے اور اس کی وجہ سے ہمیں راہ اور مقصد سے نہ تو سست پڑنا چاہئے اور نہ ہی افسردہ خاطر ہونا چاہئے۔

''نماز شب سے افضل عمل''

میرا خیال ہے کہ امام حسینؑ پر رونے کی فضیلت نماز شب سے زیادہ ہے۔

''حضور قلب کا راستہ''

ہر وہ عمل جس کی بدولت اور جس کی راہ سے خدا کی جانب ہماری توجہ زیادہ بہتر اور بیشتر ہو اسی عمل کو زیادہ انجام دینا چاہئے اور اسی کے ذریعہ خود کو ذکر، مراقبہ، اور اللہ سبحانہٗ کی جانب توجہ میں مشغول رکھنا چاہئے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

''گھر کی فضا''

اگر ہم چاہتے ہیں کہ گھر کی فضا بارونق اور پاک صاف رہے تو بس صبر، استقامت، درگذر، چشم پوشی اور مہربانی کو اپنا معمول بنائیں تا کہ گھر کی فضا بارونق اور نورانی رہے۔

''انسان کا اختیار''

انسان اپنے اختیار سے سلمان کا بھی ہم نشین بن سکتا ہے اور ابوجہل کا بھی۔

''اولیاء کی منزلت''

نجات اور اللہ سے رجوع کرنے کا راستہ، اولیاء اللہ سے رجوع کرنا ہے۔

''احکام شریعت''

پریشانی اور مصیبت میں ہمیں قدم قدم پہ احکام شریعت پہ نگاہ رکھنا چاہئے، جہاں ہمیں اجازت دی گئی ہے وہاں آگے بڑھنا چاہئے اور تاریکی کی جگہوں پہ احتیاط اور توقف سے کام لینا چاہئے۔

''حرام سے اجتناب''

وائے ہو ہم پر اگر ہم کھانے پینے کی چیزوں میں حرام سے اجتناب نہ کریں، کیونکہ یہی غذائیں ہیں جو ہمارے علم وایمان کا یا پھر کفر کا سرچشمہ قرار پاتی ہیں۔

''زبان حال یہ ہو''

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دعا کے ذریعہ کسی مقام تک پہونچیں تو آپ کی زبان حال یہ ہو کہ خدا کے آگے آپ کا سر تسلیم خم ہو، اور ہم یہ طے کرلیں کہ بندگی کے وظیفہ پہ عمل کرتے رہیں گے۔

''سچ بولنے کا اثر''

سچ بولنا، سچے خواب دیکھنے اور روح کو صاف وشفاف بنانے میں بہت مؤثر ہے۔

''بندگی کا راستہ''

کمالات اور لقاء اللہ تک پہونچنے کا راستہ کھلا ہوا ہے، کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ وہ مراحل ومنازل جو بندگی کے راستے سے حاصل ہوتے ہیں ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ان سے محروم رہیں۔

''راہ حق پہ چلنا''

حق والوں کی قلت اور اہل باطل کی کثرت ہمیں حق کے راستے پر چلنے سے مضطرب اور دل برداشتہ نہ کرے یا اس سے باز نہ رکھے۔

''توکل اور غفلت کا اثر''

توکل اور یاد خدا سے ہٹ کر کسی اور چیز سے انسان کو سکون واطمینان حاصل نہیں ہوتا ہے اور یاد خدا سے روگردانی اور غفلت کے علاوہ کوئی اور چیز زندگی کو تلخ اور ناخوشگوار نہیں کرتی ہے۔

''اللہ سبحانہ کے دیدار کا امکان''

اگر ملاقات خدا آخرت میں ممکن ہے تو دنیا میں بھی ممکن ہے، امکان کا معیار وہی ہے۔ البتہ سر والی چشم بصارت سے نہیں بلکہ چشم بصیرت سے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

''اسباب غفلت''

اللہ سبحانہٗ کی یاد اور اس کے ذکر سے غفلت و فراموشی کے اسباب ہم خود فراہم کرتے ہیں۔ محاسبہ و مراقبہ کے نتیجہ میں خود اپنے عمل کی کمزوری صاف پتہ چل جاتی ہے۔

''کشف و کرامات کے پیچھے نہ جایئے''

جو لوگ کسی حد تک معنویات سے بہرہ مند تھے وہ کشف و کرامات کے پیچھے نہیں جاتے تھے۔

''حقیقی کیمیا''

جو شخص معنویات اور معرفت خدا سے بہرہ مند ہے اسے کیمیا کی کیا ضرورت؟! معرفت خدا سے بڑھ کر کون سا کیمیا ہے؟!

''محبت''

عبودیت و بندگی کی بنیاد محبت ہے۔ خدا فرماتا ہے: ''یحبھم و یحبونہ'' خدا انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔

''روزانہ کا موقف''

انسان کو روزانہ اپنا موقف معین کرنا چاہئے کہ وہ حق والوں میں سے ہے یا باطل پرست ہے؟

''ایک رنگ کا ہونا''

خدا کرے کہ ہم اپنے حال کیلئے نفع بخش شغل کی تشخیص دیں اور اس میں استحکام پیدا کریں اور ثابت قدم رہیں، دماغ میں ہر روز نئی فکر نہیں لانا چاہئے اور ہر لحظہ ایک نیا رنگ نہیں اپنانا چاہئے۔

''صرف دوسروں کا عیب نہ دیکھیے''

اگر آپ نے اپنی اصلاح کر لی اور اپنے اور خدا، انبیاء اور اولیاء کے بیچ کی رکاوٹیں دور کر لیں تو خدا آپ کے اور خلق کے بیچ اصلاح پیدا کر دے گا۔

''اموال کی زیادتی کا سبب''

حقوق الٰہی کی ادائیگی (خمس، زکات، صدقہ وغیرہ) مال میں اضافہ اور پاکی کا سبب ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کام کرے تو اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔

''علوم الٰہی کی اہمیت''

ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ چوبیس گھنٹے میں سے اپنا تھوڑا وقت دینی علوم کو حاصل کرنے میں صرف کرے، چاہے چوبیس گھنٹے میں ایک ہی گھنٹہ کیوں نہ ہو۔

''توکل''

کچھ لوگ ایسے ہیں جو توکل کو اپنے لئے روزی مانتے ہیں اور یہی لوگ درحقیقت غنی اور بے نیاز ہیں ان کو یقین ہو چلا ہے کہ اگر خدا پر توکل کریں تو وہ ان کی روزی ان تک ضرور پہونچائے گا، اور اگر ان تک وہ روزی نہیں پہونچی تو انہیں احساس ہو جاتا ہے کہ وہ ان کے حق میں بہتر نہیں تھی۔

''ہوشیار رہئے''

عرفانی مقامات اور کرامات کے عاشق نہ بنئے، بعض اوقات اس طرح کے کام آپ کو جہنم تک پہونچا سکتے ہیں۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

''مقربین کا خوف''

مقربین کا خوف، سقوط سے ہوتا ہے نہ کہ صرف آتش جہنم سے ''صبرت علیٰ عذابک فکیف اصبر علیٰ فراقک'' (میں تیرے عذاب پر تو صبر کرلوں گا لیکن تیرے فراق (رحمت سے جدائی) پر کیسے صبر کروں گا؟!)

''شیطان کی ناراضگی کا سبب''

اگر کوئی شخص سجدے کو طول دیتا ہے تو یہ شیطان کی بڑی ناراضگی کا سبب ہوتا ہے۔!

''بلاؤں کی وجہ''

بلائیں اور آزمائشیں یقین میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔

''پروانہ ہو جایئے''

ہم کیوں پروانے کی طرح نہیں ہو جاتے ہیں کہ پروانہ وار، نورالٰہی کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔

''خدا کا ہم نشیں''

میں بارہا کہہ چکا ہوں اور پھر کہہ رہا ہوں کہ جو شخص یہ جان لے کہ جو کوئی خدا کو یاد کرتا ہے خدا اس کا ہمنشین ہو جاتا ہے تو اسے کسی موعظہ کرنے والے کی ضرورت نہیں ہے۔

''بہترین دستورالعمل''

آپ کو جن باتوں کا علم ہے اس پر عمل کیجئے۔اور جن باتوں کا علم نہیں ہے اس میں احتیاط کیجئے۔یہاں تک کہ وہ واضح ہو جائیں اور اگر واضح نہ ہو تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے بعض

ان باتوں کو جن کا آپ کو علم تھا پامال کیا ہے۔

''میل جول میں احتیاط''

غفلت والوں سے زیادہ ہم نشینی دل میں قساوت وتاریکی پیدا کرتی ہے اور عبادات وزیارات میں تساہلی کا سبب بنتی ہے، نیک عمل سے حاصل شدہ کمالات کو، کمزور ایمان والوں کی ہم نشینی نقص میں بدل دیتی ہے۔

''سب سے بہتر ذکر''

عملی ذکر سے بالاتر کوئی ذکر نہیں ہے اور کوئی عملی ذکر اعمال کے سلسلے میں معصیت اور گناہ ترک کرنے سے بالاتر نہیں ہے۔

''تقرب کا راستہ''

میں عزم رکھتا ہوں کہ خدا کا تقرب حاصل کروں، اور سیر وسلوک اختیار کروں اس کا راستہ کیا ہے؟

اگر آپ سچے خواستگار ہیں تو ساری عمر کیلئے ترک معصیت کافی ہے۔چاہے آپ کی عمر ہزار سال ہو۔

''کاہلی دور کرنا''

عبادتوں میں کاہلی اور سستی دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ نشاط وکیف کے اوقات میں مستحب عبادات میں بھی مشغول رہئے اور سستی کے اوقات میں واجب عبادتوں پر اکتفا کیجئے۔

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

''افراد کے ساتھ نشست و برخاست''

ایسے افراد کے ساتھ نشست و برخاست رکھیئے کہ جنھیں دیکھتے ہی آپ کو خدا اور اطاعت خدا کی یاد آجائے۔ نہ کہ ان افراد کے ساتھ جو معصیتوں کی فکر میں رہتے اور انسان کو یاد خدا سے غافل رکھتے ہیں۔

''میت کے لئے صلوات پڑھنے کی اہمیت''

خدا جانتا ہے کہ انسان جو ایک صلوات بھیجتا اور کسی میت کو ہدیہ کرتا ہے اُس ایک صلوات کی کیا اہمیت ہوتی ہے ظاہری اور معنوی اعتبار سے۔

''سحر خیزی یعنی سحر کے وقت بیدار رہنا''

درحقیقت اسی شب زندہ داری اور صبح کو اٹھنے سے پیغمبر اکرمؐ معرفت الٰہی حاصل کرتے تھے، وہ خاص لحات اور وہ رحمت الٰہی، انہیں اوقات میں ہیں۔

''زاویہ نگاہ''

کیا خوب ہے کہ انسان جو عبادت اور کار خیر انجام دیتا ہے اس کے تعلق سے بے نیاز رہے، لیکن دوسروں کے نیک اور اچھے کاموں کو سراہے۔

''خدا سے اُنس''

ساری اخلاقی برائیاں معرفت خدا میں کمزوری کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں! اگر انسان اس بات کو سمجھ لے کہ خدا ہمیشہ اور ہر حال میں ہر جمال سے زیادہ جمیل ہے۔ تو اس کے اُنس سے ہرگز جدا نہیں ہوگا۔

''ایک واقعیت کے بارے میں غور''

انسان جو روکھی سوکھی روٹی سے سیر ہو جاتا ہے، اور سبزی، دہی، اور پنیر پہ زندگی گزار سکتا ہے تو پھر دنیا اور مال دنیا کے لئے اس قدر لالچ، حرص، و آرزو اور طمع کس لئے؟!

''درد نہیں ہے، ورنہ طبیب موجود ہے''

ہم خود کو مریض نہیں سمجھتے ہیں، ورنہ علاج تو آسان ہے۔

''جان لیں کہ ہم کچھ نہیں ہیں''

خدا کرے کہ ہم اپنے سے راضی و مطمئن نہ رہیں، اگر خود سے راضی ہوگئے تو ہرگز عبودیت و بندگی میں ربوبیت کا حق ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم کچھ نہ ہونے کے باوجود خود کو سب کچھ سمجھتے ہیں!

''شک و شبہ والا مال''

ہماری پسماندگی کی وجہ یہ ہے کہ ہم شک و شبہ والا، مال استعمال کرتے ہیں، اور یہ مال، شک و شبہ ایجاد کرتا ہے۔!

''ہدف تک پہونچنے کا راستہ''

دعا کی حالت، دل شکستگی اور آہ و زاری (کو جب دل سے نکلتی ہے تو تیر کی طرح نشانے پر لگتی ہے) ہمارے اندر نہیں ہے، ہمارے یہاں زبانی گفتگو زیادہ ہوتی ہے۔

''مستحبات ترک کرنے کا نتیجہ''

گویا ہماری پسماندگی کی وجہ، مستحبات کا ترک کرنا ہے، پہلے کے علماء ان کے پابند تھے جیسے زیارت، دعا، قرآن کی تلاوت اور اول وقت کی نماز، اور ترک مکروہات جیسے طلوع فجر

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

اور طلوع آفتاب کے بیچ سونا۔

''ترقی نہ کرنے کی وجہ''

بعض اوقات شریعت کے واضح اور آسان احکام ومطالب پہ جنھیں ہم جانتے ہیں عمل نہیں کرتے ہیں اور پھر معرفت، اخلاق اور تربیت کے اساتذہ جن کے پاس جا کر ایسے بڑے ذکر اور عظیم مطالب کا مطالبہ کرتے ہیں جن کی ہمیں ضرورت نہیں رہتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ نہ ہم صحیح راستے پر آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ ہی معنوی کمالات اور عالی درجات تک پہونچنا چاہتے ہیں۔

''ایک سالک کے اعمال''

بالکل واضح ہے کہ ہر روز قرآن کی تلاوت، زمان ومکان کی مناسبت سے دعائیں، تعقیبات اور غیر تعقیبات میں مساجد اور عتبات عالیات میں زیادہ آمد ورفت، علماء وصلحاء کی زیارت اور ان کی ہم نشینی، خدا ورسول کو محبوب وعزیز ہے، سالک کو روزانہ بصیرت کی زیادتی نیز عبادت، تلاوت اور زیارت سے انس کی فکر میں رہنا چاہیے۔

''مختصر اور جامع''

جو شخص اپنی معلوم باتوں پہ عمل کرتا ہے خدا اس کی مجہول اور کمزور باتوں کو بھی معلوم بنا دیتا ہے۔

''کامیابی کی کنجی''

سوال: ہم ظاہری وباطنی پستیوں میں مبتلا ہیں، ہمارا معالجہ فرمایئے اور اس راہ کو طے کرنے میں ہماری رہنمائی کیجئے۔

جواب: نماز شب، مفتاح توفیقات (یعنی کامیابیوں کی کنجی) ہے۔

''پوشیدہ اسرار''

خدا جانتا ہے کہ اوراد واذکار میں کیا اسرار پوشیدہ ہیں، اور ہر ورد وذکر کن امراض کو رفع اور دفع کرنے میں مفید ہے کہ ہم بعض کو سمجھتے ہیں اور بعض کی اطلاع ہی نہیں رکھتے ہیں۔

''اعتماد کا نہ ہونا رکاوٹ ہے''

ایک بچہ اپنی ماں پہ جتنا اعتماد واطمینان رکھتا ہے اگر ہمیں اتنا اعتماد واطمینان اپنے خدا پہ ہو جائے تو پھر ہم اس سے جو بھی مانگیں گے وہ عطا کرے گا اور جب خالق سے ہمارا رابطہ ہو جائے گا تو ہمیں کوئی مشکل درپیش نہ ہوگی اور ہمارے سارے کام درست ہو جائیں گے۔

''قرآن کا حفظ کرنا''

خدا جانتا ہے کہ قرآن کا حفظ کرنا رحمت الٰہی کے معدن وسرچشمہ سے بہرہ مند ہونے میں کتنا مؤثر ہے، لیکن افسوس کہ ہم قرآن سے بہرہ مند نہیں ہوتے ہیں۔

''قرآن کا دوسری کتابوں سے تفاوت''

کیا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ قرآن اور کتابوں کی طرح نہیں ہے، گویا قرآن عالم نور اور عالم روحانی کا ایک موجود ربوبی ہے جس کا عالم اجسام واعراض میں ظہور ہوا ہے۔

''لاعلاج درد کا علاج''

سوال: تند مزاجی اور غصے کے علاج کے لئے ہم کیا کریں؟

جواب: پورے عقیدے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجئے (اللھم صلّ علیٰ محمد وآل محمد)

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

''فکر کا مرکوز ہونا''

سوال: فکر کو مرکوز کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: وہ اذکار زیادہ پڑھیئے جو فکر کو مرکوز رکھنے میں مؤثر ہیں، جیسے لا الہٰ الا اللہ۔

''امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی عظمت''

امام رضا علیہ السلام کا روضۂ مطہر، عظیم اور گرانقدر نعمت ہے، جو ایرانیوں کو نصیب ہے۔ اس کی عظمت کو خدا ہی جانتا ہے۔

''اہلبیت علیہم السلام کی محبت''

اہلبیتؑ کی محبت سے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے، ہر چیز اس محبت میں ہے۔ اگر ہمارے پاس کچھ ہے تو اسی محبت سے ہے۔

''ائمہ کے ارشادات''

ہم جس حد تک اہل بیت علیہم السلام کے اقوال وارشادات سے دور ہوں گے اسی حد تک خود اہلبیتؑ سے دور ہوں گے۔

''تقرب کے درجات''

تقرب کے درجات میں سب سے بلند درجہ لقائے الٰہی کا ہے، اور تقرب کے ہر درجہ کے لئے ایک تقرب عطا کرنے والا' ہوتا ہے کہ سب سے بڑا مقرب، نماز ہے۔

''امام زمانہ علیہ السلام کی موجودگی کا ادراک''

جب تک ہمارا رابطہ ولی عصر امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ قوی نہ ہو، ہمارے کام درست نہیں ہوسکتے ہیں، اور امام عصر علیہ السلام سے رابطہ کا قوی ہونا اصلاح نفس سے

وابستہ ہے۔

''انتہائے خضوع''

سجدہ خضوع کی انتہاء ہے، یعنی ہم ہیچ ہیں، اور اللہ سبحانہٗ کے سامنے خاک ہیں۔

''تسلیم ورضا''

حزن واندوہ، اور دعا وتوسل، تسلیم ورضا اور قضائے الٰہی سے منافات نہیں رکھتے ہیں۔

❀❀❀

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

ہماری مطبوعات

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف/مرتب - مترجم	زبان	قیمت
(۱)	امام عصر اور عصری تقاضے	علامہ عبداللہ غریفی — مولانا سید علی باقر عابدی	اردو	70/-
(۲)	ہمارے عقیدے	آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی — م.ر.عابد	ہندی	80/-
(۳)	پردہ نشین	حجۃ الاسلام محمد لک علی آبادی — محمد عارف العلوی	اردو	125/-
(۴)	لذت ملاقات	آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے بہجت قدس سرہٗ — محمد عارف العلوی	اردو	50/-
(۵)	گھر جنت-۱	محمود اکبری — عباس اصغر شبریز	ہندی	90/-
(۶)	گھر جنت-۲	محمود اکبری — عباس اصغر شبریز	ہندی	100/-
(۷)	قصیدہ در مدح امیرالمومنین علی علیہ السلام	آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی — ناظم علی خیرآبادی	اردو	70/-
(۸)	نامحرم مرد و عورت کے سماجی و اجتماعی احکام	علامہ محمد جواد رضی شہابی — حجۃ الاسلام نثار احمد زین پوری	اردو	50/-
(۹)	اسمائے حسنیٰ	احتشام الحسن، حیدر علی	ہندی	50/-
(۱۰)	اللہ سے گفتگو	حجۃ الاسلام محسن قراتی — م.ر.عابد	ہندی	75/-
(۱۱)	صداقت القاب	علامہ سید علی شہرستانی — سید سبط حیدر زیدی	اردو	160/-
(۱۲)	۱۵۰ دروس زندگی	آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی — حجۃ الاسلام فیروز حیدر فیضی	اردو	90/-
(۱۳)	اسلام ایک نگاہ میں	آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی — حجۃ الاسلام فیروز حیدر فیضی	اردو	50/-
(۱۴)	خرافات اور حقائق	محمود اکبری — حجۃ الاسلام فیروز حیدر فیضی	اردو	65/-

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف/مرتب - مترجم	زبان	قیمت
(۱۵)	مہکتی کلیاں	محمود اکبری — مولانا مرغوب عالم عسکری	اردو	150/-
(۱۶)	نماز خاصان خدا کے کلام میں	مہدی لک علی آبادی — مولانا موسی رضا یوسفی قمی	اردو	75/-
(۱۷)	تحفۂ بہشت یا نیک اولاد	محترمہ سیما مینجر و بعض اہل قلم خواہران — حجۃ الاسلام فیروز حیدر فیضی	اردو	200/-
(۱۸)	مثالی وصیت نامہ	یوسف اسدزادہ	اردو	20/-
(۱۹)	رہنمائے کردار	شرح وصیت نامہ امیرالمومنین — مولانا موسی رضا یوسفی قمی	اردو	170/-
(۲۰)	اعتدال	جواد محدثی — مولانا مرغوب عالم عسکری	اردو	25/-
(۲۱)	In Defence of Truth	Dr. A. Alwaeili — Syed J. M. Al-Hussaini	انگریزی	35/-
(۲۲)	سلیقہ بندگی کا	محمد کاظم الجشی — سید الحسن نقوی	اردو	100/-
(۲۳)	گمشدہ جنت	حجۃ الاسلام مہدی خدامیان آرانی	اردو	70/-
(۲۴)	ثمرات ترجمہ کامل الزیارات	محدث ابن قولویہ قمی — سید شجاعت حسین رضوی	اردو	180/-
(۲۵)	سماجی روابط انٹرنیٹ کے دور میں	مطابق فتویٰ آیۃ اللہ سیستانی — الموئل کلچرل فاؤنڈیشن	ہندی	25/-
(۲۶)	تربت خونبار	علامہ سید علی شہرستانی — ناظم علی خیرآبادی	اردو	70/-
(۲۷)	فضائل زہرا در صحاح ستہ	آیۃ اللہ سید مرتضیٰ حسینی فیروزآبادی — مولانا شجاعت حسین رضوی	اردو	100/-
(۲۸)	فضائل مرتضیٰ در صحاح ستہ	آیۃ اللہ سید مرتضیٰ حسینی فیروزآبادی — مولانا شجاعت حسین رضوی	اردو	230/-

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/

PARDA NASHEEN

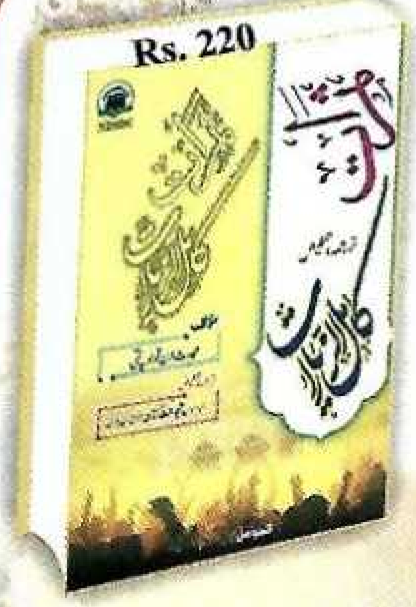

زیارت معصومینؑ کی فضیلت کے سلسلہ سے محدث
ابن قولویہ قمی کی قدیمی اور معتبر کتاب "کامل الزیارات"

ثمرات ترجمہ و تلخیص کامل الزیارات

کچھ اہم نکات

- زیارت رسول خدا کا ثواب
- امیر المومنینؑ کی زیارت کا ثواب
- امام حسینؑ پر ساری مخلوقات کا گریہ
- فرشتوں کا زائر امام حسینؑ کا استقبال، عیادت اور تا قیامت استغفار کرنا
- زائر امام حسینؑ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے
- زائر امام حسینؑ کے لئے ملائکہ کی دعائیں
- امام حسنؑ اور دیگر ائمہ بقیع کی زیارتیں
- امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کی زیارت کا ثواب
- طوس میں امام علی رضاؑ کی زیارت کا ثواب
- سامراء میں امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کی زیارتیں
- ائمہ معصومینؑ کی زیارت

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

مؤسسة المؤمل الثقافية
AL-MU'AMMAL CULTURAL FOUNDATION

AL-MU'AMMAL CULTURAL FOUNDATION
546/203, Near Era's Medical College
Sarfarazganj, Lucknow -226003
Ph.: 0522-2405646, 07317804580
E-mail: Contact@al-muammal.org
www.al-muammal.org

Presented By :- https://www.shiabookspdf.com/